ترجمہ

حصہ اول

تقاریر و سوالات معہ جوابات

مجلس واضع قوانین صوبہ ممالک متحدہ یکم جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

لغایتہ ۱۳ اگست سنہ ۱۹۲۶ء کو

ڈاکٹر شفاعت احمد خاں

ایم ۔ اے ۔ لٹ ۔ ڈی ۔ ایف ۔ اے ۔ یو ۔ ایف

آر ۔ ایچ ۔ ایس ۔ ایم ۔ ایل ۔ سی ۔ نے

مطبع احسن المطابع مرادآباد میں باہتمام حافظ امان علی

طبع کرا کر شایع کیا

تعداد جلد

بار اول ۵۰۰

قیمت فی جلد ۱/

[illegible] ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

گذشتہ سال ایک نمبر جس میں تقاریر و سوالات مع جوابات ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب مرتبہ منشی عزیز احمد نظامی صاحب بی۔ اے (علیگ) ناظرین کی خدمت میں پہنچ چکا ہے۔ اُس میں بوجہ عجلت کچھ باتوں میں کمی رہ گئی تھی۔ مثلاً ترتیب مضامین کا خیال نہیں رکھا گیا تھا۔ اور کچھ حصہ درج ہونے سے باقی رہ گیا تھا اب اس نمبر میں اس کمی کے پورا کرنے کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے اس سلسلہ سے منشاء یہ ہے کہ پبلک کو معلوم ہو جائے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس قلیل عرصہ میں کیا کیا خدمات انجام دیں۔ فی الواقع اگر آپ کونسل کی کارروائی کو بغور ملاحظہ فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر صاحب کا وجود خصوصاً ہم مسلمانوں کیلئے قابل فخر اور ایک نعمت ہے قدم قدم پر آپ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں اور کبھی اس خصوصیت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ فرقہ وارانہ تعصب سے بالکل علیحدہ ہو کر تمام مسلمانوں کی خواہ وہ کسی خیال اور کسی گروہ کے ہوں بہبودی کا ہمیشہ خیال رکھنا اور اسمیں ہر وقت جد و جہد کرنا ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنا لائحہ عمل قرار دے لیا ہے۔ ہم آپ پر جتنا ناز کریں تھوڑا ہے آپ نے جس خلوص اور محنت و جانفشانی کے ساتھ کام کیا اظہر من الشمس ہے۔ گویا فی الحقیقت آپ نے اپنے فرائض نمایندگی پہچانا ہے۔ اور ہماری ترجمانی صحیح اور حقیقی معنوں میں فرمائی ہے۔ آپ کو اس راہ راست سے خطابات کے طوق اور گورنمنٹ کے خوف نے کبھی نہیں بھٹکایا۔

ڈاکٹر صاحب ایسے خطابات کو جو محض خوشامد کا نتیجہ ہوں اور بغیر کسی قومی خدمت کے ملے ہوں بُری نظر سے دیکھتے ہین۔ آپ ان لوگون مین نہین ہین جو انتخاب سے پہلے ہر قسم کے سبز باغ پبلک کو دکھا کر اپنا مقصد حاصل کرتے ہین لیکن جب کونسل مین تشریف لاتے ہین تو اسکو محض اپنی عزت کا ذریعہ سمجھتے ہین اور قوم و ملک کیلئے بیکار محض ثابت ہوتے ہین۔ ناقابلیت یا دباؤ یا خوف کی وجہ سے کوئی کام نہین کر سکتے اور ہر قومی مسئلہ سے پہلو تہی کرتے ہین اور بعض کونسل مین خاص خاص موقعون پر ہاتھ اٹھا دینا اپنا فرض سمجھتے ہین۔ بعض کونسل مین محض یہ کام کرتے ہین کہ روپیہ پیدا کرین اور بعض کامیاب بھی ہو جاتے ہین۔ لیکن ڈاکٹر صاحب موصوف اگر ناظرین اقبال کے ان سوالات کو ملاحظہ فرمائینگے تو معلوم ہوگا کہ ان باتون سے کوسون دور ہین۔ شاید آپ ہی ایک ایسے ممبر ہین جو کونسل مین قومی خدمات انجام دینے مین اپنی جیب سے روپیہ کھوتے ہین۔ یونیورسٹی ایک کافی رقم آپکی وضع کر لیتی ہے اور آپکو اس قومی خدمت کے سامنے جسکا انجام دینا وہ اپنا فرض اولین خیال کرتے ہین اسکی مطلق پروا نہین ہوتی۔ دراصل ڈاکٹر صاحب نے بڑے انہماک کے ساتھ کونسل مین ہماری ترجمانی فرمائی ہے۔ ہر تقریر سے جو آپنے کونسل مین فرمائی اگر آپ بغور ملاحظہ کرین تو معلوم ہوگا کہ کسقدر قابلانہ طریقہ اور محنت و جانفشانی سے آ[illegible] کام لیا ہے آپکی ہر تقریر بڑی تیاری اور محنت کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے صرف ابتدائی تعلیم کے [illegible] کے غور و خوض اور معلومات حاصل کرنے مین تین مہینے صرف ہوگئے۔ صداقت اور بیباکی [illegible] ہاتھ سے نہین جانے دیا اسکے مقابلہ مین کبھی مخالفت اور نقصان کی پروا نہین کی ہر مسئلہ خواہ اسکا تعلق گورنمنٹ سے ہو یا پبلک سے عام پبلک کی بہبودی اور فلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے قومی نقطہ خیال سے رد و قدح کی ہے اور کبھی اظہار حق کرنے مین کسی بات کی پرواہ نہین کی ادنی سے

اعلیٰ افسر کلکٹر سے گورنر تک کوئی شاید بچا ہو جس پر ڈاکٹر صاحب نے مناسب نکتہ چینی نہ فرمائی ہو
گذشتہ سال بجٹ کے جلسہ مرل اسوسیشن کانپور میں آپنے ایک پُر زور تقریر میں گورنر پر نکتہ
چینی فرمائی۔ کوئی مشکل سے مشکل مسئلہ بچا ہو گا جس پر آپنے تقریر یا بحث یا سوالات نہ کیے ہوں ناظرین
اگر سوالات کی تعداد پر اور انکی ہمہ گیری پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف میں سوالات
کرنیکی خاص قابلیت ہے اور اس ذریعہ سے بھی اکثر مسائل میں آپکو نمایاں کامیابی حاصل
ہوئی ہے آپ کی توجہ ہر طرف ہے اور ہر مسئلہ کا آپکو خیال ہے۔ ہر معاملہ میں آپ حصہ لیتے ہیں
مثال کے طور پر حضرات ناظرین کے سامنے ڈاکٹر صاحب موصوف کے کارناموں کی فہرست پیش کرتا ہوں

(۱) **نفاذ قانون وقف** :۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو اس مسئلہ سے نہایت دلچسپی ہے،
اور اس میں علاوہ کونسل کے کونسل کے باہر بہت نمایاں حصہ لیا۔ ایک طرف اس قانون
کے نفاذ کو کونسل سے بڑی جدوجہد سے پاس کرایا اور دوسری طرف انجمن تحفظ اوقاف
کی ان صوبجات میں بنیاد ڈالی۔ مختلف مقامات پر اسکی شاخیں جاری کرائیں۔ ان صوبہ کو
ایسے مفید قانون سے فائدہ حاصل کرنیکا موقع صرف ڈاکٹر صاحب کے وجود سے ملا۔ اوقاف تمام
بد دیانت متولیوں سے جو اوقاف کی آمدنی میں دست اندازی کرتے تھے محفوظ ہو جائینگے۔
انکو باقاعدہ حسابات عدالت میں داخل کرنے ہونگے اور بد دیانت متولیوں پر جرمانہ کیا
جائیگا۔ اس سے گویا بیس ۲۰ سے تیس ۳۰ لاکھ روپیہ کی جائداد کی آمدنی صرف نیک اور
مذہبی کاموں میں خرچ ہوگی اور کوئی غیر مستحق اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکیگا۔ اس قانون
کا تعلق وقف علی الاولاد سے نہیں ہے۔ بلکہ محض مذہبی اوقاف سے ہے یہ ڈاکٹر صاحب
کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس پر ہر مسلمان انکا ممنون و مشکور ہے۔

(۲) **طوفان سیلاب** :۔ باوجود اسقدر کام کے جو انکو یونیورسٹی اور کونسل

میں کرنا پڑتا ہے انکو ہماری تکالیف اور مشکلات کا احساس بھی ہے۔ جسوقت طوفان سیلاب کی بلا نازل ہوئی اور بہت سے گھر تباہ و برباد ہو گئے آپ کا دل بھر آیا فوراً گورنر اور ممبر ملاقات سے خود جا کر ملے اور ضلع مرادآباد کی نازک حالت کو جو سیلاب کے زمانے میں پیدا ہو گئی تھی انکے کان تک پہونچایا۔ آپکی اس نمایاں کوشش ہی کا نتیجہ تھا کہ ضلع مرادآباد میں ہزاروں روپیہ سیلاب کے مصیبت زدہ لوگوں کی امداد پر گورنمنٹ نے صرف کیا۔ اگر ڈاکٹر صاحب ذاتی طور پر اسقدر کوشش نہ کرتے تو شاید اتنا روپیہ ہمارے ضلع کو امداد میں نہ ملتا۔

(۳) غیر سرکاری چیرمین بلدیہ امروہہ:۔ اس مسئلہ کی حقیقت جب ڈاکٹر صاحب موصوف کو معلوم ہوئی کہ دراصل امروہہ کی پبلک غیر سرکاری چیرمین کا مطالبہ کرتی ہے اور یہ اسکا جائز مطالبہ ہے آپنے فوراً اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیئے کارروائیاں شروع کر دیں۔ کونسل میں تقریریں فرمائیں اور سوالات لیئے اور آخر میں گورنمنٹ کو باوجودیکہ حکام ضلع اور وزیر بلدیات اسکے بالکل خلاف تھے مجبور کر دیا اور امروہہ کی پبلک کو اسکا حق اور جائز مطالبہ دلا کر چھوڑا۔

(۴) تعلیم:۔ ڈاکٹر صاحب ہر مسئلہ میں مسلمانوں کی خصوصاً اور ملک کی عموماً بہبودی اور ترقی کو مد نظر رکھتے ہیں مسلمانوں کے حقوق کی نگاہداشت میں ہمیشہ مستعد نظر آتے ہیں۔ گورنمنٹ کا ایکمرتبہ ارادہ ہو گیا کہ اسلامی مدارس کے ڈپٹی انسپکٹران کے عہدہ تخفیف کر دے لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس مسئلہ میں بڑی جدوجہد اور سعی بلیغ کی اور آخر میں حق کی فتح ہوئی۔ اب بفضلہ اسلامی مدارس کے ڈپٹی انسپکٹران موجود ہیں آپ کو جملہ تعلیمی معاملات سے عام طور سے اور مسلمانوں کی تعلیم سے خاص طور

سے دلچسپی ہے۔ آپنے بحیثیت صدر پراونشل تعلیمی کانفرنس اس صوبہ کے مسلمانون کی تعلیم کیلئے بہت مفید کام کئے ابتدائی تعلیم کے لیے اسکیم تیار کی اسلامی مدارس اور مکاتب کے توڑنے کے خلاف سخت کوششین فرمائین اور اس معاملہ مین گورنمنٹ کو آگے بڑھنے نہ دیا۔ اخبار مثلاً لیڈر وغیرہ مین مضامین لکھے اور گورنمنٹ کے تجویز کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے مین نمایان حصہ لیا۔ کونسل مین مسلمانونکی ابتدائے تعلیم کے متعلق ایک تجویز پیش کی لیکن اتفاق سے بیلٹ مین نام راجہ جہانگیر آباد صاحب آیا۔ اگرچہ قرار داد بوجہ مذکور عدالت کے پاس نہ ہوسکی لیکن گورنمنٹ نے ایک کمیٹی مسلمانون اور ادنیٰ طبقہ کے لوگون کی تعلیم کے متعلق مقرر کردی ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب موصوف کا رزولیوشن پاس ہوجاتا تو اسکی روسے ایک علیحدہ کمیٹی مسلمانون کی تعلیم کے مسئلہ پر غور کرنیکے لیے مقرر کیجاتی حال مین ڈاکٹر صاحب موصوف اور ڈاکٹر جسٹس سلیمان صاحب نے ایک رسالہ مسلمانون کی ابتدائی تعلیم کے متعلق شایع کیا ہے جو اس مسئلہ پر اپنی نوعیت کا پہلا اور بہترین رسالہ ہے۔ اور امید ہے کہ اس کا اثر مسلمانونکی تعلیم پر اچھا پڑے گا اور اس بدنصیب قوم کی ترقی کا باعث ہوگا۔

(۵) مقامی صنعت وحرفت: ۔ ترجمہ سوالات کے دیکھنے سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر صاحب کو اس مسئلہ سے کسقدر دلچسپی ہے۔ خصوصاً مرادآباد کے برتن کے ظروف سازی کی ترقی مین آپکو بڑی دلچسپی ہے۔ آپنے مرادآباد اسکول کے لئے ایک معتدبہ رقم بطور امداد گورنمنٹ سے دلوائی ہے اور آیندہ سال قوی امید ہے کہ اس امداد مین اضافہ ہوجائیگا۔ امروہہ کی صنعت وحرفت کے متعلق بھی اکثر

سوالات ڈاکٹر صاحب موصوف نے کونسل مین کئے اور عنقریب امروہہ کو بھی مرادآباد کی طرح کچھ نہ کچھ کامیابی ضرور ہوگی۔

(۶) **صحت عامہ و سڑک وغیرہ۔** ضلع مرادآباد کے معاملات مین ڈاکٹر صاحب بہت نمایاں حصہ لیتے ہین۔ اکثر سوالات سڑکون اور ریلون کے متعلق کونسل مین کرتے ہین خصوصاً بہجوئی۔ بیل سانہ کے لوگون کی صحت اور صفائی کے متعلق متعدد سوال کئے اور سڑکون کی حالت زبون کی طرف گورنمنٹ کی توجہ دلائی گورنمنٹ نے وعدہ کیا ہے کہ ان امور کی تحقیقات کے بعد اصلاح کی کوشش کیجائیگی۔ ٹھاکردوارہ کے متعلق اکثر آپ بے چین رہتے ہین۔ کبھی وہان کے باشندگان کی تکالیف اور مشکلات کے متعلق سوال کرتے ہین جو موسم برسات مین بوجہ خرابی سڑک انکو پہونچتی ہے اور کبھی اس امر کی طرف گورنمنٹ کی توجہ دلاتے ہین کہ ٹھاکردوارہ اور کاشی پور کے درمیان ایک ریلوے لائن جاری کیجائے۔ گورنمنٹ نے اس معاملہ کو بورڈ آف کمیونیکیشن کے غور کے لیئے بھیجا ہے۔ اور یہ باشندگان ٹھاکردوارہ کی خوش قسمتی ہے۔ کہ انکا نمایندہ ڈاکٹر صاحب موصوف بھی اس بورڈ کے ممبر ہین۔ اس بورڈ کا کام یہ ہے کہ صوبہ کے مختلف سڑکون اور ریلوے کے بنانے کیلئے روپیہ منظور کرتے ہے یہ مسئلہ بورڈ مین پیش ہوا اور ڈاکٹر صاحب موصوف کی جدوجہد سے بورڈ نے تین ممبران کی ایک کمیٹی جس مین سے ایک ڈاکٹر صاحب ہین اس مسئلہ پر غور کرنے کے مقرر کی ہے ڈاکٹر صاحب نے بارہا گورنمنٹ کو بجنور۔ ٹھاکردوارہ۔ بہجوئی۔ پیران کلیر شریف اور کانٹھ کی سڑکون کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ کی خواہش ہے کہ جہان پختہ سڑکین نہین ہین مثلاً نوگانوان سادات و ٹھاکردوارہ وہان سڑکین بنوائی جائین اور جو

شرکین مرمت طلب ہین انکی مرمت کرائی جائے۔

الغرض ڈاکٹر صاحب کے اور بہت سے کارنامے اور خصوصیات ہین۔ جو اس مختصر مقدمہ مین بیان نہین ہو سکتے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کونسل مین ایک نمایان ہستی ہین اور قریب قریب ہر سیاسی پالیسی کے آپ لیڈر معلوم ہوتے ہین۔ اور یہ کام بین آپکی شخصیت دیگر ممبران سے پیش پیش نظر آتی ہے۔ جو حضرات کونسل میں شریک ہوتے ہین یا کم از کم کارروائی کونسل باقاعدہ ملاحظہ کرتے ہین وہ اس قول کی تائید کرینگے ہر ممبر کونسل کی نظر مین آپکی بڑی عزت اور وقعت ہے اور آپ پر اعتماد کرتے ہین۔ اگر کونسل کو اپنے وزیر منتخب کرنیکا حق ہوتا تو یقینی جملہ مسلمان ممبران اور اکثر ہندو ممبران آپ کو کرسی وزارت کے کیلئے منتخب کرتے۔

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت اس صوبہ کے مسلمانوں کیلئے مایہ ناز اور قابل فخر ہے اس صوبہ مین اسوقت اس پایہ اور قابلیت کا کوئی اور شخص نظر نہین آتا۔ آپکی صداقت راست بازی۔ علمی لیاقت ایثار قومی مسلمہ ہے۔ آخر مین تمام پبلک امروہہ کی طرف سے اور مسلمانان امروہہ کی طرف سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا شکریہ پیش کرتا ہون کہ جناب نے ہماری ترجمانی مین دقیقہ اٹھا نہین رکھا اور اپنے حق نمایندگی کو صحیح اور حقیقی معنون مین ادا کیا۔ پبلک کو امید ہے کہ جناب آیندہ بھی ہماری ترقی اور بہبودی کو مد نظر رکھینگے۔

سردار احمد خان

تعلیم تقاریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس صوبہ کی آئینی (لیجسلیٹو) کونسل کا باقاعدہ اجلاس ۹ جنوری ۱۹۲۴ء سے شروع ہوا جبکہ ہز ایکسیلینسی سر ولیم میرس، کے سی ایس آئی کے سی آئی ای گورنر صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ لکھنؤ چیمبر میں تشریف لائے اور اراکین کونسل کے روبرو ایک افتتاحیہ تقریر فرمائی بعد اس تقریر کے حضور گورنر بہادر نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی (مجلس حسابات عام) کے اراکین کا انتخاب فرمایا اور **ڈاکٹر شفاعت احمد خان کو اس کمیٹی کا ایک رکن نامزد کیا۔**

اسکے بعد کونسل کا اجلاس ۲۹ جنوری ۱۹۲۴ء کو منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب نے حسب ذیل قرارداد پیش کی ”کہ یہ کونسل گورنمنٹ سے اس بات کی سفارش کرتی ہے کہ آگرہ میں ایک یونیورسٹی قایم کرنے کیلئے جلد کارروائی اختیار کرے“ **ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے پر زور طور پر اس قرارداد کی تائید فرماتے ہوئے ذیل کی تقریر کی:**

میں نہایت گرمجوشی سے ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کے ان الفاظ کی تائید کرتا ہوں قریب دو سال کا عرصہ ہوا کہ یہ تجویز مرتب کی گئی تھی اور باوجود اس بات کے چند مرتبہ اسکے متعلق کوششیں بھی کی گئیں۔ لیکن یہ تجویز ابھی تک مکمل نہ ہوسکی۔ شہر آگرہ کے جو موزونیت ایک یونیورسٹی کے قیام کے لئے ہے۔ اسکے متعلق چند ایسی باتیں ہیں جنکی نسبت میں

خیال کرتا ہون کہ اس موقع پر بزور بیان کر دون۔ سب سے پہلی بات یہ ہے

کہ آگرہ مین دو اچھے کالج موجود ہین۔ مین خود وہان گیا ہون اور ان لوگون سے بھی

گفتگو کی ہے جنہون نے انکا معائنہ کیا ہے۔ اور مین اپنے اس قلیل تجربہ کی بناء

پر کہہ سکتا ہون کہ وہ ہمارے صوبہ کے ہر کالج کے مقابلہ مین کہین بہتر اور اعلیٰ

ہین دوسری بات یہ ہے کہ وہان پر ایک بڑی اولوالعزم درسگاہ موجود ہے۔ جو

رادہا سوامی انسٹیٹیوٹ کے نام سے موسوم ہے۔ جو بعد کو ترقی کر کے ایک بڑی پُر امید

درسگاہ بن سکتی ہے۔ اور یہ اس نئی یونیورسٹی کو نہایت کافی طور پر امداد بہم پہونچا

سکتی ہے۔ اسکے علاوہ آگرہ مین ایک میڈیکل اسکول بھی ہے۔ جو خوب ترقی کر سکتا ہے

اور نئی یونیورسٹی کے لئے آلۂ تقویت ہو سکتا ہے حال ہی مین وہان ایک ٹریننگ کالج بھی

بنایا گیا ہے جو نئی یونیورسٹی کے واسطے ایک نہایت باموقع پیوند کا کام دیگا۔ جہانتک الہ آباد

یونیورسٹی کا تعلق ہے۔ مین بحیثیت ایک ایسے شخص کے جس کو الہ آباد کا تجربہ ہے اور

جو آگرہ کے متعدد اساتذہ سے ملا ہو اور جو بہت سی کمیٹیون مین شریک بھی ہوا ہو یہ

بات کہہ سکتا ہون کہ نہ الہ آباد اور نہ آگرہ کو اس شراکت مین چندان ضرورت ہے۔ جبتک کہ

یہ اتحاد اور الحاق جو فی الواقع ایک جبریہ اتحاد ہے منسوخ اور معدوم نہ کیا جائیگا اسوقت

تک اُس سے نہ الہ آباد کو اور نہ آگرہ کو کچھ فائدہ ہوگا اور جس قانون کو کونسل نے حال

ہی مین پاس کیا تھا اس کو بھی بالکل ترمیم کرنا پڑیگا۔ یا یون کہئے کہ اس کو چاک کرنیکی

ضرورت ہوگی۔ الہ آباد یونیورسٹی کی اس کونسل نے جو ان کالجون کے متعلق ہے۔ جو

الہ آباد سے ملحق ہین۔ حال ہی مین ایک قرارداد پاس کی تھی جس پر مسٹر جونس اور مسٹر

ڈیومن کی تمام تجویزین منظور کر لی گئین تھین اور ان دونون صاحبون نے اس موقع پر

ایک یونیورسٹی آگرہ مین قایم کرنے کیلیئے بڑی سخت جد و جہد کی تھی اور الہ آباد یونیورسٹی کی انتظامیہ کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۵ر جنوری مین یہ فیصلہ کیا تھا کہ گورنمنٹ سے اس قرارداد کے لیئے استدعا کیجائے کہ اس پہ بہ نظر عنایت غور و خوض کرے اور فوراً ہی وہ گورنمنٹ کے یہان بھیجدیگئی۔ اس بات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ الہ آباد یونیورسٹی کے تمام استاد ملکی اور غیر ملکی ایسے تعلق کو منقطع کرنا چاہتے ہین۔ کہ جس سے الہ آباد اور نہ اگرہ کو فائدہ ہے۔ لہذا مین اس کونسل کے تمام اراکین سے مستدعی ہون کہ وہ اس قرارداد کی تائید متحد اور متفق ہوکر کرین گا

۳۰ر جنوری ۱۹۲۴ء کو اجلاس بھی لکھنو چیمبر مین ہوا۔ کونسل کے اس اجلاس مین اُن غیر سرکاری ممبرون کا انتخاب کیا گیا جو بورڈ آف کمیونی کیشن (مجلس منتظمہ آمدرفت) کے فرایض کو بخوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دےسکین چنانچہ رائے بہادر بابو کلکا جیت صاحب نے ڈاکٹر شفاعت احمد خان کا نام اس عہدہ کیلیئے تجویز کیا۔ راجہ جگم تیج پرتاب سنگھ صاحب نے اسکی پرزور تائید کی اسکے بعد آنریبل صدر صاحب نے اعلان فرمایا کہ ڈاکٹر شفاعت احمد خان اس عہدہ کے لیئے منتخب ہوئے اور آنریبل صدر نے ڈاکٹر شفاعت احمد خان کو مال کی کمیٹی کا بھی ایک رکن نامزد کیا۔

۳۰ر اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

(موجودہ زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور تعلیم کی بے انتہا ضرورت کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچون کی آئندہ ترقی اور بہتری کیلیئے ایک نہایت اہم مسئلہ کونسل کے روبرو پیش کیا۔ یہ مسئلہ جبریہ ابتدائی تعلیم کے متعلق تھا دوران تقریر مین حضرت نے صاف طور سے بتلایا کہ باوجودیکہ گورنمنٹ نے سنہ ۱۹۱۳ء مین اس غرض سے ایک خاص قانون پاس کیا تھا۔

اور صوبہ کی حکومتون سے استدعا کی تھی کہ وہ ابتدائی تعلیم کو ترقی دین اور باوجودیکہ متعدد کمیشن اسواسطے ہوئین کہ وہ جلد جلد توسیع تعلیم کے مسئلہ پر غور کرین لیکن تب بھی ترقی کی رفتار بہت ہی سست اور ناقابل اطمینان رہی اور کہا کہ ان سب کا الزام حکومت پر عائد ہوتا ہے مالی حالت کے متعلق مقرر نے کہا کہ جب پنڈت سری نرائن صاحب وزیر تھے تو انھون نے گورنمنٹ کی جانب سے یہ اعلان فرمایا تھا کہ حکومت تین فی صدی خرچ اس معاملہ میں ڈسٹرکٹ بورڈ کو دے سکتی ہے اسکے یہ معنی ہوئے کہ اتنی گنجائش ضرور ہے کہ حکومت امداد دیسکے مقرر نے یہ بھی کہا کہ ہم یہ کبھی نہین چاہتے کہ تعلیم کا تمام بار ڈسٹرکٹ بورڈ پر ڈال دیا جائے اور ڈسٹرکٹ بورڈ ٹیکس پر ٹیکس عائد کرنے کو مجبور ہون اور ہم انکو برداشت کرنیکو مجبور ہون درحقیقت ڈسٹرکٹ بورڈون کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور وہ اس حالت میں پہنچ گئے ہوئے ہین کہ بغیر سرکاری امداد کے انکو چھٹکارا نہین بلکہ ہم یہ چاہتے ہین کہ حکومت خود کونسل مین ایک ایسی رقم منظور کرے جو ابتدائی تعلیم کی ترقی اور توسیع کیلئے کافی ہو۔ انگلستان کے قاعدہ کے مطابق حکومت کو ضرور ڈسٹرکٹ بورڈ کی امداد کرنی چاہئے اور پبلک کو بھی گرانقدر عطیات دینے چاہئیں اور یہ بھی کہا کہ ہم کو یہ بات دیکھنی چاہئے کہ انگلستان کا خاص خزانہ شاہی کسقدر کثیر رقم ابتدائی تعلیم پر صرف کرتا ہے۔ اسکے بعد مقرر نے احاطہ بمبئی کی حالت پر نظر ڈالی اور کہا کہ وہان کی حکومت محکمہ تعلیم کا ۳۵ فی صدی حصہ ابتدائی تعلیم پر خرچ کرتی ہے اور یہ ایک نہایت قابل آفرین بات ہے کہ بمبئی حکومت نے ابتدائی تعلیم کی اسقدر ضرورت محسوس کی۔ مقرر نے بیان کیا کہ ہمارے لیے اس بات کی بھی ضرورت ہے۔ کہ ہم اعانت کے سخت اصولون کو نرم کرین تاکہ بروقت معقول رقم مل سکے اور کہا کہ انگلستان مین تعلیم کے لئے ایک مقررہ اور علیحدہ مد ہے جسکی رقم اور سرکاری رقوم کے طور پر ہوتی ہے اور جسکی وجہ سے تعلیم مین روزافزون ترقی ہے اسکے بعد مقرر نے دوسرے پہلوون پر روشنی ڈالی اور ایک مجوزہ نظام عمل اس مقصد کے لئے پیش کیا وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک بورڈ ابتدائی تعلیم کیواسطے ہونا چاہئے جو اعلیٰ تعلیم کے بورڈ سے بالکل علیحدہ ہو

اور اس صورت انسپکٹران ہی بالکل علیحدہ ہونا تاکہ وہ اپنے وقت اور دماغ کا پورا حصہ بچوں کی تعلیمی ترقی مین صرف کرسکین اور یہ تجویز کی کہ اطفال کیلئے کتابین نہایت مفید اور پُر از نصایح ہونی چاہیین کیونکہ بغیر اسکے ابتدائی تعلیم بالکل بے سود ہے اور تعلیم کا اصل منشا بھی فوت ہوتا ہے مقرر نے یہ بھی کہا کہ ایسا ہرگز نہین ہونا چاہئے کہ اعلیٰ تعلیم کا تعلق ایک وزیر سے ہو اور ابتدائی تعلیم کا تعلق دوسرے وزیر سے ہو کیونکہ گذشتہ سال جبکہ اعلیٰ تعلیم مسٹر چنتامنی کے سپرد تھی اور ابتدائی تعلیم پنڈت جگت نرائن صاحب کے سپرد تھی تو ابتدائی تعلیم کو اس نصف النصفی سے بہت زیادہ نقصان ہوا اس نقصان کیوجہ یہ تھی کہ زیادہ رقم اعلیٰ تعلیم کیلیے مقرر ہوئی اور ایک قلیل رقم ابتدائی تعلیم کیواسطے ہوئی ایک آنریبل ممبر کے جواب مین مقرر نے کہا کہ ہمکو اس بات کا خیال نہین کرنا چاہیے چونکہ ہمارے یہان لایق اور فاضل استادونکی کمی ہے لہذا ابتدائی تعلیم کو ترقی نہین ہوسکتی مقرر نے کہا کہ اٹاوہ کے ضلع میں جب ابتدائی تعلیم کا قانون پیش ہوا تو چند اشخاص نے بالکل ایسا ہی اعتراضات کئے تھے جو اب ہو رہے ہین لیکن جب وہ قانون پاس ہوگیا تو وہ مشکلات بھی حل ہوگئین علاوہ ازین مسٹر گوکھلے نے بھی ۱۹۱۱ء مین یہی کہا تھا کہ جب ابتدائی تعلیم کے مدارس ہوجاینگے تو ہمکو مدد ملیگی لایق اور فاضل استاد مل جاوینگے اسکے بعد مقرر نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ بجائے لاکھ رقم کے جو ابتدائی تعلیم کے لیے منظور ہوئی ہے ایک کروڑ ہونا چاہئے اور اعلیٰ تعلیم کیواسطے صرف ستر اسی لاکھ کی رقم ہونی چاہئے کیونکہ حکومت کا فرض ابتدائی تعلیم مفت دینے کا ہے اور یہ فرض خود اشخاص کا ہے کہ اگر وہ اس قابل ہون تو اعلیٰ تعلیم حاصل کرین ورنہ نہین۔ مترجم) (اجلاس کونسل منعقدہ ۔ سہ اپریل ۱۹۲۲ء مین ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے جبریہ ابتدائی تعلیم کے متعلق تحریک کی کہ یہ کونسل گورنمنٹ سے سفارش کرتی ہے کہ ان صوبون مین جبریہ ابتدائی تعلیم کے انتظام کیلئے موثر تدابیر اختیار کی جائین تقریر حسب ذیل ہے ۔ مترجم)

میری اس تجویز کا منشا یہ ہے کہ میں اُن چند امور کی نسبت وقفیت حاصل کروں جو ابتدائی تعلیم کے متعلق ہیں میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ان کارروائیوں پر بحث مباحثہ کروں جو ابتک اختیار کی گئی ہیں اس صوبہ میں ابتدائی تعلیم کی ترقی بہت ہی غیر مستقل رہی ہے آنریبل ممبران شیخو کا ملاحظہ کریں جو سررشتہ تعلیم کے ڈائرکٹر نے شائع کیا ہے تو انکو معلوم ہوگا کہ اس صوبہ کی تعلیمی ترقی کوئی قابل فخر نہیں ہے مختلف صوبوں کی گورنمنٹوں کی جو اسکیم توسیع ابتدائی تعلیم کے بارے میں ہیں انکی جرائم کا آغاز اس قرارداد سے ہوتا ہے جو سرکار ہند نے اپریل سنہ ۱۲ء کو پیش کی تھی اس قرارداد کی رو سے مقامی حکومتوں سے استدعا کی گئی تھی کہ وہ ایسی تدابیر سوچیں جنسے ہر صوبہ میں ابتدائی تعلیم کی ترقی ہو سکے سرکار ہند نے یہ بھی سفارش کی تھی کہ ابتدائی مدارس کی تعداد گذشتہ سالوں کی بہ نسبت بہت جلد دوگنی کر دیجائے گورنمنٹ ہند کی سفارش کے ساتھ ساتھ مختلف صوبوں کی حکومتوں کو ایک معقول رقم بھی منظور کی گئی تھی ممالک متحدہ کی حکومت کو سنہ ۱۳ء لغایت سنہ ۱۶ء جداجدا عانت ۷۰ لاکھ ۸۶ ہزار کی رقم منظور ہوئی تھی اور ایک دوسری دستی رقم ۶۶ لاکھ ۵۷ ہزار کی بھی ملی تھی یہ رقم صرف تعلیمی مقاصد کیلئے دی گئی تھی لیکن ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کوئی ایسی اسکیم تیار نہ کر سکی جس سے کہ وہ کل رقم صرف ہو سکتی کیونکہ جب یہ مدت ختم ہوئی تو ۲۲ لاکھ ۲۳ ہزار کی رقم باقی رہی۔ یہ بات کہی جاتی ہے کہ گورنمنٹ ہند نے اس منظور شدہ رقم کو اسقدر بے قاعدگی سے ادا کیا کہ وہ مستقل طور پر معرض التوا میں پڑ گئی اور اسی سبب سے مقامی حکومتوں کیلئے یہ بات ناممکن ہوگئی کہ ابتدائی تعلیم کی ترقی و توسیع ہو سکے اگر مقامی حکومت نے اسکیم مرتب نہ کی ہوتی تو اسکے لئے یہ بات معقول عذر کے طور پر ہوتی۔

لیکن ہم کو معلوم ہوا ہے کہ بجٹ کمیٹی نے جو اس صوبہ میں ابتدائی تعلیم کو وسعت دینے کے لئے سنہ ۱۳ عیسوی میں بیٹھی تھی۔ ایک قابلانہ اسکیم تیار کی تھی۔ اس کمیٹی کی یہ سفارش تھی کہ ابتدائی تعلیم ہر لڑکے کی ذاتی مرضی پر چھوڑ دیجائے اور مدارس کا قیام ایک معقول فاصلہ کے اندر ہو۔ میں اسکے متعلق جو قرارداد ہے نقل کروں گا تجویز یہ تھی کہ صوبہ کو حلقہ وار تقسیم کیا جاوے

اور ہر حلقہ کی وسعت تقریباً ۲۵ میل ہو۔ اور ہر اسکول میں طلبا کی تعداد ۲۵۰ ہو۔
یہ باقی مدارس کی خود معاون و مددگار ہونگی لیکن پہلے اس بات کا قصد کیا گیا تھا کہ بالآخر
یہ تمام مدارس پورے طور پر ابتدائی مدارس بنا دئیے جائینگے اور اور سکول مفقود ہو جائینگے جب
اس اسکیم پر عمل درآمد ہوا اور اسکو ترقی دی گئی تو یہ بات معلوم ہوئی کہ گورنمنٹ اسکو انجام تک نہ
پہونچا سکی۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے مدرسوں کی ایسی ایک تعداد موجود تھی۔
جو کام ابتدائی مدارس کے درجہ تک پہونچنے کے نا قابل تھے بلکہ ان سے صرف مقامی ضروریات
پوری ہوتی تھیں اسی وجہ سے سرکار اس بات پر مجبور ہوئی کہ اس اسکیم کے خاص پہلوؤں
میں ترمیم کرے ستمبر سنہ ء میں جو قرارداد سرکار ہند کی پاس ہوئی تھی اس کی رو سے ابتدائی
تعلیم کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ اور تمام صوبوں کی حکومتوں سے استدعا کی گئی تھی کہ وہ
صوبہ وار اسکیم کی توسیع کی حمایت کریں۔ اس قرارداد کا مطلب یہ تھا کہ حق رائے دہندگی کے متعلق
جو مجوزہ توسیع تھی وہ ابتدائی تعلیم کے لئے بھی جلد سے جلد خود ایک خاص محرک ثابت ہوگی
اور اس بات پر حکومت صوبہ جات متحدہ نے ایک بڑے اچھے پیمانہ پر پانچ سالہ نظام عمل
تیار کیا تھا۔ اور اس پنجسالہ نظام عمل کا یہی مطلب تھا کہ چھ اور گیارہ برس کے درمیان کے
اسی فی صدی طلباء تعلیم مفت حاصل کریں۔ اور اس بات کی بھی تجویز کی گئی تھی کہ پچاس فی
صدی لڑکے سنہ ۲۲ء اور سنہ ۲۳ء تک داخل رجسٹر کئے جائیں اور نوے فی صدی سنہ ۲۳ء
اور سنہ ۲۴ء تک ہو جائیں۔ اور انکی پوری تعداد سنہ ۲۴ء اور سنہ ۲۵ء تک مکمل ہو جائے مذکورہ بالا
طریقوں سے مفت تعلیم کو اس طور سے ترقی دینے کی تجویز کی گئی تھی کہ سنہ ۲۵ء کے اختتام
پر اس صوبہ کے اسی فیصدی لڑکے چھ اور گیارہ برس کی درمیانی عمر کے تعلیم مفت حاصل
کریں۔ جب اس نظام عمل پر عمل درآمد ہوا تو یہ بات معلوم ہوئی کہ مقامی بورڈ اس تجویز کی سب باتوں کو

انجام ان دست سے کے باعث عنوان سے ایسی مختلف قسم کی رپورٹین بھیجین کہ گورنمنٹ کو مجبوراً
مدت عمر تین سال سے پانچ سال تک کرنی پڑی۔ مدت عمر کی اس تخفیف سے گورنمنٹ کو اپنے نظام
عمل مین کامل تبدیلی کرنی پڑی۔ بالآخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ طلبا کی حاضریون مین کافی کمی واقع ہوئی
اور سررشتہ تعلیم کے ڈائرکٹر نے جو اپنی پنجسالہ رپورٹ شائع کی ہے اس سے یہ بات ظاہر
ہوتی ہے کہ ترقی پورے طور سے اطمینان بخش نہین ہے حالانکہ مدارس اور طلبا کی تعداد مین اضافہ ہوا
ہے مین ان طلبا کی پوری تعداد ہی بتا دوں گا یہ بتاتا ہے کہ مدارس کی تعداد مین چار ہزار نو سو چھتیس کا اضافہ ہوا اور طلبا
کی تعداد مین ایک لاکھ اڑتیس ہزار دو سو بیالیس کا اضافہ ہوا دیکھنے سے تو یہ بات نہایت
ناقابل اطمینان معلوم ہوتی ہے لیکن اگر اسکو بغور دیکھا جائے تو ہم کو معلوم ہوگا کہ ترقی کی رفتار
یکسان نہین رہی کیونکہ ایک موقعہ پر ہم میرٹھ جیسے میونسپل بورڈ مین دیکھتے ہین کہ اسکول
کی عمر کے لڑکون کا صرف ساٹھ فیصدی حصہ درج رجسٹر ہے اور میرٹھ کے نزدیک
ہی یعنی بجنور مین طلبا کی تعداد مین بالواقع کمی ہوئی ہے اب شہر بنارس کی حالت دیکھنی چاہیے
بنارس کا شہر اسکول کے عمر کے لڑکون کے مدارس کی فہرست مین سب سے اول رہا کرتا
تھا۔ لیکن بعد کو جب ہم مقابلہ کر کے دیکھتے ہین تو ہم کو درحقیقت ایک کمی معلوم ہوتی ہے
یہی حالت الہ آباد اور دوسرے مقامون کی ہے۔ لہذا ہم یہ بات کہہ سکتے ہین کہ اگرچہ وہ اضافہ
قابل اطمینان تھا مگر یکسان حالت مین نہین تھا دوسری بات یہ تھی کہ جب ہم اس رقم کی
جانچ کرتے ہین جو ابتدائی تعلیم کی اسکیم کو وسعت دینے کی نسبت صرف ہوتی تھی۔ اور
جب کہ ہم مقابلتہً طلبا کی تعداد مین بہت کم اضافہ پاتے ہین تب ہم کو یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ ترقی صرف غیر مستقل ہی نہ تھی بلکہ سست رفتاری کے ساتھ تھی۔ مین اس بات کو تمثیلاً
واضح کرونگا ۱۲ء اور ۱۷ء مین ابتدائی تعلیم کا خالص صرف ستر لاکھ اکتالیس ہزار پانچ سو نو روپیہ تھا۔

اور ابتدائی مدارس مین کل آٹھ لاکھ تینتیس ہزار چار سو نوے ۸۳۳۴۹۰ لڑکون کا اندراج تھا۔ گویا اگر حساب لگایا جائے تو ہر لڑکے کی تعلیم کا خرچ صرف آٹھ روپیہ ہوا اگر اس مذکورہ بالا تعداد مین سے ہم ان طلبا کی تعداد کو بھی منہا کرین جو ابتدائی مدارس کی حالت مین ہین اور جنکی تعداد دو لاکھ پچاس ہزار ہے تو باقی ماندہ پانچ لاکھ طلبا پر چالیس لاکھ روپیہ کا صرفہ ہوا۔ میرے ایسے کہنے کا یہ مطلب نہین ہے۔ کہ ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم نے کسی سکیم کے تیار کرنے یا کسی قسم کے انتظار کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا رکھا تھا۔ مگر یہ مین ضرور کہتا ہون کہ ترقی نہ تو مستقل ہی تھی اور نہ تیز۔ ترقی کم ہونے کے کیا اسباب ہین اور اصل وجہ کیا ہے میرے خیال مین اس بات کی یہ وجہ ہے کہ مقامی حکام اپنی مشکلات کا صحیح اندازہ نہین کرتے مقامی حکام ایک ایسی عجیب حالت مین پڑے ہوئے ہین۔ اور مالی ذرائع کی کمی نے ان کو اسقدر پریشان کر رکھا ہے کہ ان سے یہ امید رکھنا قطعی ناممکن ہے کہ وہ ابتدائی تعلیم کے شروع کرنے کے کارگر ذرائع بہم پہونچا ئینگے۔ اگر آنریبل ممبران اور یہ کونسل میونسپل بورڈ کی ۲۲ء کی اس رپورٹ کو ملاحظہ کرین جو آمدنی اور انتظام کے متعلق ہے۔ تو ان کو معلوم ہوگا کہ میونسپل بورڈ کی ایک تعداد در حقیقت بے زر و سرمایہ ہے یا یون کہیئے کہ وہ دیوالیہ ہین۔ عملی طور پر ہر ڈسٹرکٹ بورڈ مالی مشکلات مین گرفتار ہے اور اگر اس پر ہم مقامی بورڈ سے اس بات کے متمنی رہین کہ جبریہ تعلیم جاری کرنے کے واسطے تدابیر اختیار کرین تو یہ سراسر ہماری نادانی ہے ہم دراصل اس بات کے متوقع نہین ہو سکتے ان باتون کا تعلق ڈسٹرکٹ بورڈ کے ذرائع پیدا کرنے کی قابلیت سے ہے کیونکہ انکی مالی حالت نازک ہے۔ پنڈت جگت نرائن صاحب نے جو تقاریر ۱۹۲۱ء و ۲۲ء و ۲۳ء مین ابتدائی تعلیم کے متعلق کی ہیں ان سے ایک بات ظاہر ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مقامی حکام کا یہ فرض ہے کہ وہ ابتدائی تعلیم کا خود انتظام کرین۔

مجھ کو اس اصول کی پختگی سے انکار نہیں ہے۔ لیکن میرے خیال میں اگر ہم جبریہ تعلیم کا آغاز کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو یہ امید نہیں کرنا چاہیئے کہ مقامی حکام کسی حد تک مالی بار بھی اٹھا سکیں گے۔ ہم میں اس قدر قابلیت ہونی چاہیئے کہ ہم پیش قدمی کریں اور مقامی حکام کی امداد ان تمام قوانین میں کریں جو توسیع تعلیم کے لئے پاس ہوں۔ سنہ ۲۳ء میں پنڈت جگت نرائن نے فرمایا تھا کہ مقامی حکومت اس بات پر آمادہ ہے کہ تعلیم کے کل صرفہ کا تیس فی صدی حصہ ادا کرے اور انھوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حکومت پچاس فی صدی تک دینے کو تیار ہے۔ جب انھوں نے خود یہ فرمایا تھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک حکومت اس مقررہ حد تک فیاضی کر سکتی تھی اور جب گورنمنٹ نے خود یہ اعلان کیا کہ وہ پچاس فی صدی ادا کر سکتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات تمام ڈسٹرکٹ بورڈس کی جائز توقعات سے بھی متجاوز ہو گئی برخلاف اسکے میں یہ بات بہ در کھتا ہوں کہ اگر ہم فی الواقع کارگر ذرایع اختیار کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے واسطے اعانت کا کوئی سخت قاعدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم کو اعانت کے ایک نہایت ملائم طریقہ کی ضرورت ہے اور یہ طریقہ ایسا ہونا چاہیئے کہ جسکے ذریعہ سے ہم بورڈ کے سرخاص اور نجی باتوں پر بخوبی غور کر سکیں۔ اور نیز رقم اعانت کو مختلف محکموں کی ضروریات کے مطابق کر سکیں۔ اگر ہم ان عطیات کی رفتار کو بغور دیکھیں جو گذشتہ سو سال میں امداد دران جنگ میں انگریزی تعلیم کے بارے میں عطا ہوئے ہیں تو ہمکو یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ یہ طریقہ دوسرے ممالک میں بھی رائج ہے۔ مسٹر فشر نے بیان کیا تھا کہ اگر مقامی حکام کی امداد یہ رقوم دینے پر قیود عائد کر دی جائیں اور ضرورت بھی کمی کر دی جاتی تو بر طانیہ عظمیٰ کا کل تعلیمی نظام درہم برہم ہو جاتا۔ اور اگر اعانتی رقم کی منظوری کے متعلق

کوئی سخت طریقہ اختیار کر لیا جاتا اور اگر کوئی رقم بغیر لگان زیادہ ہوتی تو برطانیہ عظمیٰ کا تعلیمی نظام بالکل ہی برباد ہو جاتا۔ اسی وجہ سے تعلیمی بورڈ ایک طرف تو مقامی حکام کو چالیس فیصدی کی امداد دے رہا تھا اور نوے یا پچانوے فی صدی کے برابر دوسرے مقامی محکموں کو دیتا تھا۔ ایسا کیوں ہوا تھا! یہ بات اس وجہ سے ہوئی تھی کہ اگر ان محکمہ جات کو جو پستی کی حالت میں تھے پورے طور پر امداد نہ کیجاتی تو تمام وہ تعلیمی اسکیمیں جو جنگ کے زمانہ میں مرتب کی گئی تھیں بالکل بیکار ہو جاتیں میں آگے چلکر یہ کہوں گا کہ اگر احاطہ بمبئی کی تعلیمی رپورٹ کا مطالعہ کیا جائے تو آنریبل ممبر ان کو معلوم ہوگا کہ وہاں بھی وہی اصول مروج تھا۔ وہاں کے حکام کسی سخت طریقہ امانت پابند نہیں ہیں۔ وہ لوگ بہت معقول اور فیاضانہ امداد دیتے ہیں لیکن بالآخر یہ تمام امدادیں مقامی بورڈس کی ضروریات پر منحصر ہیں۔ میں اس بات کو مثالاً چند اعداد نقل کرکے واضح اور ثابت کروں گا جو میں نے جمع کئے ہیں۔ احاطہ بمبئی میں اس پنج سالہ مدت میں جو سنہ ۲۲ء میں ختم ہوئی کل تعلیمی اخراجات کی 7.57 رقم صوبہ کی مدات سے ادا کی گئی اور کل 3.09 مقامی سرمایہ سے ادا ہوئی اور یہ رقوم پانچسال قبل 9.12 تو صوبہ کے سرمایہ سے دی گئی تھی اور 0.02 مقامی سرمایہ سے ادا ہوئی تھی۔ صوبہ کے سرمایہ میں سے 7.4 فیصدی رقم وہ ہے جو بلدیات کو دیگئی تھی اور 67 فیصدی کی رقم ڈسٹرکٹ بورڈ کو دیگئی تھی۔ اس پنجسالہ مدت میں گورنمنٹ نے ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدارس کے جو اخراجات ہوئے تھے ان کا 90 فی صدی ادا کیا اور میونسپل مدارس کے صرف کا صرف چالیس فیصدی حصہ ادا کیا۔ البتہ حکومت بمبئی کا جو کل صرفہ تعلیم کے متعلق ہے اس کا 70 فیصدی حصہ صرف ابتدائی تعلیم کیلئے

مقرر ہے۔ ہاں ایک بہت اہم بات ہے اب دوسری بات یہ ہے کہ ہم اس مسئلہ رقم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو انگلستان نے صرف کی ہے۔ اگر آنریبل ممبران عارضی تخمینوں کا ملاحظہ کریں جو سنہ ۳۲ء میں شایع کئے گئے تھے تو ان کو معلوم ہوگا کہ گو مقامی حکام کے لئے ایک آمدنی مقرر کر دیگئی تھی اور خود ان کے پاس کافی ذرایع بھی موجود تھے۔ تب بھی مرکزی حکومت یعنی سرکاری خزانہ سے مختلف اضلاع میں ابتدائی تعلیم جاری رکھنے کے واسطے معقول طور پر امداد بہم پہونچائی گئی ہے۔ میں ابھی وہ اعداد نقل کروں گا جس سے میرا مقصد کو بالا بیان مثالاً واضح ہو جائے گا۔ سنہ ۲-۱۰۲ء میں جو عارضی تخمینے تعلیمی اغراض کے لئے گرنٹ کمیٹی کو پیش کئے گئے تھے۔ ان کی تعداد چھ کرور پانچ لاکھ پونڈ تھی سنہ ۱۳-۱۲ء میں یہ رقم صرف ایک کرور ہتر لاکھ تھی پس ان سالوں میں یہ رقم ایک کرور ستر لاکھ سے متجاوز ہو کر چھ کرور تک پہونچگئی تب ٹیکس دہندوں کا خرچ جس میں وہ زائد بار بھی شامل ہے جو مقامی محصولات کی وجہ سے عائد ہوا ہے ایک کرور بیس لاکھ پونڈ سے بڑھ کر چار کرور بیس لاکھ پونڈ ہو گیا گویا کل صرفہ کے ہر پونڈ پیچھے ٹیکس دہندہ نے نو شلنگ نو پنس ادا کئے اور محصول دہندہ نے صرف آٹھ شلنگ چھ پنس دیئے۔ باوجود اس بات کے کہ حکام کو اپنے حلقہ حکومت میں ٹیکس عائد کرنے کے اختیارات حاصل ہیں پھر بھی ان کو گرانقدر عطیہ وقتاً فوقتاً ملتے رہتے ہیں حالانکہ مقامی حکام دیوالیہ ہیں اور نہ کوئی ان کے پاس ذرایع ہیں اور نہ سرمایہ۔ لیکن ہم اس صوبہ میں پھر بھی امید کرتے ہیں کہ وہ جبریہ تعلیم کی اسکیم کو خود پورا کریں گے۔ کیا یہ بات ممکن ہے کہ یہ دیوالیہ حکام اس ابتدائی تعلیم کی اسکیم کو کامیابی کے ساتھ مکمل کر سکیں گے ؟ میں اب ذرایع کے سوال کے متعلق متوجہ ہوتا ہوں۔ چند ممبران ضرور یہ کہیں گے کہ ایسا

خود منتخب کیجئے اور یہ ایسا سوال ہے جس کو مقامی حکام درحقیقت خود تصفیہ کرینگے کیونکہ اس کا تعلق ان ہی سے ہے اور ہم سے مطلق نہیں ہے۔ میرے خیال مین کوئی آنریبل ممبر اس بات کو منظور نہ کرے گا میرے نزدیک ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ یہ فرض مرکزی حکومت کا ہے کہ اس کا انتظام کرے۔ لیکن ساتھ ساتھ چند آدمی اگر چاہین تو یہ اعتراض پیش کر سکتے ہین کہ مقامی حکام کو ٹیکس عائد کرنے کا اختیار بھی تو ہے۔ مین اس کو تسلیم کرتا ہون اور ان کو واقعی یہ اختیارات حاصل ہین ان کو چندہ اور رقوم مین جمع کرنے کے اختیارات بھی ہین اور اس بات کا بھی اختیار ہے کہ ان کو تعلیم پر خرچ کرین۔ لیکن ہمکو ابھی تک یہ بات معلوم نہین ہوئی کہ ان مقامات مین ٹیکس عائد کرنے کی کیا وجہ ہے یہ پہلا سوال تھا یعنی آیا کوئی ایسی حد مقرر ہے یا نہین جہان تک کہ ٹیکس لگایا جا سکتا ہے۔

(مذکورہ بالا فقرہ کے جواب مین) کنور جگدیش پرشاد صاحب نے فرمایا کہ کوئی ایسی حد مقرر نہین ہے اس کے بعد ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے اپنی تقریر دوبارہ شروع کی اور کنور صاحب کے جواب کا جواب اس طرح دیا۔

مین کنور صاحب کا بہت زیادہ ممنون ہون کہ وہ کونسل کے نئے ممبرون کے ساتھ مذاقیہ جملوں اور پسندیدہ ظرافت سے کام لیتے ہین۔ اب دوسری بات یہ ہے کہ اگر ایسی کوئی حد بھی مقرر ہو تو آیا ہم اس سے فائدہ بھی اٹھا سکتے ہین یا نہین یہ ایسے سوالات ہین جو ہمکو طے کرنے ہون گے۔ اب جہانتک مجھ کو معلوم ہوا ہے میرے نزدیک ہمارے صوبہ کے لوگون پر ٹیکس بہ نسبت دوسرے صوبون کے کم نہین ہے اور درحقیقت انگلستان کے لوگون سے بھی کم نہین۔ میرے خیال مین ان کی کوشش

ادا کرنے کی قابلیت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب ہمکو کوئی امکان یا امید اس بات کی نہیں ہی کہ وہ اس ٹیکس سے اور زائد ٹیکس بھی برداشت کر سکین جو اب ان پر ہے اب ٹیکس ادا کرنے کے قابل نہین رہی تو ہم مقامی حکام سے اس بات کی کیسے امید کر سکتے ہین کہ وہ تم ٹیکس عائد کرین گے اور اس طرح جو وصول یابی ٹیکس کی ہوگی اس سے بہتر تعلیم کا انتظام کرین گے اس بات کا اندازہ ہم کو انگلستان کی حالت سے کرنا چاہیے وہان کی مقامی حکام کی مقررہ آمدنیان ہین اور جو معینہ آمدنیان کہلاتی ہین اور مقررہ آمدنیون کی تجویز ۱۸۸۹ء مین طے ہوئی تھی انگلستان کے حکام کو ٹیکس لگانے کے اختیارات حاصل ہین اور وہ ٹیکس لگاتے ہین اسکے علاوہ اور بڑی بڑی امدادین بھی مل جاتی ہین بس یہ تمام باتون مین ایک ایسی بات ہی جس کے متعلق مین مباحثہ چاہتا ہون دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے سامنے ان اصولون کا سوال درپیش ہے جس کی بنا پر ابتدائی تعلیم کا انتظام ہونا چاہیے۔ اس کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ ایسا بورڈ دیسی زبانون کا ہو جو علے تعلیم کے بورڈ سے مختلف ہو اور اس کو جس قدر جلد ممکن ہو قایم کرنا چاہیے۔ میرے نزدیک یہ ضروری ہی کہ مین اس طریق عمل کے فوائد کو بوضاحت بیان کرون میرے خیال مین یہ بات زیادہ اغلب ہی نہین۔ بلکہ بالیقین ہی کہ ایک ایسا بورڈ جس مین مختلف مقامات کے مقامی حکام کے نمایندے شامل ہون۔ قابل اطمینان طریقہ تعلیم ایجاد کر سکتا ہی اگر اس مین مقامی حکام کے نمائندے بھی شامل ہون اور مختلف جماعتون اور مختلف اغراض کے لوگ بھی شریک ہون تو عوام کی حمایت ضرور اس کے شامل حال ہوگی۔ دوسری مین یہ بات چاہتا ہون کہ ان کتابون پر بھی نظر ثانی ہو جائے جو ابتدائی مدارس مین پڑھائی جاتی ہین میرا خیال ہی کہ ان صوبون مین ابتدائی تعلیم کی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے

کہ ہم موزون اور مناسب کتابین پڑہانے کے لئے منتخب کرین۔ عمدہ کتابون کی کمی کی وجہ سے ابتدائی تعلیم مین بہت حرج ہوا ہی اور بہت سے مقامات مثلاً شاہجہانپور سے یہ بات سننے مین آئی ہے کہ طلباء کے والدین خاص طورپر مذہبی بنا پر چند کتابون کو پڑہائے جانے پر اعتراض کرتے ہین۔ اس کے بعد مین یہ بات چاہتا ہون کہ ابتدائی مدارس کے انسپکٹر اعلےٰ اسکولون سے بالکل علیحدہ ہونے چاہئین موجودہ وقت مین ابتدائی تعلیم کے واسطے کوئی ایسی جماعت انسپکٹران کی نہین ہی جو عمدہ ہو اور سرکاری طور سے منظور شدہ بھی ہو ساتھہ ساتھہ مین یہ بات تسلیم کرتا ہون کہ اسوقت محکمۂ تعلیم افسران زیادہ تر ان فرائض کو انجام دے رہے ہین میرے خیال مین اگر ہمارے ملک مین انگلستان کا طریقہ رائج ہو یعنی ایک خاص صیغہ ہو اور ایک شعبہ ابتدائی مدارس کے لئے مخصوص ہو اور ایسے ڈویزنل آفیسر بھی ہون جن کی تمام توجہ ابتدائی تعلیم کی طرف ہو تو ترقی کے اسباب زیادہ مہیا ہو جائینگے مین یہ بات بھی ظاہر کردینا چاہتا ہون کہ گذشتہ تین سال مین خود تعلیم کا صیغہ ایسا تھا جو زیادہ منقسم تھا صیغون کی دو قسمین ہین اول تو مخصوص اور دوسرے مستقل کردہ۔ آخر الذکر صیغہ کے متعلق یہ بات ہی کہ اعلےٰ اسکولون و یونیورسٹیون کی تعلیم کا صیغہ مسٹر چنتامنی کے عہدہ وزارت کے متعلق تھا اور ابتدائی تعلیم کا صیغہ پنڈت جگت نراین کے متعلق تھا۔ میرے کہنے کا مطلب یہ نہین ہے کہ مین اس بات کا اظہار کرون کہ ایسی کارروائی سے تعلیم مین بہت زیادہ نقصان واقع ہوا ہے۔ بلکہ جو کچھہ مین کہنا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ صیغون کی اس تقسیم یا یقیناً اصلی سے ہمارے صوبون مین ابتدائی تعلیم کی ترقی پر بہت اثر پڑا ہے۔ البتہ اس قدر نتیجہ تو ضرور برآمد ہوا کہ جو رقم اعلےٰ تعلیم کے واسطے مقرر کی گئی تھی وہ ابتدائی تعلیم کی رقم سے زیادہ تھی۔ اب

مین اعداد نقل کرکے اس بات کو ثابت کرون گا ۲۱-۱۹۲۰ء و ۲۳-۱۹۲۲ء کی درمیانی مدت مین یونیورسٹی کے اخراجات مین گیارہ لاکھ چوبیس ہزار روپیہ کا اضافہ ہوا اور اسی مدت مین اعلےٰ مدارس کی تعلیم پر جو صرفہ ہوا تھا وہ تیس لاکھ چھبیس ہزار سے بیتالیس لاکھ چودہ ہزار روپیہ ہوگیا۔ گویا تعلیم پر جس قدر اخراجات ہوئے اس کا 16.07 فی صدی حصہ یونیورسٹی تعلیم پر صرف ہوا اور 27.0 یا 27.1 اعلےٰ اسکولون کی تعلیم پر ہوا۔ اس وقت مین جبکہ ابتدائی تعلیم کا خرچ کل صرفہ کا 43.7 فیصدی تھا۔ احاطہ بمبئی مین کل اخراجات سے ستر فی صدی کی رقم ابتدائی تعلیم کے لئے مقرر ہے میرے اس تمام کے کہنے کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ وقت مین بہ نسبت اس کی ضرورت ہے کہ

(۱) ابتدائی کتابون کی درسی کتابون پر نظر ثانی کے سوال پر غور و خوض کیا جائے۔

(۲) ایک دیسی تعلیم کے بورڈ کے قیام کی ضرورت ہے (۳) ہم ایک علیحدہ جماعت انسپکٹران کی چاہتے ہین۔ جن کا کام صرف یہ ہوگا کہ وہ ان صوبون مین ابتدائی تعلیم کو فروغ دین (۴) اس بات کی ضرورت ہے کہ اعانتی رقوم کے متعلق جو اصول ہین ان پر محققانہ نظر ڈالی جائے۔ گویا ہم یہ بات معلوم کرنا چاہتے ہین کہ کس قدر رقم اس مقصد کے لئے مقرر کی جاسکتی ہے سوال یہ ہے کہ امداد کس قسم کی ہوگی۔ آیا امداد ایسی ہوگی جس مین کمی بیشی نہ ہوسکے یا ایسی ہوگی جس مین کمی بیشی دونون ہوسکین اور جو مختلف بورڈس کی مقامی ضروریات کے مطابق ہو۔

میرے خیال مین یہ چند ایسی اہم باتین ہین جن پر ابتدائی تعلیم کی ایک کمیٹی غور کرسکے گی اور اس معاملہ کی تفتیش بھی پورے طور پر کرسکے گی۔

(ڈاکٹر **شفاعت احمد خان** نے دوسری تقریر سررشتہ تعلیم کے ڈائرکٹر کی تقریر

کے بعد کی اور وہ یہ ہے۔

"میں اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہون کہ مجہہ کو سررشتہ تعلیم کے ڈائرکٹر کے جواب سے کچھہ مایوسی ہوئی ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جو سوال اس اصول کے متعلق کیا گیا تھا جس کی بنا پر مقامی جماعتون کو امداد دیجاتی ہے اس پر مباحثہ مناسب طور سے نہین ہوا اور نہ مجہہ کو اس کا جواب ملا جو کچھہ کہ مین نے تجویز کیا تھا اور جو کچھہ کہ مین اب بھی تجویز کرتا ہون وہ یہ ہے کہ اعانتی رقوم کا جو مسئلہ ہے اسے بے بحث و مباحثہ کے ایک دوسری کمیٹی کو طے اور فیصل کرنا چاہئے۔ آنریبل ممبران کو شاید یاد ہوگا کہ ۱۹۲۲ء مین گیڈیز کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی اس کمیٹی کے ارکین نے تعلیمی بورڈ کے ساتھ اعانت کے مسئلہ کو طے کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ جس اصول پر کہ مختلف اغراض کے لئے امدادی رقم منظور کیجاتی ہے وہ اصول بالکل ناقص ہے اور اسی وجہ سے مجہہ کو مجبوراً اس قواعد کا مقابلہ جو ان صوبون مین رائج ہین دوسرے صوبون کے قواعد سے کرنا پڑا۔ اگر آنریبل ممبران گورنمنٹ ہند کی اس رپورٹ کا ملاحظہ کرین جو ہندوستان کی تعلیمی ترقی کے متعلق شایع کی گئی ہے اور اس حصہ کا بھی ملاحظہ کرین جو اعانت وغیرہ کے متعلق ہے تو ان کو معلوم ہوگا کہ ایسے بہت سے مختلف طریقے موجود ہین جن کے ذریعہ سے اعانتی رقوم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جو کچھہ کہ میری تجویز ہے وہ یہ ہے کہ امداد کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے زیادہ آسانی اور مناسبت ہونی چاہئے دوسری بات یہ ہے کہ ایک آنریبل ممبر نے کہا ہے کہ ہمارے یہان لائق اور سرگرم استاد موجود نہین ہین۔ مین اسکو منظور کرتا ہون۔ لیکن مین وہی جواب دیتا ہون جو مسٹر گوکھلے نے ۱۹۱۱ء مین دیا تھا کہ اگر ہم لڑکوں کی تعلیم کا انتظام کرین اور اسکولون کی بنیاد دین ڈالین تو قابل استادون کی دستیاب

ہونے میں زیادہ عرصہ نہ لگے گا۔ بہرحال ہم کو بہت قلیل تربیت یافتہ استاد مل سکیں گے۔ میں پارلیمنٹ کی ان رپورٹوں کو جو دیکھ رہا تھا جو ۱۸۷۰ء میں مطبوعہ HAN SARD (ہین سرڈ) میں تعلیم کے متعلق شائع ہوئی تھیں۔ اس وقت انھوں نے انگلستان میں ابتدائی تعلیم کا آغاز کیا تھا مجھکو یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ وہاں بھی بالکل ان ہی دقتوں کا سامنا تھا یعنی لائق استادوں کی کمی اور عوام کی حمایت نہ ہونا۔ یہ دلائل صرف اسی وقت نہیں پیش کی گئیں۔ بلکہ ۱۸۷۰ء میں ایسا ہوا تھا۔ پس میری یہ تجویز ہے کہ قابل استادوں کی کمی اور قلیل التعدادی کا سوال ابتدائی تعلیم کے انتظام اور جدوجہد میں مزاحم نہیں ہونا چاہئے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر ہم ابتدائی تعلیم کے اس اصول سے درحقیقت موافقت کرتے ہیں کہ صرف میونسپل بورڈ کی حدود ہی نہیں۔ بلکہ دیہاتی مقامات میں بھی ہونی چاہئے اور اگر ہم اس بات کے لیے بھی کوشش کریں کہ اعانت کی بنا دوبارہ سر نو غور کیا جائے تو بہ اغلب ہے کہ ہم کو ایک قابل تعریف حد تک کامیابی ہوگی۔ اگر آنریبل ممبران اس بجٹ کو ملاحظہ کریں جس کو کہ کونسل نے صرف ایک ہی ماہ قبل پاس کیا ہے تو ان کو معلوم ہوگا کہ کل رقم جو یونیورسٹی اور ثانوی تعلیم کے لئے مقرر کی گئی ہے اس قدر ہے (۔۔۔) مجھ کو اس رقم کے متعلق ٹھیک نہیں معلوم لیکن مجھ کو یقین ہے کہ یہ رقم ایک کروڑ کے قریب ہے مجھ کو امید ہے کہ مسٹر میانزی یہ میری غلط بات کی تصحیح فرمائیں گے۔

چونکہ بجٹ کی کاپی اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ تب ابتدائی تعلیم کے لئے صرف پینسٹھ لاکھ ملتا ہے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اس رقم کو برعکس طور پر بدل دیا جائے یعنی میں یہ بات چاہتا ہوں کہ ابتدائی تعلیم کے لئے کل ایک کروڑ روپیہ ملنا چاہئے اور ثانوی اور یونیورسٹی تعلیم کے لئے اسی یا نوے لاکھ کے قریب ملنا چاہئے یہ پہلا

طریقہ ہوگا جو مین اختیار کرون گا کیونکہ بہر حال یہ اس شخص کا فرض ہے جو اعلیٰ تعلیم کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے کہ وہ خود اس کے واسطے انتظام کرے۔

حکومت کا یہ فرض نہین ہے کہ اعلےٰ تعلیم یا بہترین قسم کی تعلیم بالکل مفت دے اور نہ یہ فرض ہے کہ وہ ثانوی تعلیم بھی مفت دے یہ تو اس شخص کا خاص فرض ہی جو اس ہی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور جو اس کے واسطے روپیہ خرچ کرتا ہے۔

لیکن حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ شہر کے تمام لوگون کو ابتدائی تعلیم مفت دے۔ اور میرا دعوی ابتدائی تعلیم کے متعلق اس بات پر مبنی ہے۔ جناب صدر صاحب دوسری بات یہ ہے کہ آنریبل ممبران نے اس مقصد کے لئے کچھہ اور زائد محصول عائد کرنے کی تجویز کی ہی اگر اس بات کا مطلب یہ ہے کہ مقامی حکّام کو اس قسم کے ٹیکس وصول کرنے کا اختیار حاصل ہے تو میرے خیال مین ہم ابتدائی تعلیم کے کسی طریقہ کو بھی کامیابی کے ساتھہ نہین چلا سکین گے۔

ہم کو بلدیات اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے امید نہین ہے کہ وہ کسی قسم کا ٹیکس لوگون پر عائد کرین گے۔ ہم کو بڑی ضرورت اس بات کے دیکھنے کی ہی کہ آیا وہ رقم جو ہم منظور کرتے ہین مقامی حکّام کی ضروریات کے لئے کافی ہے یا نہین زیادہ عرصہ بعد نہین بلکہ اس موجودہ موقعہ پر ہم کو درحقیقت کسی کامیابی کی امید نہین ہوسکتی میرے آنریبل دوست ڈاکٹر گنیش پرشاد صاحب نے یہ حوالہ دیا ہے کہ یہ امکانی بات ہے کہ ہم ابتدائی تعلیم کے معاملہ مین مولویون اور پنڈتون کی خدمات سے فائدہ اٹھا سکین۔ میرے نزدیک اگر انہون نے اس بات کا حوالہ گذشتہ تاریخ سے دیا ہے یعنی اب سے تین سو سال قبل کی تاریخ سے تو انھین یہ معلوم ہوا ہوگا کہ یہی کارروائی ولایت مین مذہبی انجمنون نے

اختیار کی تعلیم اور جب تک کہ دو سو سال کا تجربہ حاصل نہ ہو گیا۔ اس وقت تک گورنمنٹ ابتدائی تعلیم جاری کرنے پر مجبور نہیں ہوئی۔ اس ضمن میں مسٹر گلیڈ اسٹون کی اس تقریر کا حوالہ دیتا ہوں جو انھوں نے ابتدائی تعلیم کے آغاز سے قبل کی تھی۔

انھوں نے اپنی تقریروں میں کہا تھا کہ ہم انگریز لوگ انفرادیت کے بڑے عاشق ہیں۔ اور ہم یہ دیکھنا کبھی گوارا نہیں کرتے کہ ہماری زندگی کے کسی حصہ پر بھی کوئی جبر یا دباؤ ڈالا جائے۔

لیکن تعلیم کے مسئلہ پر اور ہر انجمن کے مفید ثابت ہونے پر اور ہماری جماعت کے ہر ممبر کے اس سے مستفیض ہونے پر یہ بات قطعی طور پر لازم ہے کہ ہر انگریز کو مفت تعلیم دینے کا اختیار حاصل ہو خواہ گاؤں ہو یا کہ شہر ہو "

اگر گلیڈ اسٹون تمام انفرادیت پسندوں میں سب سے بڑا تھا اور اگرچہ تمام انگریز انفرادیت کے سب سے زیادہ حامی خیال کئے جاتے ہیں پھر بھی ان کو بالآخر اول ۱۸۷۰ء میں سر تسلیم خم کرنا پڑا اور دباؤ ماننا پڑا۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۲ء میں وہ طریقہ پورے طور سے ترقی پذیر ہوا جو باقاعدہ سرانجام کو پہونچایا اور باقرینہ مترتب کیا گیا تھا یہ اس جبر اور دباؤ کا نتیجہ تھا جو ۱۸۷۰ء میں اختیار کیا گیا تھا آنریبل دوست سے میری یہ خواہش ہے کہ وہ معلوم کریں کہ آیا ان مذہبی انجمنوں نے اس دو سو سال کے عرصہ میں کوئی فائدہ پہونچایا یا نہیں۔ موجودہ زمانہ میں کوئی مذہبی انجمن درحقیقت کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی ہے۔ میرے نزدیک مذہبی انجمنوں کا زمانہ اب ختم ہو گیا مذکورہ بالا خرابیوں کے ساتھ میں اپنی قرارداد کونسل کے روبرو پیش کرتا ہوں۔

۱۸ - دسمبر ۱۹۲۴ء

تقریر ڈاکٹر شفاعت احمد خانصاحب متعلق امداد ہندو یونیورسٹی بنارس

ایک چینی فلسفی نے کہا ہے کہ بموجب اُس دانائی کے جو چینی فلسفیوں کا مابہ الامتیاز ہے یہ بات خطرناک ہے کہ طغیانی سے بچنے کے لئے ایک چیتے کی دُم کو پکڑ لیا جائے اور یہی مقولہ اس خاص موقعہ پر موزوں اور چسپاں ہے۔ اس یونیورسٹی کا گورنمنٹ سے مدد طلب کرنا بعض لوگوں کے خیال میں اپنے معاملات میں مداخلت کی دعوت دینا ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس میں خطرات ہیں۔ لیکن موجودہ حال صرف یہ ہے کہ سنہ ۱۹۲۱ء میں ہندو یونیورسٹی نے اس صوبہ کی حکومت سے مالی امداد کے واسطے درخواست کی مجھکو اُس خط کا اقتباس پڑھنے کی اجازت دیجئے جو مسٹر دھرداس نے بنارس یونیورسٹی کے متعلق مجھکو بھیجا تھا" سنہ ۱۹۲۱ء میں اس یونیورسٹی نے ہزاکسیلنسی سر ہارکورٹ بٹلر اور سر لوڈوک پورٹر وزیر مال کی وساطت سے صوبجات کی حکومت کو ایک درخواست بھیجی تھی کہ انجینیری کالج کی توسیع کے لئے یونیورسٹی کو ایک بکشت امداد دیجائے۔ ایک تار مورخہ ۲۴ جون سنہ ۱۹۲۱ء کے ذریعہ جو محکمہ تعلیم کے سکرٹری گورنمنٹ نے بھیجا تھا یہ اطلاع یونیورسٹی کو دیگئی کہ کمیٹی مال نے تین لاکھ کی یکمشت امداد دینے کی تجویز کو منظور کر لیا ہے اور لیجسلیٹو کونسل کی منظوری یا تو بذریعہ تخمینہ مزید کے یا بجٹ میں جیساکہ فیشا اجازت دی طلب کیجائے گی،، اسی وجہ سے یونیورسٹی کو اس رقم کے ملنے کی اس قدر امید تھی کہ پہلے

بابت کے اُس نے صرف کرلیا۔ لیکن اس بات کی اطلاع بعد کو ایک خط کے ذریعہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۰۶ کو دی گئی کہ گورنمنٹ کو افسوس ہی کہ مالی حالت اس بات کی اجازت نہین دیتی کہ یونیورسٹی کو امداد دیجائے۔ جناب والا یونیورسٹی کی صورت حال یہ ہے کہ اس مین اس صوبہ کے سات سو طلبا تعلیم پاتے ہین۔ اور میرے نزدیک امداد کی درخواست کرنیکے معقول وجوہات ہین۔ مجھکو امید ہے کہ کونسل اسکو منظور کرے گی۔ چند باتین اس کو ایسی متعلق ہین۔ جسکی نسبت مین چند الفاظ ضرور کہون گا۔ چند لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ ہندو یونیورسٹی چونکہ تمام ہندوستان سے تعلق رکھنے والی یونیورسٹی ہے اس لیئے اسکو لوکل گورنمنٹ کی تھیلی سے کچھہ ملنے کا حق حاصل نہین ہی۔ میرے خیال مین اس پالیسی پر عمل پیرا ہونا کوئی دانائی نہین ہی۔ کیون؟ اولاً تو یونیورسٹی انہین صوبجات مین واقع ہے اور لوکل گورنمنٹ کا اس یونیورسٹی کی اور اس سے متعلق تعلیم گاہون کی ضروریات کا علم زیادہ قرین قیاس ہے۔ اب مین اُس پالیسی کی جانب متوجہ ہوتا ہون جو اُسمین مضمر ہے۔ مجھکو یہ خیال مطلق پسند نہین ہے کہ یونیورسٹیان کاسہ گدائی ہاتھہ مین لے کر ہر قسم کے لوگون کے پاس روپیہ مانگنے کی غرض سے جائین اور خود یونیورسٹیان بھی اس دریوزہ گری کے طریقہ کو پسند نہین کرتین۔ یہ نہایت ہی ناخوش گوار کام ہے اور ہمکو انہین ایسی حالت مین پہونچا دینا چاہیئے جس سے انکو ایسی ضرورت باقی نہ رہے علاوہ برین کار خیر مین مدد دینے والے مرد دون کی تعداد کثیر نہین ہی۔ سب سے آخیر مین جس امر پر مین گفتگو کرون گا یہ ہے کہ کونسل جس عام طریقہ پالیسی پر عمل پیرا ہونا پسند کرے گی اُس کے بتلانے کے فرض سی وہ دست بردار نہین ہو سکتی۔ مین یقین کرتا ہون کہ یہ ایک ایسا دعوے ہے جو حقیقی طور پر درست ہے اور اگرچہ بعض جگہ ملنے یہ رائین سنین کہ کونسل

کو مداخلت نہین کرنی چاہیے اور یہ کہ اس کونسل کو معاملات پالیسی سے کوئی تعلق نہین ہے اور یہ کہ اسکی ابتدا حکومت سے ہونی چاہیے۔ مین اس سے انکار کرتا ہون کیونکہ میرا خیال ہے کہ اس صوبہ کا کل مستقبل اس امر پر منحصر ہے کہ کونسل طریقہ پالیسی کا اظہار گورنمنٹ پر تعلیم کے متعلق حفظان صحت کے متعلق۔ لوکل گورنمنٹ کے متعلق اور دیگر اہم معاملات کے متعلق کرے۔ ہمین یہ بات دیکھنی چاہیے کہ جو پالیسی جسکو کونسل نے ظاہر کیا ہے یا حکومت اسکو عمل مین لاتی ہے یا نہین۔

نوٹ از مترجم (۲۵ جنوری سنہ ۲۱ء)

یہ تقریر ڈاکٹر صاحب نے شہاب الدین صاحب کے رزولیوشن کی تائید مین فرمائی جس کا منشا یہ تھا کہ مڈل اسکول ہائی اسکول کے نصاب تعلیم مین کمی کر دیجائے۔ ڈاکٹر صاحب نے اسمین فرمایا کہ فی زمانہ نصاب تعلیم کا سوال بہت اہم ہو گیا ہے اور اسکی زیادتی ہر ماہر تعلیم کو پریشان کر رہی ہے۔ جرمن اور انگلستان مین ماہرین تعلیم برابر اپنی توجہ کمی نصاب کی طرف کر رہے ہین اور یہ مسئلہ ہندوستان مین بھی اہم ہو گیا ہے ہر مسلک مین اسطرف توجہ ہونی چاہیے۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے زیادتی کورس کی وجہ سے دن بدن کمزور ہوتے جاتے ہین۔ انکی جسمانی قوتین تنزل پذیر ہین۔ انکی تندرستیان زیادتی محنت کی وجہ سے بیکار ہوتی جاتی ہین۔ اکثر طالب العلم زیادتی محنت کی وجہ سے عمر بھر کے لیے بیکار ہو جاتے ہین۔ ہمین اپنے ان طالب علمونکی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ اور ہر ممکن ذریعہ انکی سہولتین بہم پہونچانے کے لیے نکالنا چاہیے کہ وہ ان مشکلات سے بچین اور اپنی آیندہ زندگیان کارآمد

بنا سکین۔ ہمین چاہیئے کہ فوراً مضامین مین کمی کرین اور بچون کو زیادہ بار سے بچائین۔ پھر آپنے بتایا کہ زیادہ بار ترقی کو روکتا ہے اور بچے اور لڑکے کی ذہنی اور دماغی حالت پر بجائے اچھا اثر ڈالنے کے بُرا اثر پیدا کرتا ہے۔ لہذا ہمین کورس کم کرنا چاہیئے اور اسکو ہمیشہ واقعات کے لحاظ سے بدلتے رہنا چاہیئے جیسا کہ فی زمانہ تمام ترقی یافتہ ممالک مین کیا جارہا ہے۔

آپ نے نہایت ہی قابلیت سے جرمن اور انگلستان کی مثالین بتا بتا کر ثابت کیا کہ یہ مسئلہ بہت اہم اور ضروری ہے۔ (مترجم)

تقریر ڈاکٹر شفاعت احمد خانصاحب در اجلاس کونسل مورخہ ۲۶ جنوری ۲۵ء

بتائید قرار داد بابت کمی نصاب تعلیم درجماعت ہائے مڈل و ہائی اسکول

مین اپنے دوست مولوی شہاب الدین کی تجویز کی تائید کرتا ہون جس کے وجوہ یہ ہین کہ نصاب تعلیم بہت زیادہ بڑھ جانے کی وجہ سے انگلستان کے بڑے بڑے ماہر علم و فن کی بڑی گہری توجہ اس امر پر مبذول ہو رہی ہے اور ہندوستان مین بھی اس طرف توجہ کیجارہی ہے۔ مجھکو بھی ان مشکلات کا کچھ تجربہ ہے جو اُستادون کو اسوقت برداشت کرنی پڑتی ہین۔ جبکہ اُنکو طلبا کی ضروریات کے مطابق منظور شدہ نصاب تعلیم کو اُنکے

انکے مناسب خیال کرنا پڑتا ہے۔ اگر مجھکو اجازت ہو تو مین عرض کرون گا کہ قریب تین سال کا عرصہ گزرا مینے ایک کتاب سترھوین صدی کے انگریزی مدارس کے نصاب تعلیم پر لکھی تھی۔ لیکن اب تو وہ ایک بہت مشکل مضمون معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ایک نتیجہ جو ملنے اُس سے نکالا وہ یہ تھا کہ کسی قوم کا یا کسی صوبہ کا یا کسی اسکول کا بھی نصاب تعلیم ایک مستقل شئے نہین ہے بلکہ ایک غیر مستقل شئے ہے جو آدمیون کے اردگرد کے حالات کے ساتھ تبدیل ہوتا جاتا ہے اور سیاسی اور اجتماعی اس قوم کی حالت کے ساتھ تبدیل ہوتا جاتا ہے۔ ہمنے جو غلطی کی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ہندوستان کی تعلیم کو ناقابل تبدیل یا کمی یا دوامی شمار کرتے ہین جسمین کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ ہمیشہ یکسان رہنا چاہئے۔ میرے نزدیک اگر ہم وہ اصول اختیار کرین جو اسوقت تمام بڑے بڑے ممالک بہت اہم خیال کرکے اختیار کررہے ہین اور ایسے ممالک جنہون نے فن تعلیم مین بہت کچھ ترقی کی ہے جیسے امریکہ اور جرمن تو ہم لازمی طور سے اس نتیجہ تک پہونچتے ہین کہ ہمارا نصاب تعلیم ہمیشہ ہمارے اردگرد کے حالات کے تغیرات کے مطابق ہونا چاہئے۔ ایک اصول تو یہ ہے۔ دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ طالبعلم کو زیادہ آزادی دینی چاہئے۔ کوئی ایسے سخت طریقے نہین ہونے چاہئین جن سے طلباء مضامین کے مختلف شعبون مین رہین یعنی بہت سے درجن مین ایک تاریخ کے لئے ہو دوسرا جغرافیہ کے لئے۔ تیسرا ریاضی کے لئے اور اسی طرح اس لئے تعلیم کی مختلف شاخون مین زیادہ ربط باہمی ہونا چاہئے۔ ربط باہمی سے میرا مطلب یہ ہے کہ مختلف مضامین کا ایک دوسرے سے تعلق ہو۔ جبکہ ایک طالبعلم کوئی مضمون پڑھتا ہے تو اسکو یہ خیال نہین ہونا چاہئے کہ وہ تاریخ پڑھ رہا ہے۔ بلکہ وہ علم اُسکے باترتیب

معنون مین حاصل کر رہا ہے۔ علم کو اسقدر درجون مین علیحدہ علیحدہ نہین کرنا چاہئے کہ ایک سرخ ہو ایک سیاہ ہو اور علی ہذ القیاس۔ یہ تو ایک شے واحد خیال کیجانی چاہئے لہذا جو غلطی کہ ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انہون نے علم کو مختلف ٹکڑون مین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی علم باقی ہی نہین رہا۔ انہون نے علم کو اسقدر چھوٹے چھوٹے حصون مین تقسیم کر دیا ہے کہ وہ بالکل خالی بوتلون کی مانند معلوم ہوتے ہین جو بلا ضروری اجزا کے جو چھوڑ دیئے گئے ہین۔ اب میرا مطلب یہ ہے کہ ہمکو مقرر کرنا چاہئے اور نہایت توجہ سے مقرر کرنا چاہئے۔ مکمل طور سے نہ صرف استادون سے بلکہ مختلف ایسوسی ایشنون اور جماعتون سے مشورہ کرنا چاہئے۔ صرف ایک ہی وقت کی ضروریات کے واسطے نہین بلکہ مختلف اوقات کی ضروریات کے واسطے نہ صرف لڑکون ہی کے واسطے بلکہ لڑکیون کے واسطے بھی۔ اور یہ اصول میرے نزدیک قبول کر لینا چاہئے۔ یہ وہی اصول ہے جس پر سنہ ۱۹۲۳ء مین عمل درآمد ہوا ہے تعلیمی بورڈ نے سنہ ۱۹۲۳ء مین ایک بہترین نیابتی کمیٹی مقرر کی تھی۔ اسمین ہر درجہ اور ہر فرقے کی آدمیون کے نمائندے شامل تھے جو مختلف سلسلون مین ممتاز تھے اور اسکے نہایت ہی عجیب و غریب نتایج نکلے۔ ان تمام نتایجون کی اسی سال مختلف کانفرنسون نے جو لندن مین ہوئی تھین جانچ کی اور نہایت غور سے جانچ کر کر اس بات پر متفق ہوئین کہ کمیٹی کی تجاویز کا اثر دور تک پہونچتا رہے۔ اب مین ان نصاب تعلیم کیطرف رجوع ہوتا ہون جسکو انٹرمیڈیٹ بورڈ اور ہائی اسکول ایجوکیشن نے مقرر کیا ہے۔ مین گذشتہ دو سال سے تاریخ کی تعلیمی بورڈ کا ممبر رہا ہون اور اس لحاظ سے میرا وجود وہان فائدہ مند رہا ہے۔ ہمنے تاریخ مین نصاب تعلیم تیار کئے۔ مین تاریخ کے متعلق بالکل

کچھہ نہین کہونگا۔ لیکن مین صرف ایک امر کی تصحیح کرون گا جسکو مسٹر شہاب الدین نے پیش کیا ہے۔ انکا یہ خیال ہے کہ تاریخ اور جغرافیہ کے علیحدہ ہوجانے سے طالب علم پر بہت زیادہ بوجھہ پڑجائے گا۔ مجھکو یقین ہے کہ مسٹر میکنزی میری غلطی کی تصحیح کرین گے جہان کہین مین غلط عرض کرون کہ اس سے کچھہ بوجھہ زیادہ نہین ہوجائے گا۔ لازمی اور اختیاری مضامین کی تعداد صرف اوتنی رہے گی اب ہائی اسکول کے امتحان مین لازمی مضامین کی تعداد صرف چار ہے اور اختیاری مضامین کی تعداد صرف ایک ہی چار مضامین کسی قدر آسان معلوم ہوتے ہین اور یہ بات بھی کچھہ مشکل نہین معلوم ہوتی ہے کہ طلباء چار مضامین لازمی اور ایک اختیاری پاس کرین۔ لیکن جب ہم اسپر غور کرین توہم کو معلوم ہوگا کہ صرف ایک مضمون انگریزی مین تین پرچے ہوتے ہین اور دوسرے مضمون ریاضی مین دو پرچے ہوتے ہین (انکی مجموعی تعداد پانچ ہوئی) تب اسکے بعد تاریخ مین دو پرچے ہوتے ہین جس سے پرچون کی تعداد کل سات ہوجاتی ہے اسکے علاوہ ہمارے لئے دو پرچے اور اختیاری مضمون کے ہوتے ہین۔ اب نو ہوتے ہین۔ مین یہ بات جاننا چاہتا ہون کہ آیا کوئی ایسا شخص ہے کہ جو اتنے کام کو باطمینان کرسکے اور اسکو کوئی زیادہ محنت ومشقت تکلیف وتھکن نہو مجھے یقین ہے کہ یونیورسٹی کے وہی طلباء نہیں جو ڈگری امتحانات کے لئے جاتے ہین بلکہ وہ طلباء بھی جو انٹر میڈیٹ اور ہائی اسکول کے امتحانون مین جاتے ہین۔ بہت سی صورتون مین امتحان سے کم ازکم چار ماہ بعد تک محنت کی زیادتی کی تھکن باقی رہتی ہی۔ مینے ایسے بہت سے یونیورسٹیون کے طلباء کو دیکھا ہے جو اپنے امتحانات کے اثرات سے بالکل اچھے نہین ہوتے ہین ایسی مجھکو چار مثالین معلوم ہین وہ ابھی تک زیادتی محنت کیوجہ سے

بیمار چلے جاتے ہین۔ اسوجہ سے بیمار ہین کہ انھون نے امتحان کے پچھلے تین ماہ مین بہت سخت محنت کی تھی اور بعضون نے تمام سال کی تھی آنکا یہ بیان ہی کہ وہ تمام عمر کے لیئے بیکار ہوگئے ایسی تعلیم کا اثر آپ پندرہ و سولہ و اٹھارہ برس کی عمر کے لڑکون پر دیکھ سکتے ہین۔ اب مین اپنی تقریر کو چند مشورون کے ساتھ ختم کرون گا۔ سب سے اول مین یہ رائے دون گا کہ لڑکوں اور لڑکیون کے مضامین پسند کرنیکے متعلق زیادہ آزادی دی جانی چاہیئے۔ میرے نزدیک اس امر پر کوئی شخص اختلاف نہین کرے گا۔ کیونکہ علم تعلیم کا یہ مسلمہ مقولہ ہی کہ طالب علم کی افرادیت اور شخصیت احترام اور عزت کے ساتھ دیکھی جانی چاہیئے۔ مختلف مضامین کے انتخاب کے وقت اُسکے خاص شوق اوس کے خاص مزاج اور اُسکی خاص قابلیت کا خیال لازمی طور سے رکھنا چاہیئے۔ میرا دوسرا مجوزہ یہ ہے کہ نصاب تعلیم و انضباط اوقات مدارس مین اس غرض سے ترمیم ہونی چاہیئے۔ کہ لڑکون اور لڑکیون کو زیادہ وقت اس بات کے واسطے ملے کہ وہ اپنی ذاتی دلچسپیون کو ترقی دینے مین وقت کا اضافہ کرسکین۔ تجویز اول سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ آپکو ایسا لڑکا ملے گا جو علمی مضامین مین نہایت ہی تیز ہے اور جو عملی کام زیادہ مقدار مین نہین کرنا چاہتا ہے۔ بہرحال آپکو ایسے لڑکے کے لیئے ایسا موقعہ دینا چاہیئے کہ وہ خاص کام مین ترقی کرسکے اور اُسکا اظہار کرسکے۔ تیسری میری یہ رائے ہے کہ محکمہ تعلیم کو اس بات کی خاص کوششین کرنی چاہیئن کہ وہ ضروری مفروضات جن سے طلباء پر نصاب تعلیم کا اثر ہوتا ہے جمع کرین خصوصاً یہ کہ طلباء کی تکان کے بارے مین۔ اب تکان کا سوال نہایت ضروری ہی۔ انگلستان مین طالبعلمون کی مختلف محنتون کی بلا امتیاز لڑکون اور لڑکیون کے تکان کے متعلق بہت سی تحقیقاتین

پھیلی ہین۔ لیکن یہان جہانتک مجھکو یاد ہے۔ اسطرف کوئی کوشش نہین کیگئی
ہے۔ میرے خیال مین تعلیم کے محکمہ کو چاہیئے کہ چیدہ مدارس مین ایسے تجربات
کا جن کا تعلق مختلف نصاب تعلیم کی وجہ سے لڑکون پر کان سے ہو اقدام کرین
وہ اس کام کو بخوبی انجام دیسکتا ہے۔ خاص طور سے انگلستان مین لندن کے
اسکولون میں لندن کاونٹی کونسل کے انسپکٹر ان مختلف جماعتون کے طلبہ پر اس
قسم کے تجربہ کرتے ہین جو اس خاص غرض کے لئے مخصوص کردیئے گئے ہین۔ وہی
طریقہ یہان بھی اچھی طرح اختیار کیا جاسکتا ہے۔ تب مین یہ تجویز کرونگا کہ مختلف
مضامین کا باہم ملا دینا نہایت فائدہ سے اور پورے طور سے عمل مین آنا چاہیئے۔ بغیر
اسکے وہ تمام تعلیم جو طلباء کو دیجائے گی بیکار ثابت ہوگی۔ مجھکو کارلائل کا ایک فقرہ
یاد آیا جسکو میں یہاں دوہرانا نہین چاہتا۔ لیکن آپ کی اجازت سے ایسا کرونگا
وہ کہتا ہے "علم ایسی چیز نہیں ہے جو طلباء کو تھوڑا تھوڑا کرکر کوڑا کرکٹ کی طرح دیدیا جائے"
چال چلن کے نقطہ نظر سے بھی یہ ضرور خیال کرنا چاہیئے۔ اور یہ اس نقطہ نظر سے ہے کہ
مین یہ چاہتا ہون کہ مختلف شاخہائے علوم زیادہ مضبوطی کے ساتھہ ملادیئے جائین
آخری امر یہ ہے کہ مضامین کے پڑہانے کے طریقہ کی اصلاح کیجائے الہ آباد کے
ٹریننگ کالج نے ایک مضمون کے سکہانے کے طریقہ خاص کی ضرورت پر زور دیا ہے
لیکن مجھکو یقین ہے کہ اگر اور زیادہ کوشش کی گئی اور انگلستان کی بہترین درسگاہون مین
زیادہ طلبا بھیجے گئے۔ مثلاً لندن ٹریننگ کالج یا منچسٹر یونیورسٹی کے محکمہ تعلیم مین اگر ان
مقامات کو بھیجدیے گئے۔ اور اگر وہ پوسٹ گریجویٹ کی تعلیم حاصل کرین اور تعلیم مین
وہ وہان اپنی ڈگریان لین اور وہ لوگ واپس آئین اور نئے سیکھے ہوئے طریقون کو

شہرت دین تو مجھکو یقین ہے کہ طلبا کے معاملہ مین بڑی ترقی عمل مین آسکتی ہے۔
ان تجاویز کی بنا پر جو مینے پیش کی ہین۔ مین اس قرارداد کی تائید کرتا ہون

(نوٹ) ۲۷ - جنوری ۲۵ء

ڈاکٹر صاحب نے اپنا رزولیوشن جبریہ ابتدائی تعلیم کا پیش کیا اور ایک اسکی حمایت مین ایک نہایت ہی قابلانہ تقریر فرمائی۔ اسمین آپنے ہمارے چھوٹے بچون کی تعلیم کی اہمیت نہایت ہی قابلانہ اور پسندیدہ طریقہ سے بتائی ہے اور اسکے ذریعہ اور طریقے بتلائے ہین اور دوسرے ممالک کی تعلیمی حالت کا ریویو کرتے ہوئے ہندوستان کی حالت کا خاکہ کھینچکر فرمایا ہے کہ بلحاظ ضرورت زمانہ و ترقی ملک یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ اور ہماری صوبہ کو اس مین اقدام کرنا چاہیئے۔ اور پھر پنجاب مین میان سر فضل حسین صاحب کی سرگرمیون کا اظہار کرتے ہوئے وہ واقعات بتائے ہین جو پنجاب مین کارگر ہوئے اور کامیابی کا باعث ہوئے۔ اور اس امر پر زور دیا ہے کہ گورنمنٹ زیادہ روپیہ بلحاظ تناسب اعلی تعلیم پر صرف کرتی ہے جو کسی اور ملک مین جہان علم کی ترقی ہے نہین دیکھا جاتا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کا تو انسان اپنی ضروریات کے مطابق خود انتظام کرے گا۔ جیسا دوسرے ممالک مین ہی لیکن ابتدائی تعلیم مین زیادہ صرف گورنمنٹ کو کرنا چاہیے اور روپیہ زیادہ اسی مین صرف کرنا چاہیئے۔ پھر آپ نے اعداد و شمار سے بتلایا کہ جو خرچ اسوقت گورنمنٹ ابتدائی تعلیم مین کرتی ہے وہ زیادہ کارآمد نہین جبتک کہ جبری تعلیم نکر دیجائے جس سے کچھہ زیادہ فرق نہ پڑے گا آپنے اسمین مسٹر گھوکلے کی تقریر کا حوالہ

دیتے ہوئے جبریہ ابتدائی تعلیم کی اہمیت پر نظر عمیق ڈالی ہی اور نہایت ہی عالمانہ اور قابلانہ طریقے سے ہر مسئلہ کو جو اسکے متعلق ہے اور دیگر ممالک کے واقعات سے موازنہ و مقابلہ کرتے ہوئے بخوبی ثابت کیا ہے اور گورنمنٹ کو بتلایا ہی کہ افسوس کہ ابتک گورنمنٹ نے اس اہم مسئلہ کی طرف ذرا بھی توجہ نہین کی۔ اسکے پڑھنے سے ہمین اپنے صوبہ کی کل تعلیمی حالت کا اندازہ ہوتا ہے اور جبریہ تعلیم کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کوئی پہلو اس مسئلہ کا ایسا نہین چھوڑا۔ جیر انہون نے ایک اعلے درجہ کی قابلیت کے ساتھہ نظر نہ ڈالی ہو۔

(مترجم)

کارروائی کونسل مورخہ ۲۷ جنوری ۲۵ سنہ ء
قرار داد و تقریر ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب

مین یہ تحریک پیش کرنیکی اجازت چاہتا ہون کہ یہ کونسل گورنمنٹ سے اس امر کی سفارش کرتی ہے کہ ایک کمیٹی کا بدین غرض تقرر کرے۔

(۱) کہ وہ اس امر کی ضرورت اور اسکے قابل عمل ہونے پر غور کرے کہ جبریہ ابتدائی تعلیم معہ اس صوبہ کے تمام دیہاتی علاقون مین اور میونسپل بورڈون مین جاری کیجائے۔

(۲) کہ اُن قانون سازی کی اور انتظامی تدابیر جو اسواسطہ ضروری ہون تفصیلی تجاویز کرین بہ شمول اُن وسائل قابل حصول کے جو ابھی سے تدابیر عمل مین لانیکے واسطے اختیار کئے جائین۔

(۳) کہ وہ ایک معین پروگرام پیش کرے جسمین اُن مختلف تدابیر کا اظہار ہو جن کو پیہم اختیار کیا جائے تاکہ ایک مکمل نظام آزاد اور لازمی تعلیم کا ایک عرصہ معینہ کے اندر جاری ہو سکے ۔

(۴) کہ اُن معاملات کے متعلق غور کرے جو اس معاملہ سے متعلق ہون ۔

آنریبل ممبران کو غالباً یاد ہوگا کہ گذشتہ سال مینے ایک رزولیوشن اس موضوع پہ ۳ر اپریل کو پیش کیا تھا ۔ مین نے گورنمنٹ سے عرض کیا تھا کہ اس صوبہ مین جبریہ ابتدائی تعلیم شروع کرنیکے لئے وہ موثر تدابیر اختیار کرے اور آنریبل وزیر صاحب نے کونسل کو یقین دلایا تھا اس تجویز سے انکو ہمدردی (موافقت) ہے اُن کے الفاظ تھے " لیکن مجھکو امید ہے کہ مجھکو اجازت دیجائے گی کہ مین اس معاملہ پر پورے طور سے غور کرون تاکہ ورنہ کیولر تعلیم کے بورڈ کی رائے حاصل کیجائے جسکو ہم مقرر کرنیوالے ہین تاکہ ڈسٹرکٹ بورڈون سے مشورہ لیا جائے جنکا خاص فرض یہ ہوگا کہ اس اسکیم کو عملی جامہ پہنائین ۔ نیز دیگر پیچیدہ امور کی بھی جانچ کرین ۔ جو اسکی وجہ سے رونما ہونگی " ۔

۲ر اپریل کو یہ وعدہ کیا گیا تھا اور ہمکو امید تھی کہ کسی معین بات کا اُن تدابیر کے متعلق جو محکمہ تعلیم نے اختیار کی ہونگی اعلان کیا جائے گا ۔ ابتک ہمین کوئی اطلاع موصول نہین ہوئی ہے ۔ ہم ان مختلف تدابیر سے جو باتین زیر غور ہین یا جنپر فی الواقع عمل درآمد کیا گیا ہے قطعاً ناواقف ہین ۔ جناب والا اب جبریہ تعلیم کا سوال سامنے آگیا ہے اور ایک کمیٹی کا تقرر مین اسوجہ سے چاہتا ہون کہ اس صوبہ مین کسی کمیٹی نے جبریہ ابتدائی تعلیم کے مسئلہ پر کامل طور سے غور نہین کیا ہے ۔ سب سے آخری کمیٹی جو مقرر ہوئی تھی وہ سنہ ۱۹۱۳ع مین ہوئی ہے ۔ آنریبل سر تھیوڈر مارِسن صاحب نے مہربانی فرماکر

ہزاکسیلنسی کے پاس بہت سا مواد جو اس کمیٹی کے سلسلہ میں جسکے وہ چیرمین تھے جمع کیا گیا تھا بھیج دیا تھا۔ میں نے اسکو بغور پڑھا ہے۔ لیکن میں اسکو ایسی کمیٹی جو نمایندگی کا حق رکھتی ہو نہیں کہہ سکتا۔ اس نے اُن مختلف انجمنوں سے مشورہ نہیں لیا جن سے ایسے امور میں مشورہ لینا ضروری تھا۔ اس نے مشورہ لیا (میں کمیٹی کے استعمال کردہ الفاظ اقتباس کر رہا ہوں) ان انسپکٹران مدارس سے جو اتفاق سے نینی تال میں موجود تھے (آپ ذرا لفظ "اتفاق" پر غور کریں اگر وہ اتفاق سے وہاں نہ ہوتے تو اُن سے مشورہ نہ لیا جاتا) اسکے علاوہ اور بہت سے میونسپل بورڈ بھی ہیں کیا ان سے کوئی مشورہ لیا گیا؟ میں کہتا ہوں کہ نہیں۔ البتہ کمیٹی منتخب شدہ کا لفظ استعمال کرتی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لفظ "منتخب شدہ" سے انکا کیا مطلب ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ میونسپل بورڈوں کے چیرمینوں سے مشورہ لیا گیا۔ خیر یہ بات کچھ ٹھیک ہے اور کمیٹی کے ممبران کی رہنمائی کے لئے کچھ مفید ہے۔ لیکن ہم اس کمیٹی کو نمائندہ کی حیثیت رکھنے والی کمیٹی نہیں کہہ سکتے۔ اس کمیٹی نے اس مسئلہ پر پورے طور سے غور نہیں کیا اور خود چیرمین۔ اگر آپ انسے مشورہ لیں تو سب سے پہلے شخص ہوں گے جو یہ کہینگے کہ کمیٹی ان اغراض کے لئے نہیں مقرر کی گئی تھی جن کے واسطے یہ مواد بعد میں کام میں لایا گیا۔ کمیٹی اُن معاملات پر غور نہیں کر سکی جو اُسوقت سے ابتک رونما ہوئے ہیں اور جو اسوقت ہمارے دماغوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ گورنمنٹ نے اپنے پروگرام کو جسکو کہ وہ توسیع کا پروگرام کہتے ہیں ایسی کمیٹی کے نتیجہ پر مبنی رکھا اسکے متعلق ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کی پنجسالہ رپورٹ میں بہت مبہم کیفیت درج ہے اسکے متعلق میں اپنی پہلی تقریر میں کہہ چکا ہوں جو میں نے سابق رزولیوشن کے سلسلہ میں کی تھی

اور مین اس کونسل کو ان تفصیلات کے اعادہ کرنے سے دق نہین کرنا چاہتا ہون لیکن جو کچھ کہ مین خاص طور سے بتلا دینا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ خود اختیاری تعلیم کا انتظام ناکامیاب ثابت ہوا ہے اس مسئلہ پر حیرت افزا طریقہ پر اجتماع آرا ہوا ہے۔ اس بارے مین میری بہترین سند خود صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم ہین مین خود انکی پنجسالہ رپورٹ سے نقل کرونگا وہ فرماتے ہین " اختیاری ابتدائی تعلیم کا سلسلہ بے سود ہی (اس لفظ پر غور فرمائیے) یہ بات کسی اور جگہ بتائی گئی ہے کہ ان لڑکون کی ایک قلیل تعداد کا جو ابتدائی تعلیم کے مدرسہ مین داخل ہوتے ہین اپنا نصاب تعلیم مکمل ہوتا ہے ،، علاوہ ازین آپ خود رپورٹ مین معلوم کرین گے کہ سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء مین سو لڑکون مین سے جو درجہ الف مین داخل ہوئے تھے صرف سولہ لڑکے آخیر درجہ تک یعنی چوتھی جماعت تک رہی اس طرح نقصان کثیر رہا۔ پبلک ابتدائی مدارس مین طلبا کی تعداد ۸۳۲۹۴۰ تھی گویا ہر لڑکے پر آٹھ روپیہ سالانہ خرچ پڑا جسمین ابتدائی اسکول اور انگریزی اسکول کے ابتدائی درجے بھی شامل ہین قریب قریب ۱۲۰۰۰۰ طلبا اپر پرائمری جماعتون مین ہین اور دو لاکھ پچاس ہزار اپر پرائمری درجون مین ہونا ایک فیاضانہ اندازہ انکی بجائے ہے اب ذرا نتیجہ پر غور کیجئے جو مین رپورٹ سے نقل کر رہا ہون وہ اس سے صرف پانچ لاکھ بچون کے قریب پرائمری جماعتون مین رہجاتے ہین۔ جن پر چالیس لاکھ روپیہ فضول صرف ہوتا ہے ،، ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کی پنجسالہ رپورٹ مین حسب ذیل الفاظ درج ہین "ملک مین تعلیم ہونی چاہئے اور یہ بربادی گوارا نہین کیجا سکتی رپورٹ کی نصیحت پر غور کیجیے ،، اس کا علاج ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی قسم کا تعلیم مین جبر ہونا چاہیے ،، یہ وہ اصول ہی جسکو ڈائرکٹر نے خود تسلیم کیا ہے۔ میری دوسری سند پنجاب کی رپورٹ

سے کم درجہ کی نہین ہی۔ اگر آنریبل ممبران اس صوبہ کی پنجسالہ رپورٹ کو بغور ملاحظہ فرمائین تو انکو معلوم ہو جائیگا کہ سر جارج اندرسن ڈائرکٹر تعلیم خود معترف ہین کہ اختیاری تعلیم کا سلسلہ نہایت ہی فضول سلسلہ ہے۔ وہ فرماتے ہین کہ جبریہ سلسلہ آخیر مین کفایت شعارانہ ہونا چاہئے میری آخری سند اس مسئلہ کے متعلق وہ حال کی رپورٹ ہی جو گورنمنٹ ہند نے شایع کی ہی۔ پنجسالہ رپورٹ نہین ہی بلکہ وہ رپورٹ ہی جو سنہ ۲۲و۱۹۲۱ء کی رپورٹ کے بعد شائع ہوئی ہے اور جو کچھہ حکومت ہند کی رپورٹ بتلاتی ہے وہ یہ ہے "کہ جبری تعلیم کا اہم ترین نتیجہ اسکول لائف کی مدت بڑہا دینا ہوگا۔ جبریہ تعلیم سے نہایت قلیل زمانہ مین بھی طلبہ کا کم ازکم خواندہ کہلانے کے درجہ تک پہونچنا یقینی ہوگا۔ موجودہ زمانہ مین زیادہ تعداد طلبہ کی جمع کرنیکی نسبت یہ زیادہ تر ضروری ہوگا۔

اب اعداد کا مقابلہ کیجئے درجہ ایک مین طلبا کی تعداد ۳۴۵۳۰۴۶ تھی گویا سب سے نیچی جماعت تقریباً ساڑھے تین ملین (پینتیس لاکھ) کی تعداد شروع ہوی۔ اور بربادی کیا ہوتی؟ کہ جس وقت تک کہ وہ جماعت چہارم مین پہونچے انکی تعداد کم ہوکر پانچ لاکھ ترانوے ہزار تین سو ایک رہگئی اب یہ کثیر بربادی جو اختیاری تعلیم مین ہوی سبکو عیان ہوگی۔ اب یہ بات بالکل صریح ہے کہ توسیع خود اختیاری اصول پر ناکافی ہوگی۔ میری آخری سند وہ سکیم ہے جو مسٹر بس نے مرتب کی ہے۔ کچھہ عرصہ ہوا کہ مسٹر بس کو بنگال مین جبریہ تعلیم کی توسیع کا کام سپرد ہوا تھا۔ انہون نے اس معاملہ مین ایک بڑی محنت سے تیار شدہ رپورٹ پیش کی تھی اور کچھہ عرصہ ہوا کہ اس رپورٹ پر عمل درآمد کیا گیا) لیکن اس کا بڑا نقص یہ تھا کہ اس کا دار ومدار خود اختیاری تعلیم پر تھا۔ اس رپورٹ مین جبریہ تعلیم کے متعلق نہ تو غور کیا گیا اور نہ کیا جاسکا جس کا نتیجہ

یہ ہوا کہ جب ان تجاویز پر عمل کیا گیا تو انکو ناقابل عمل پایا۔ مجھکو دوبارہ حکومت ہند کی رپورٹ سے نقل کرنیکی اجازت دیجئے " بنگال گورمنٹ نے جو مسٹر کیس کی اسکیم پر عمل کرنے کی کوشش دربارہ ابتدائی مدارس کے دوبارہ تقسیم کرنے اور ملا دینے کی کی تو ہمین بہت کم کامیابی ہوئی۔ گورنمنٹ نے اس اسکیم کے رائج کرنے کا تمام صرفہ برداشت کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ لیکن چونکہ اسکے آغاز کرنے کا اختیار مقامی جماعتون کو دیدیا گیا تھا صرف چند یونیسپلٹیون اور بارہ جماعتون نے اسکو منظور کیا" میرا نتیجہ یہ ہے کہ صرف اسی صوبہ کا تجربہ نہین بلکہ پنجاب اور بنگال کا تجربہ بھی صاف طور سے ثابت کرتا ہے کہ اگر ہم خود اختیاری سلسلہ پر بھروسہ کئے جائینگے اور اس قسم کی تعلیم مین اپنا ایمان اور عقیدہ رکھے چلے جائینگے اور اس قسم کی تعلیم مین اور ہمکو بالآخر کوئی جبریہ صورت نکالنی ہوگی۔ دوسری یہ بات ہے کہ کیا اس صوبہ کے لوگ اس بات کے لئے آمادہ ہین۔ یہ ایک بہت ضروری سوال ہے مجھکو بہت خوف غالب ہوتا اگر مین یہ قرارداد اس حالت مین کونسل کے روبرو پیش کرتا جبکہ مجھکو یہ معلوم ہوتا کہ اس صوبہ کے لوگ اس جبریہ تعلیم کو پسند نہین کرتے۔ مین نے سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ ڈسٹرکٹ بورڈون اور میونسپل بورڈون کو گشتی چٹھیان بھیجین۔ میرے نزدیک یہ ضروری نہین کہ مین انکے جوابات سنا کر کونسل کو وقت پریشان کرون وہ میرے پاس تمام یہان موجود ہین۔ یہان پر میرے پاس میونسپل بورڈون اور ڈسٹرکٹ بورڈون کی سالانہ رپورٹون مین سے علحدہ کئے ہوئے حصے موجود ہین۔ کونسل اسکا اندازہ کرسکتی ہے کہ انمین کس قدر محنت اور مشقت اٹھانی پڑی ہوگی مجھکو رپورٹین پڑھنے مین دقتین اٹھانی پڑی ہین اور مختلف رپورٹون مین سے وہ حصے علیحدہ کرنے پڑے ہین جو تعلیم سے متعلق تھے اور مجھکو ان خاص خاص سوالات

کے متعلق جو ہینے سیونسل بورڈون اور ڈسٹرکٹ بورڈون کے چیرمینون سے کئے تھے جوابات بھی علیحدہ علیحدہ کرنے پڑے۔ مین بالآخر اس نتیجہ پر پھونچا جیسا کہ ہر اُس شخص کو جو اُن کاغذات کی چھان بین کر چکا ہو پھونچنا چاہیئے کہ تمام طبقون کے لوگون مین اس قسم کا احساس ہی کہ اگر جبریہ تعلیم کی صورت اختیار کی گئی تو کوئی معترض نہوگا وہ اس کے لئے تیار ہین مین یہ کھتا ہون اسکو چاہتے ہی نہین بلکہ اسپر مصر ہین آنریبل ممبران نے اخبارات کی رپورٹون مین دیکھا ہوگا کہ لازمی تعلیم کے اصول کو پبلک نے منظور کر لیا ہے۔ مین یہ صرف اپنے حلقہ کے رائے دہندگان کے بارہ مین کہ سکتا ہون۔ مجھے یقین ہی کہ دوسرے حلقون کے آنریبل ممبران بھی یہ کہہ سکین گے کہ آیا اُنکے حلقون مین لوگ اسکو چاہتے ہین یا نہین مین اس سے بڑھکر یہ بھی کہون گا کہ اگر میونسپل و ڈسٹرکٹ بورڈ اگر اس کو نہ بھی چاہین تب بھی گورنمنٹ کا فرض ہے کہ جبریہ طریقہ جاری کرے۔ ہمکو خود اختیاری نظام تعلیم سے مطمئن نہین رہنا چاہئے اور اس سب مین سب سے بڑی سند دن مین سے ایک کی شہادت بیان کرتا ہون میرا مطلب مسٹر گوکھلے سے ہے مین ابتدائی تعلیم پر انکی تقریر دیکھ رہا تھا اور اُن کو اس مضمون کی واقفیت کا ایک معدن خیال کرتا ہون انھون نے جبریہ ابتدائی تعلیم کے متعلق دوران تقریر مین کہا تھا کہ بغیر جبر کے تعلیم عام نہین ہوسکتی اس جملہ مین درحقیقت وہ تمام باتین آجاتی ہین جو جبریہ تعلیم کے دلائل و براہین مین سے ہین اور یہ ایک ایسی رائے ہے جو نہ صرف ہندوستان کے لوگون کی ہی بلکہ اور ممالک کے لوگونکی بھی ہے اگر آپ اس نظام تعلیم کا مطالعہ کرین جو دیگر ممالک مین رائج ہے تو آپکو معلوم ہوگا کہ گذشتہ ایام تک تمام لوگ تعلیم مین جبریہ صورت سے خلاف تھے اور سرکاری اختیار کو برا خیال کرتے تھے لیکن اس خیال کے ختم ہونے کے بعد انکو تعلیم کے خیال سے موافقت کرنی پڑی۔ ہم کو ٹھیک

وہی بات بیان کرتی ہوگی۔ میں آگے بڑھکر اور زیادہ دعوے کے ساتھ کہوں گا کہ ہمکو ابتدائی تعلیم کے ایکٹ بابت ۱۹۱۹ء پر ہرگز قانع نہیں رہنا چاہیئے اس ایکٹ کی دفعہ ۳ کی رو سے اگر کوئی بورڈ دو تہائی کی اکثریت سے (کثرت رائے سے) جبریہ تعلیم شروع کرنا چاہے تو وہ گورنمنٹ سے اس بات کی درخواست کرسکتا ہے۔ میرے نزدیک اب وہ وقت آگیا ہے کہ بجائے اسکے کہ ہم جبریہ ابتدائی تعلیم کا کام بورڈ کی مرضی پر چھوڑ دیں کہ وہ ایک تھوڑے سے علاقہ میں جاری کردے گورنمنٹ کو خود بورڈ کو مجبور کرنا چاہیئے کہ خاص مدت کے اندر وہ اسکا نفاذ کردے۔ آپ ملاحظہ فرماتے کہ بمبئی میں کیا ہورہا ہے دو سال کے تجربہ کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ خود اختیاری سلسلہ کی بجائے ابتدائی تعلیم میں جبر ہونا چاہیئے اور اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے جبریہ تعلیم کے ایکٹ کی دفعہ دس میں یہ انتظام کیا ہے کہ اگر کوئی بورڈ کسی مدت معینہ کے اندر جبریہ تعلیم کو جاری نہ کرے تو گورنمنٹ اسکے اجراء کے واسطے کہیگی۔ علاوہ ازیں یہ بھی درج ہے کہ اگر کسی مقامی حاکم کو گورنمنٹ نے حکم دیا تو وہ ایک مدت معینہ کے اندر جو گورنمنٹ مقرر کرے گی ایک سکیم جبریہ ابتدائی تعلیم کی ایسے علاقوں میں گورنمنٹ کی ہدایت کے موافق اور بچوں اور بچیوں دونوں کے متعلق جیسا کہ حکومت کی رائے ہوگی پیش کرے گا اس دفعہ میں یہ بھی درج ہے کہ ہر مقامی جماعت مدت معینہ کے اندر ایک جبریہ ابتدائی تعلیم کے رواج عامہ کیلئے ایسا مکمل امکانی پروگرام اپنے حلقہ اختیارات میں تیار کرکے پیش کرے گی۔ اس بارے میں جو کچھ میں کونسل کو بتلا دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ مدت جسکے اندر بورڈ کو جبریہ صورت اختیار کرنے کا حکم دیا جائے وہ بورڈ کے خیال پر ہم نہیں چھوڑنا چاہیئے بلکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو صرف گورنمنٹ ہی کے متعلق ہے اس صوبہ میں بھی جبریہ ابتدائی

تعلیم کی کسی سکیم کے متعلق جو ہم اختیار کرین بالکل یہی انتظام ہونا چاہیے۔ البتہ بورڈ مین
خود اسکی مرضی سے کرینگے۔ لیکن اگر کوئی بورڈ اسمین غفلت کرے تو گورمنٹ کو اس
اسکیم کے عمل درآمد پر زور دینا چاہیے۔ مین اب امداد کے مسئلہ کی طرف رجوع ہوا ہون یہ مسئلہ
بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اسپر مین گذشتہ چھ ماہ سے خوب سوچ رہا ہون۔ گذشتہ
جون مین مینے سر فضل حسین صاحب کو لکھا جو پنجاب مین جبریہ تعلیم ابتدائی کے جاری کرنے مین
کامیاب ہوتے ہین اور مینے اسکے متعلق معروضات جو انہون نے قایم کیئے۔ مجھے بہم پہونچائین
انہون نے میری ملاقات پنجاب کے ورناکیولر تعلیم کے منتظم سے کرادی انکا نام سید مہدی
شاہ ہے اور وہ پنجاب کے ورناکیولر تعلیم کے انسپکٹر ہین انکی کوششون کی بدولت جبریہ
ابتدائی تعلیم کے معاملہ مین صوبہ پنجاب کے تمام صوبون کی رہنمائی کرنا ممکن ہوا۔ سید مہدی شاہ
نے مہربانی فرماکر مجھکو طریقہ امداد کے متعلق جو پنجاب مین جاری ہے پورا سامان بہم پہونچایا۔
مینے اس طریقہ کا مقابلہ اُس طریقہ سے کیا جو پنجاب مین اختیار کیا گیا اور اس نتیجہ پر پہونچا
ہون کہ ہمکو ایسے طریقہ امداد کی ضرورت ہے جسمین مناسب حال تغیر و تبدل کی گنجایش ہو
ہمکو ایک غیر تغیر پذیر نظام تعلیم کی ضرورت نہین ہے جسمین ایک حد قایم ہوجائے اور
کوئی میونسپل بورڈ اس سے آگے نہ بڑھے۔ پس مین اس نتیجہ تک پہونچا ہون کہ امداد کا طریقہ
تغیر پذیر ہونا چاہیئے۔ اب گورمنٹ کیا کرتی ہے میرے پاس وہ احکام موجود ہین جو محکمہ
تعلیم نے امداد کے متعلق پاس کئے ہین آخر حکم جو میرے پاس ہے وہ ۲ مئی ۱۹۲۲ء کا
ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ گورمنٹ ان بورڈون کو جو اس صوبہ کا ابتدائی تعلیم کا ایکٹ کسی
میونسپلٹی یا حصہ میونسپلٹی مین نافذ کرنے پر آمادہ ہین زائد خرچ کا دو تہائی حصہ بشمول معاف شدہ
فیس کے دینے کے لئے تیار ہے اور اس بات کے لئے بھی تیار ہے بشرطیکہ سرمایہ کافی

موجود ہو اور کونسل نے اسکو منظور کر دیا ہو کہ بورڈون کو استادون کی کم از کم کل تنخواہ
کی اور اسی قسم کی مدد دے اسکے اندازاً یہ معنی ہوے کہ اس اسکیم مین جو زائد خرچ ہوا ہے
اسکا دو تہائی گورنمنٹ ادا کرے گی ہین اس امر کو غیر فیاضانہ نہین خیال کرتا ہون مستثنی
صورتون مین اسکو نرم کر دینا چاہیے۔ میونسپل بورڈون کی صورتون مین جو جبریہ ابتدائی تعلیم
کا آغاز نہین کر سکتے۔ کیونکہ وہ ایک تہائی زائد خرچ بھی برداشت نہین کر سکتے حکومت کو
انکی رقم مین اضافہ کرنا چاہیے۔ اگر آپ میونسپل بورڈون کی انتظامی رپورٹون کو ملاحظہ کرین
تو آپ کو معلوم ہوگا کہ میونسپل بورڈون کی ایک تعداد بری طرح دیوالیہ ہے انکے پاس
ذرائع نہین ہین آپ ہرگز یہ امید نہین کر سکتے کہ ہر بورڈ اسی قاعدہ پر چلایا جاے اور اسکے
وہی ذرائع ہون اور وہی آمدنی ہو اور وہی اخراجات ہون انکی حالتین مختلف ہین بعض
بورڈ تو مالدار ہین اور بعض غریب آپ ہی ایک ہی نظام کے لیے جو عام طور سے قابل عمل
ہو توقع نہین کر سکتے جو گڑیا کی طرح ایک ڈبہ مین اندر آ جاتی صرف ایک بٹن دبا دینے
سے۔ اس وجہ سے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ نظام زیادہ تغیر پذیر ہونا چاہیے۔ علاوہ ازین
امداد کے معاملہ مین یہ بتا دینا چاہتا ہون کہ جب میونسپل بورڈ محکمہ تعلیم سے اس امر کی
درخواست کرتی ہے کہ امداد دیجاے تو کمشنر اس راستہ مین بہت سے مشکلات پیدا کر دیتے
ہین۔ میرے خیال مین اسوقت ایسے دو واقعات ہین۔ بریلی میونسپل بورڈ مین ایک اسکیم
بھیجی گئی تھی لیکن اسپر عملدرآمد ہونے سے قبل بہت زیادہ تاخیر عمل مین آئی۔ الہ آباد مین
بورڈ نے ایک اسکیم مرتب کی اور خوب غور و خوض کے بعد اسکو پاس کر دیا لیکن کمشنر نے
پھر نکتہ چینی عجیب وغریب وجوہات پر کی۔ علاوہ ازین بعض صورتون مین امداد دی بھی
گئی۔ لیکن محکمہ تعلیم نے ہمیشہ زور دیا ہے کہ امداد مین سے ان کلرکون کی تنخواہ نہین دیجاے

چاہیے جن کو انڈیننس افسران مقرر کرتے ہین امداد صرف انڈیننس آفیسران کو دیگئی
تھی لیکن کوئی امداد اس تناسب سے کلرک رکھنے کے واسطے نہین دی گئی اگر آپ اجازت
دین تو مین تعداد بتاؤن جو مختلف ممالک مین ابتدائی تعلیم پر صرف کرتے ہین ۔ مین
اب کونسل کا زیادہ وقت صرف نکرونگا ۔ لیکن میرے خیال مین ہمین مقابلہ کی کچھ نہ
کچھہ بنیاد قایم کرنی چاہیے ۔ تاکہ ہمکو معلوم ہوسکے کہ کہانتک اور کس حدتک ابتدائی تعلیم
پر خرچ مناسب ہے سنہ ۱۹۲۱ء مین انگلستان اور ویلز مین ہر قسم کی تعلیم کے متعلق بتیس روپیہ
فی کس صرف کیئے گئے تھے اور امریکہ کے دس ڈالر فی کس صرف کیلئے جنمین سے ۲۲ ؍
ڈالر صرف ابتدائی و ثانوی تعلیم پر صرف کیئے گئے جاپان کی تعلیمی رپورٹ مین ہندوستان
کے تعلیمی اخراجات سے مقابلہ کیا گیا ہے ۔ جاپان مین پانچ ملین پونڈ تعلیم پر صرف کیا
ہندوستان نے جسکی آبادی اس سے پانچ گنی زیادہ ہے صرف ڈھائی ملین صرف کیا
اور اگر صرف جاپان کی شرح سے کیا جاتا تو ستائیس ملین پونڈ ہوتا ہمارا دوسرا سوال یہ ہے
کہ جو رقم اعلے تعلیم پر صرف کیجاتی ہے وہ مناسب نہین ہے وہ بہت زیادہ ہے
اور میری رائے بھی ہمیشہ یہی رہی ہے اور اس کونسل کے کمرہ مین بھی یہ کہنے مین پس و پیش
نکرونگا مین نے یہ ریفارم انکوائری کمیٹی کے سامنے بھی بیان کیا تھا اور مین اس کا
اعادہ پھر کرتا ہون کہ یہ تناسب مناسب نہین ہے ۔

ہمکو درحقیقت یہ دیکھنا چاہیے کہ عوام کیا بات چاہتے ہین اور ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ
آیا اس رقم کے متعلق جو اعلے تعلیم پر صرف ہوتی ہے کوئی اصول بھی قایم کیا گیا ہے
میرے خیال مین حکومت ہر شخص کے لئے اعلے تعلیم کا جو اسکو حاصل کرنا چاہتا ہے انتظام
نہین کرسکتی ہے یہ بات ناممکنات مین سے ہے مین نے کسی اور دوسرے موقعہ پر عرض

کیا ہے کہ جو رقم اعلیٰ تعلیم پر دیگر ممالک میں صرف کیجاتی ہے وہ بہت زیادہ نہیں
ہے جہانتک تحقیق ہوئی گورنمنٹ ابتدائی تعلیم پر ۷۵ فیصدی صرف کرتی ہے میں تفصیلات
بیان نہیں کرونگا۔ میں صرف یہ کہونگا کہ اس صوبہ میں بہت زیادہ رقم غالباً
اعلیٰ تعلیم پر صرف کیجاتی ہے سنہ ۱۹۲۰ء اور سنہ ۲۲ء اور سنہ ۱۹۲۳-۲۴ء کے درمیان میں یونیورسٹی
کے اضافہ شدہ اخراجات ۰۰۰ ۲۴۳۱۱ روپیہ تھے اسی زمانہ میں ثانوی تعلیم پر خرچ
۳۰ لاکھ سے ۴۴ لاکھ ہوگیا تھا اور ابتدائی تعلیم صرف ۳۴۹ فیصدی تھا گویا جو صرفہ
ابتدائی تعلیم پر کیا جاتا ہے وہ نہایت ہی حقیر ہے ہمیں فوراً اضافہ ہونا چاہیئے ہم اور
زیادہ بہت تاک اسقدر غیر مناسب رقم اعلیٰ تعلیم پر خرچ نہیں کرسکتے ہیں آخیر میں
ایک کمیٹی کے تقرر کی تجویز کرتا ہون کیونکہ یہ بات صرف کمیٹی کی بدولت حاصل ہوگی کہ اولاً
ہمارا تعلق مختلف بورڈون سے ہوسکے گا۔ آپ صاحبان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ایک بورڈ
کی کسقدر آمدنی ہے وہ تمام مختلف ہیں اور محکمہ تعلیم کو کوئی افسر ضرور مقرر کرنا چاہیئے جو ان سے
ملتا رہے۔ ہمکو اسی طرح معلوم کرنا چاہیئے۔ جیسے بمبئی گورنمنٹ نے ایک کمیٹی مقرر کرکے کیا ہے
اس کمیٹی نے تمام انجمنون اور تمام جماعتون میں مشتہر کیا اور ادنی قومون اور دیگر قومون میں مشتہر کیا
اور تین چار مقامات پر ان سے ملے بھی گئے اور تمام جماعتون اور گروہون سے ملاقات بھی
کی۔ وہ لوگ ان سب سے ملے اور اس نتیجہ پر پہونچے کہ ایک جبری تعلیم کی اسکیم کی تائید کرتی
ہے۔ انہیں باتون کی وجہ سے میں یہ کہتا ہون کہ ایک کمیٹی کا تقرر نہایت ہی ضروری ہے
کیونکہ مجھکو یقین ہے کہ ہمارے پاس مواد نہیں ہے کہ ہم خود ایسے نہایت اہم مسئلہ پر کوئی رائے
قایم کرلیں سب سے اول آپکو کمیٹی میں بہت سے اہم امور طے کرنے ہونگے میں ان چند
کا حوالہ دیتا ہون مثلاً سب سے اول بورڈون کی باقی ماندہ رقم کا کام میں لانا اور دوسرے

ایک خاص قسم کا ٹیکس عائد کرنا۔ اگر آپ کوئی ٹیکس عائد کرنا چاہتے ہیں تو آپ کمیٹی میں اس پر بحث و مباحثہ کریں آپ کورٹ فیس ہی کو دوبارہ جاری کر سکتے ہیں اور ان تمام منافعوں کو ابتدائی تعلیم کے لئے مخصوص کر سکتے ہیں۔ میں صرف ایک ہی پہلو کے لحاظ سے تجویزیں بتا رہا ہوں۔ لیکن تجاویز کے قابل عمل ہونے کے متعلق میری کوئی رائے نہیں ہے۔ آپ کو نصاب تعلیم کا سوال بھی غور کرنا ہے اور استادوں کے تقرر کا سوال بھی طے کرنا ہے اور وہ مسئلہ بھی جس پر میرے آنریبل دوست مسٹر فرقی زور دے رہے ہیں یعنی نظام نشست اوقات اور صاحبان کو جبریہ ابتدائی تعلیم آغاز کرنے کے متعلق تمام باتوں پر غور کرنا چاہئے۔ جبریہ ابتدائی تعلیم کی کمیٹی نے بھی جن میں انہوں نے تفصیلات پر غور کیا تھا اور انہوں نے اپنی توجہ صرف ان بورڈوں کے متعلق بحث کرنے میں ہی صرف نہیں کی تھی۔ ہمکو ان امور پر غور کرنا ہوگا یعنی نصاب تعلیم کا سوال استاذہ کے تقرر نظام رد و بدل وغیرہ کا سوال۔ علی ہذا القیاس۔ یہ ایک نہایت ہی پیچیدہ مسئلہ ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر میں اس قرارداد کو پیش کرتا ہوں مجھ کو امید ہے کہ تمام اراکین کونسل اسکی تائید و متفق ہوا کرینگے۔

۳۱۔ اگست ۱۹۳۵ء

تقریر متعلق انٹرمیڈیٹ اور ہائی اسکول بورڈ

ہم نے ڈاکٹر گنیش پرشاد مسٹر ک اور دوسروں کی تقاریر نہایت غور سے سنی ہیں ان باتوں میں اعادہ کرنا نہیں چاہتا۔ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کی تقریر میں چند امور ایسے ہیں جن کا جواب دینا ضروری ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ ایف۔ اے کا معیار گرا دیا ہے اور نئے بورڈ میں کامیابی کے اعداد پیش کئے ہیں۔ میری رائے میں یہ اعداد درست قائم کرنے پر

دہوکا دین گے۔ وہ کامیاب طلبا کی تعداد کی کمی کو سختی کا نتیجہ خیال کرتے ہین۔
مین ڈاکٹر صاحب کے مطالب کو صاف طور سے نہین سمجھا۔ لیکن جہانتک مین سمجھتا ہون
کامیاب طلبا کے اعداد ثبوت کے طور پر پیش کئے گئے تھے۔ انکا مطلب یہ تھا کہ کامیاب
طلبا کی تعداد کی کمی اور زیادتی ایک عمدہ دلیل ہے۔ اگر ایسا خیال نہ ہوتا تو وہ ہرگز
اعداد پیش نہ کرتے۔ اگر ہم الہ آباد یونیورسٹی کے کامیاب طلبا کی تعداد یونیورسٹی کے جدید
انتظامات کے ماقبل اور مابعد پر غور کرین تو ہمکو حیرت ہوگی۔ کیونکہ جدید انتظام کے بعد
یونیورسٹی اسٹاف مین بڑی ترقی کی گئی تھی۔ علاوہ برین لیبرٹری وغیرہ اور دوسری
ضروریات متعلق تعلیم ایک بڑے وسیع پیمانہ پر مہیا کی گئی ہین۔ یہی وجہ ہے کہ یونیورسٹی مین
کامیاب طلبا کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے۔ میرے معزز دوست ڈاکٹر صاحب کامیاب
ہونے والون کی تعداد کو جدید نظام تعلیم کے زرین کامیابی کے ثبوت مین پیش کرتے ہین
جناب والا اس نظام کے ناکامیاب ہونے کی بین دلیل الہ آباد یونیورسٹی جیسی جماعت
کی رائے اور شہادت ہے۔ الہ آباد یونیورسٹی جیسی جماعت کی رائے اور شہادت ہے
الہ آباد یونیورسٹی نے اس مسئلہ پر کونسل کا بجائے ملحقہ کے جلسہ مین غور کیا جسمین جیسا
کہ آنریبل ممبران کو علم ہے۔ صوبہ متحدہ۔ راجپوتانہ اور متوسط ہند کے کالجون کی ممبران
شریک تھے۔ یہ اس صوبہ کی تعلیم گاہون اور تعلیمی گروہ کی نہایت صحیح معنون مین نیابت
کرتی ہے اس ذمہ دار جماعت کا اگست کے جلسہ مین آخری فیصلہ کیا تھا۔ اس نے
۲۲۔ جولائی سنہ ۲۵ء کے جلسہ مین یہ تجویز کیا کہ آگرہ یونیورسٹی اپنے انٹرمیڈیٹ کے
طلبا کا امتحان خود لیا کرے۔ اسکا مطلب اور منشا کیا ہے؟ اس کا منشا جیسا
کہ اکثر مقررین نے فرمایا ہے ایسے نظام پر بالکل بے اعتمادی کا کرنا تھا جو اس صوبہ کے

باشندگان پر صرف دو تین ماہ کے سرسری غور وخوض سے زبردستی مسلط کردیا گیا
تھا۔ حضرات یہی آخری فیصلہ تھا جو ملحقہ کالجون کی کونسل نے اپنے جلسہ مین پاس
کیا۔ دوسری ضروری جماعت یونیورسٹی کی مجلس انتظامیہ ہے۔ اس نے بھی اپنے جلسہ
منعقدہ ۸۔ اگست سنہ ۲۵ء مین اس مسئلہ پر غور کیا اور بالاتفاق یہ پاس کردیا کہ صوبہ
کی انٹرمیڈیٹ تعلیم کا نظام نہایت ناقص اور ناکارہ ہے اور اس کی اصلاح ضروری
ہے۔ جناب والا یہ نظام مذکور کی ناکامیابی پر دوسری شہادت ہے۔ اب مین ان
طلباء کے متعلق جو ان کالجون سے کامیاب ہوکر یونیورسٹی مین آتے ہین اپنا ذاتی تجربہ
بیان کرتا ہون۔ گذشتہ سال شعبہ تاریخ مین انٹرمیڈیٹ کالجون سے ۳۰ طلباء
آئے۔ مین نے لکچرارون جو شعبہ مین کام کرتے ہین ان طلبا کی لیاقت اور قابلیت
کے متعلق معلوم کیا۔ علاوہ ازین مجھسے خود ایسے طلباء سے واسطہ پڑا۔ الغرض ان تمام
کی رائے جن کو ایسے طلباء سے واسطہ پڑا اور جو اون کو تعلیم دیتے ہین یہ ہے کہ ان
طلبا کی لیاقت اور حالت جو انٹرمیڈیٹ کالجون سے آتے ہین نہایت خراب ہے۔ طلباء
جواب یونیورسٹی مین داخل ہوتے ہین اونکی تعلیمی قابلیت مناسب یونیورسٹی نہین ہوتی
وہ کچھہ اپنی ذاتی رائے نہین رکھتے۔ یہ ایک بڑا نقص ہے جو مین اس نظام تعلیم مین
پاتا ہون۔ جیسا کہ کونسل کو معلوم ہے کہ اس نظام کا مقصد اصلی نوین اور دسوین جماعت
کو گیارھوین اور بارھوین جماعت سے ملا دینا تھا۔ اس کا مقصد جیسا کہ سڈلر کمیشن رپورٹ
مین ہے یہ تھا کہ اسکول کی ادنی حالت کو ایک بہتر حالت مین لایا جاوے اور اصلاح
اسکولون کی کمی کو پورا کیا جاوے کیا انٹرمیڈیٹ کالجون کے طلباء کی حالت مین ترقی
ہوئی؟ مین دعوے سے کہتا ہون کہ بالکل کسی قسم کی ترقی نہین ہوئی۔ برخلاف اس

سے جو طلبا انٹرمیڈیٹ کالج میں پہلے دوسرے سال میں تعلیم پاتے ہیں اُس
آزادی کی روح اور اختلاط باہمی اور علمی مذاق سے جو علحدہ کالج کے سال اول میں
دوسرے طلبا میں ہوتا ہے بالکل محروم رہتے ہیں۔ [illegible]
محدود دائرہ میں قید رہتے ہیں اور اپنے سے چھوٹے اسکول کے بچوں [illegible]
[illegible] سال کی ملتے جلتے ہیں اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے جب وہ یونیورسٹی
میں آتے ہیں تو محض اسکول کے لڑکے ہوتے ہیں اگرچہ عمر میں زیادہ ہوتے ہیں

دوسرا مقصد اس انتظام کا یہ تھا کہ یہ کالج ہر حالت سے مکمل ہوں تاکہ جس وقت
طلبا ان کو چھوڑیں تو اپنی زندگی کو مکمل کرنے کے لئے جانا ضروری نہو۔ ہر طالب علم کے لئے جو
کالج سے کامیاب ہو جائے یہ ضروری ولازمی نہ تھا کہ وہ یونیورسٹی میں داخل ہو
انٹرمیڈیٹ کالج گویا ایک قسم کی حد تھی اور یہاں سے گویا عملی تعلیم شروع ہوتی تھی
لیکن اس مقصد میں بھی کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔ کیا سرشتہ نے کوئی انتظام کیا ہے
کرافٹ کی تعلیم دیجائے۔ کیا اس نے اسکول کے نصاب میں کوئی ٹکنیکل مضمون لازمی
قرار دیا ہے۔ بالکل مطلق نہیں۔ پس یہی دو مقاصد تھے جس کے لئے کمیشن مقرر کیا
گیا تھا۔ لیکن دونوں میں سے ایک مقصد بھی پورا نہیں ہوا۔ اب میں اُس عذر پر
بحث کرتا ہوں جو اکثر سرشتہ تعلیم پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم کو اسقدر
جلدی ایک ایسے انتظام کو جو مدت کے غور وخوض کا نتیجہ ہے بالکل نہیں بدل دینا
چاہئے۔ میں اس عذر کو تسلیم نہیں کرتا۔ الہ آباد یونیورسٹی ایکٹ کی مثال لیجئے جو
۱۹۲۱ء میں پاس ہوا تھا۔ چھ ماہ تک ہم لوگوں نے جنہوں نے یونیورسٹی کے
جدید انتظام پر عمل کیا۔ یہ رائے قائم کی کہ یہ ایکٹ ناقابل عمل ہے۔ یہی صدا

اس صوبہ کے ہر مقام سے اور ملحقہ کالج سے بلند ہوئی۔ یونیورسٹی کی اس جماعت
نے جو کونسل کا بجائے ملحقہ کے نام سے موسوم تھی اس قسم کا ایک رزولیوشن
الہ آباد یونیورسٹی ایکٹ کے نفاذ کے ایک سال پاس کیا کہ: یونیورسٹی دونون
اختیارات کو جدا جدا کر دینا چاہیے۔ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس نظام کی
آزمائش کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت ہے اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ آزمائش
کو مفید اور ملک کے لئے کارآمد ثابت کیا جائے۔ اگر یہ ممکن نہیں ہے تو پھر ایک
ایسے نظام کو جو باعتبار صرفہ اور تعلیمی کارگزاری کے بالکل بیکار اور ناکارہ ہے
کیون ہمیشہ کے لئے قائم رکھا جائے۔ یہ ناممکن ہے کہ ایسے نظام کو قائم رکھا جائے
جس نے ہماری یونیورسٹی کے معیار مین غیر معمولی تغیر (خرابی) پیدا کر دیا ہو۔ یہ عذر
پیش کیا جاتا ہے کہ اس وجہ سے اس نظام کو نہین بدل سکتے کیونکہ کافی غور و خوض کے
بعد جاری کیا گیا ہے۔ مجھے حیرت ہوئی ہے کہ گورمنٹ کو اتنی مدت تک اصول الحاق
پر عمل کرتے کرتے سڈلر کمیشن کے اصول پر کیونکر اعتقاد ہو گیا۔ لیکن دو ہی سال
بعد اسکو یہ خیال پیدا ہوا کہ آگرہ مین الحاق یونیورسٹی ہونی چاہیے اور یہ خیال سڈلر
کے اصول کے بالکل برعکس ہے۔ اس سے گورمنٹ کی یونیورسٹی پالیسی مین بالکل تبدیلی
معلوم ہوتی ہے۔ کیا گورمنٹ اب عذر کرے گی کہ ہم اپنی پچھلی پالیسی پہ جمے رہینگے لیکن
وہ یہ عذر نہین کرتی۔ اسمین شک نہین کہ گورمنٹ کا رویہ اور طرز عمل سڈلر کے اصول
کی طرف سے ذرا بے پروائی ظاہر کرتا ہے۔ مجھے ڈاکٹر موصوف کی تقریر جو انہون
نے ۱۹۲۳ء مین آگرہ یونیورسٹی کے قیام کے متعلق فرمائی تھی یاد آتی ہے وہ تقاریر
سڈلر کے اصولون کی حمایت مین تھین۔ لیکن ایک ہی سال مین کیا ماجرا ہو گیا کہ اب

گورنمنٹ بنچ جو نہایت چستی اور چالاکی سے کام کرتی ہے۔ بالکل خاموش نظر آتی ہے پریذیڈنٹ کمیشن کے اصولوں کی جہانتک کہ انکا تعلق یونیورسٹی سے ہے بالکل شکست اور ناکامیابی کا ثبوت ہے اب مجھے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اسکے ترمیم اور اصلاح میں کیوں ڈھیل ڈالی جاوے۔ جناب والا ہمارا مقصد نظام اور میڈیٹ تعلیم کو اڑانا نہیں ہے بلکہ اسکی اصلاح اور ترمیم کرنا مقصود ہے۔ اب میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کیونکہ صاحب پریسیڈنٹ یاد دہانی کی ہے کہ پندرہ منٹ سے زائد ہو گئے۔

تقریر متعلق بیکاری جو تعلیم یافتہ طبقے میں پھیلی ہوئی ہے

۳۰ اگست ۱۹۲۶ء

تمہید کے بعد میں [illegible] ضرورت نہیں [illegible] کرتا ہوں دلائل کا جو میرے معزز دوست خان بہادر مولوی فصیح الدین صاحب اور راجہ نرائن پرتاب سنگھ صاحب نے پیش کیے ہیں ان کو دہراؤں۔ آنریبل راجہ صاحب نے ایک موثر تقریر فرمائی اور اس مسئلہ تمام ضروری امور پر بحث اور ان پر روشنی ڈالی ہے۔ میری رائے میں اس کونسل کا کوئی ممبر اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ اس مسئلہ کی تحقیقات ضروری نہیں ہے۔ میری نظر سے ایسے بی۔ اے اور ایم۔ اے۔ گزرے جو مکان پر محض بیکار ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں کیونکہ کوئی روزگار میسر نہیں آتا۔ کسی بڑے شہر مثلاً الہ آباد۔ بنارس یا لکھنؤ کی مثال لیجئے اور وہاں پر ایک کثیر تعداد بی۔ اے پاس لوگوں کی ملے گی جو بالکل بیکار ہیں۔ عام طور سے ایک بی۔ اے تیس روپیہ اور ایم۔ اے ۴۰ یا ۵۰ روپیہ پر مل سکتا ہے یعنی یہ کہئے کہ تعلیم یافتہ دماغوں کا بازاری نرخ ہے اور [illegible] میں قیمت یہاں سے بہت کم ہے دنیا میں

ایک۔ بی۔ اے۔ بمشکل رہ پہ کو مل سکتا ہے۔ ان تمام حالات پر غور کرنے سے
معلوم ہوگا کہ یہ مسئلہ نہایت ضروری اور نازک ہے۔ ایک طالب علم جس نے کافی رقم
خرچ کرکے ایف۔ اے۔ تک تعلیم حاصل کی اور بہت امیدوں اور توقعات کے ساتھ
دو سال کے لئے یونیورسٹی کورس پڑھنے کے آگے بڑھا اور محنت اور جانفشانی سے کامیابی
حاصل کی لیکن جب کامیابی کے بعد آتا ہے تو ہر طرف بیکار پاتا ہے اور کوئی سلسلہ
ملازمت نہیں ملتا اور بیقدری اطمینان قلب کو ہاتھ سے دیدیتا ہے کیونکہ اوسکا نخل تمنا
بے ثمر ہوجاتا ہے۔ اپنی عالم جوانی میں وہ بیکار۔ غریب اور مجبور ہوتا ہے۔ واقعات جو میری
نظر سے گذرے۔ نہایت افسوسناک ہیں۔ یہ واقعات ایسے ہیں جو عام پبلک میں جوش
اور ہمدردی پیدا کرتے ہیں۔ ان واقعات کا تعلق لڑکوں سے ہی نہیں بلکہ اونکے والدین
سے بھی ہے۔ ایسے واقعات بھی نظر سے گذرے کہ والدین کی اولاد زیادہ ہے اور سب کو
انگریزی تعلیم دلاتے ہیں۔ اگر والدین کی آمدنی فرض کرو سو روپیہ ماہانہ ہو تو وہ اپنے تین
لڑکوں اور ایک لڑکی کو بھی تعلیم نہیں دلاسکتے۔ جبکہ وہ انکو پورے طور سے تعلیم
دلا سکتا ہے اور اپنا سب مال انکی تعلیم پر صرف کردیتا ہے تو پھر بھی یہی پاتا ہے کہ وہ
تمام اسکے محتاج ہیں اور وہ قلیل رقم جو والدین کے پاس باقی رہجاتی ہے وہ ہی ان تعلیم یافتہ
بچوں پر جو ہر طرح سے قابل ہوتے ہیں تقسیم ہوجاتی ہے۔ جناب من اس مسئلہ کے اہم اور
ضروری ہونے میں مطلق شک نہیں ہے۔ بعض مقررین نے اور خصوصاً خان بہادر مولوی
فصیح الدین صاحب نے اس امر پر زور دیا ہے کہ ہم لوگ تعلیم عام میں بہت زیادہ آگے
بڑھ گئے ہیں۔ میں ان سے اس رائے میں متفق ہوں۔ میری رائے میں طریقہ تعلیم
وخصوصاً ابتدائی اور ثانوی تعلیم بہت ناقص ہیں۔ کونسل کے تمام ممبران کو اس کونسل

کے ایک ممبر کے کارناموں کا علم ہے اور تمام ممبران انکا احترام کرتے ہین۔ میری مراد سر سیلون فرینٹل سے ہے۔ صاحب موصوف سررشتہ تعلیم کو مجبور کرتے ہین کہ نصاب تعلیم ابتدائی مین ترمیم کرے۔ انکی رپورٹ کے متعلق جو نصاب تعلیم ابتدائی ہے اور جو انہون نے ابتدائی تعلیم کمیٹی اور کمیٹی معاشیات مین پیش کی ہے تمام ممبران پورے طور سے واقف ہین۔ انہون نے بارہا اس امر پر زور دیا ہے کہ ہمارا طریقہ تعلیم غلط اصولون پر قایم ہے اور اکثر نصاب ابتدائی مین پیشہ کی تعلیم مثلاً باغبانی وغیرہ کے جاری کرنے پر زور دیا ہے۔ لیکن ان باتون سے کیا فائدہ ہوا اور سررشتہ کیا کر رہا ہے۔ سررشتہ ان تمام مسائل پر ایک عمیق اور فلسفانہ انداز ڈال رہا ہے۔ بعض مفید مشورہ منظور کر لئے ہین۔ لیکن میدان عمل کیا کیا گیا۔ لیکن ڈائرکٹر سررشتہ نے اپنی رپورٹ اور ان تقاریر مین جو کونسل مین ہوئی ہین ہمیشہ ناکامیابی کا رونا رویا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سررشتہ نے واقعی دل سے کوشش نہین کی۔ اب دوسری مثال انٹرمیڈیٹ تعلیم کی لیجئے۔ میڈلرکمیشن رپورٹ کے موافق انٹرمیڈیٹ کے طلبا یونیورسٹی تعلیم کے خاص طور سے تیار نہین کئے جاتے ہین اور جیسا تمام ممبران کو معلوم ہے کہ کمیشن مذکور کا اولین مقصد یہ تھا کہ یونیورسٹی تعلیم کو وسعت دیجائے۔ لہذا ان مقاصد کے لئے انٹرمیڈیٹ تعلیم علیحدہ کی گئی دوسرے یہ بھی مقصد تھا کہ طلبا نہ صرف یونیورسٹی کے لئے تیار کئے جائین بلکہ مختلف پیشون کے لئے بھی طیار کئے جائین۔ لیکن یہ مقصد کہانتک پورا ہوا اگر ممبران رپورٹ کو ملاحظہ فرمائین تو معلوم ہوگا کہ بعض پیشون کی تعلیم ضروری شروع کردی اور مجھے بھی تسلیم ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ کم از کم ایک پیشہ کی تعلیم لازمی کر دیجائے

مدراس گورمنٹ اس قسم کی اصلاحات اپنے ہائی اسکول نصاب میں کرنے والی ہے دوسرا سبب یہ ہی کہ بہت سے مفید اور ضروری پیشے ہمارے طلبار کے لئے بالکل بند ہین اور دوسرے ممالک کے لوگ انپر قبضہ جمائے ہوئے ہین۔ مثلاً محکمہ بحری کیا کوئی طالب علم اس امر کی امید کر سکتا ہی کہ وہ اسمین داخل ہو سکے اور اپنی حیثیت کے موافق عہدہ پائے۔ یا فوج کو لیجئے کیا اس صوبہ یا دیگر صوبجات کا طالب علم فوج اپنی حیثیت کے مطابق جگہ پا سکتا ہے۔ موجودہ حالت مین افسران کی تعداد وا اسقدر کم ہے کہ اونکا عدم و وجود برابر ہین۔ ایسے صنعت وحرفت اور تجارت کو لیجئے یا زراعت کو لیجئے غرض کوئی پیشہ ہو کیا کسی جفاکش اور محنتی ہندوستانی کے لئے اسمین جگہ ہی۔ انکی محنت ذکر اور صرفہ کا اندازہ کیجئے اور اُن قربانیون پر غور فرمائیے جو اونکو ہر دن اور ہر ماہ کرنی پڑتی ہین اونکی حالت ناقابل بیان ہی۔ بلکہ حیرت ہوتی ہی کہ وہ یونیورسٹی کے مشکل اور سخت محنت طلب امتحانات مین کامیاب ہوتے ہین۔ جنکو ایسے طلبار سے گفتگو کی ہی اور واسطہ پڑا ہے وہ خوب اس معاملہ کو سمجھ سکتے ہین۔ جناب من وہ قوم کی ایک بے بہا دولت ہین اور ہمکو اُنکے لئے ہر طرح سہولت بہم پہونچانی چاہئے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا اُنکے لئے سہولتین بہم پہونچائی جاتی ہین یا نہیں۔ جناب من مین کپتن پیٹاول صاحب کے تجربات کا حوالہ دیتا ہون۔ جن سے ہر ممبر کونسل واقف ہی اور جنکی طرف محرک صاحب نے اشارہ کیا ہے سڈلر صاحب نے رپورٹ کو اتنا مفصل نہین کیا جتنی کہ امید کیجاتی تھی۔ لیکن رپورٹ مین کپتن موصوف کی اسکیم کا حوالہ دیا ہے۔ کپتن موصوف نے ایک سلسلہ کتابون اور مضامین کا لکھا ہے جنکو ہندوستان کی یونیورسٹیان بہت گران بہا خیال کرتی ہین۔ کپتن موصوف کے ایک مضمون مطبوعہ کلکتہ یونیورسٹی ریویو ۱۹۲۳ء سے اقتباس کرتا ہون خیال بالکل نیا

ہے لیکن میں اون کے ہر قول سے متفق نہیں ہوں۔ اسکیم ضرور قابل آزمایش ہے۔ اور
کیا وہ ان دقتوں اور مشکلات کو کم کرسکتا ہے جو آجکل تعلیم میں پائی جاتی ہیں۔ ان کا
قول ہے کہ انکے اصول ہندوستان کے قومی نظام پر مبنی ہیں اور انکا خیال ہے کہ یہ
طریق نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوسکتا ہے جس سے متوسط طبقہ کے لوگ فائدہ
اٹھا سکتے ہیں۔ اسکیم یہ ہے کہ شہر کے طلبا شہر کے باہر اسکولوں میں تعلیم پائیں جہاں وہ
اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ کاشت زمین اور کارخانوں میں کام کریں اور پیداوار سے
کافی آمدنی حاصل کرسکتے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ اگر کل طلبہ کو کاشت اور صنعت و حرفت
کا کام ساتھ ساتھ سکھائے اور ایک پرائیویٹ شخص کی زندگی اور دنیا داری پر منحصر
ہو۔ اسکیم نہایت ابتدائی حالت میں ہے۔ اس اسکیم سے گویا تعلیم کا کام اور کاشت کا
کام ساتھ ساتھ ہوتا رہے گا۔ اس اسکیم کا انگلستان کی مختلف جگہوں پر امتحان کیا گیا اور آجکل
بھی وہاں ایسی تحریک جاری ہے۔ میں نے گارڈن سبرب ہمسٹڈ میں خود دیکھا ہے جسکو تعلیمیافتہ
طبقہ چلا رہا ہے۔ اس گارڈن سبرب میں اکثر پیشہ ور لوگ کاشت میں اپنا وقت صرف کرتے
وہ شہر میں اپنا اپنا کام کرتے ہیں اور جنگل میں کاشت گویا اپنے دونوں کام چلا رہے ہیں
میں نے متعدد جگہ ایسی اسکیم دیکھی ہے۔ اور یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے کامیابی
حاصل کی ہے۔ لیورپول میں لارڈ لیورہلم کا سبرب گارڈن موجود ہے۔ اسی اصول پر انگلستان
اور دیگر ممالک یورپ میں عمل ہو رہا ہے۔ میری رائے ہے کہ اس اسکیم کو اس کمیٹی کے سامنے
جو گورنمنٹ مقرر کرنے والی ہے پیش کیا جائے۔ لیکن بس اتنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ صنعت و
حرفت کی تعلیم کی ترقی اور توسیع نہایت ضروری ہے۔ تمام ممبران کونسل کو معلوم ہے
کہ صنعت و حرفت کی کمیٹی مقرر ہوچکی ہے اور انکی رپورٹ بھی شایع ہوگئی لیکن اس رپورٹ پر

جہانتک مجھے علم ہی کسی قسم کا عملدرآمد نہیں ہوا۔ اس کونسل میں اور کونسل کے باہر ہم گورنمنٹ سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا اُس نے ترقی اور توسیع تعلیم صنعت وحرفت میں اب تک کیا کیا۔ کم از کم مجھے معلوم نہیں کہ حکومت نے اس معاملہ میں کیا رویہ اختیار کیا ہی سید میران ضرور ایسے ہوں گے جن کو اس کے عملی دائرہ کا ان معاملات میں علم ہوگا اور گورنمنٹ پر اعتماد اور بھروسہ ہوگا۔ ٹکنیکل تعلیم کی توسیع اور ترقی بھی ایک ضروری مسئلہ ہی جسپہ مجوزہ کمیٹی کو غور کرنا ہوگا۔ شملہ میں میں نے ڈائرکٹر انجمہائے امداد باہمی اور دیگران سے گفتگو کی۔

مجھے بڑی مسرت ہوتی ہی کہ کنور جگدیش پرشاد صاحب میری اکثر آراء سے متفق ہیں۔ دوسرا مسئلہ توسیع وترقی صنعت وحرفت ہی اسکا قریبی تعلق ٹکنیکل تعلیم سے ہے۔ کیا گورنمنٹ مہربانی فرما کر بتائیگی کہ اس نے اس مسئلہ کے متعلق کیا کیا ہے اور آئندہ کیا کرنے والی ہے اور صنعتی کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق اسکی کیا پالیسی ہی۔ کیا کمیٹی مذکورہ کی سفارشات پر جو اس نے ٹکنیکل تعلیم کے متعلق پیش کی ہیں۔ اپنی کامل توجہ مبذول کرے گی؟ جناب والا مجھے صرف یہی امور پیش کرنے تھے۔ اور غالباً یہ سب سے پہلا موقع ہی کہ اس صوبہ کے تعلیمیافتہ اور مہذب طبقہ کے افسوسناک حالات صحیح اور اصلی حالت میں کونسل کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

تقریر متعلق نفاذ مسلمانان وقف ایکٹ

۲۷۔ فروری ۱۹۲۵ء

نوٹ۔ مسلمان وقف ایکٹ کے نفاذ سے مسلمانان صوبہ کو بہت سے فوائد پہونچے لیکن یہ امر واضح کرنیکی ضرورت ہی کہ ایکٹ مذکور کا وقف علی الاولاد سے

کوئی تعلق نہین - اس ایکٹ کی روسے متولیان کو اپنے اپنے اوقاف کے باقاعدہ اور صحیح حسابات عدالت مین ہرسال داخل کرنے ہوتے تھے اور اسطرح مسلمانون کے اوقاف متولیان کی ہر طرح کی دست برد سے محفوظ رہینگے ایسے کارآمد قانون کے نفاذ مین ڈاکٹر صاحب موصوف کا خاص حصہ تھا اور جناب کی سعی و کوشش کا نتیجہ ہے کہ اس صوبہ کو ایسے مفید قانون سے فائدہ حاصل کرنیکا موقع ملا۔

مجھے انکے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مجھے اس معاملہ مین میرے معزز دوست مسٹر یوسف سے اتفاق نہین - یہ ایک ایسا مسلہ ہے جسپر تمام مسلمان خواہ کسی خیال کے ہون بالکل متفق ہین - مین اپنا خوشگوار فرض خیال کرتا ہون کہ اپنے حلقہ رائے دہندگان کے جذبات کی اس کونسل مین ترجمانی کرون - یہ محض انکی امانت ہے اور انکا مطالبہ ہے کہ اس مسلہ کو ہر ممکن طریقے سے پاس کرانیکی کوشش کرنی چاہیے - ایسے مسلے مین سمجھوتہ ناممکن ہے - اب مین اُن اعتراضات پر غور کرتا ہون جو مسٹر یوسف نے کونسل کے روبرو پیش کئے - انکا قول ہے کہ یہ ایکٹ لوگون مین مقبول نہ ہوگا - لیکن انھون نے متولیون کی حالت پر غور نہین کیا - لوگ اُن سے بالکل خوش نہین ہین - اگر مسٹر موصوف گذشتہ ساٹھہ سال کے متولیون کیحالت پر غور کرین تو معلوم ہوگا کہ ان لوگون نے جائداد اوقاف مین غبن کیا اور اس سے غیر مستحق لوگون کو فائدہ پہونچایا - مسٹر اسلم اس امر کو نظر انداز کرگئے کہ سخاوت اور داد و دہش اسلام کا ایک نمایان اصول ہے - اوقاف اور انکی ترقی اور توسیع فی الحقیقت اسلامی سلطنت کا ایک ضروری عنصر تھا - ابتدائے تاریخ اسلام اور خاندان مغلیہ کے زمانہ مین اوقاف کے انتظام کے لئے سخت اور خاص قوانین تھے اور سلطنت کے ماتحت نظارت اوقاف ان پر نگرانی کرتا تھا - مین نواب زادہ صاحب کو مختلف فرامین اور

کی طرف توجہ دلاتا ہون جس مین صاف طور سے مذکور ہے کہ اوقاف قوم کی ملکیت ہین اور اسی کے فائدہ کے لیئے قایم ہین - مین نہین جانتا کہ آیا نواب زادہ صاحب نے فتاوی عالمگیری اور دیگر کتب فقہ سے اس مسئلہ کو معلوم کیا ہے یا نہین اب مین اونکی توجہ برٹش گورنمنٹ کی اوس وقت کی پالیسی کی طرف منعطف کرنا چاہتا ہون جبکہ اوسکو سلطنت مغلیہ کے حقوق و فرائض حاصل ہوئے - مین کمپنی کی اس پالیسی اور طرز عمل کا حوالہ دونگا - جو اس نے ساٹھ سال تک برابر جاری رکھا یعنی ۱۸۶۳ء تک برابر اوقاف کی نگرانی اور انتظام کیا - مین سرالفرڈ لائل صاحب کی کتاب موسوم "ایشیاٹک اسٹڈیز" کا حوالہ دیتا ہون جسمین کمپنی کی پالیسی کا جو اس نے ۱۸۶۳ء تک اختیار کی تھی ذکر ہے - کاغذات پارلیمنٹ ۱۸۳۲ء مین ایک مجسٹریٹ اپنے وقت کی حالت اسطرح تحریر کرتا ہے "ہم کو اوقاف کے ہر انتظامی معاملہ مین دخل دینے کا حق ہے اور دخل دیتے ہین - ہم فنڈ کا انتظام کرتے ہین اور اسپر اختیار کلی حاصل ہے - عمارتون کی مرمت کراتے ہین - گاڑی اور سڑکون کی حفاظت کرتے ہین - ملازمین کا تقرر کرتے ہین اور معبد کے لیئے ضروری اشیاء کو حاصل کرتے ہین " اس سے زیادہ حکومت کی نگرانی اور کیا ہوسکتی ہے - اگر وہ ۱۸۶۳ء تک کی تمام اوقاف کی فہرست جو زیر نگرانی بنگال گورنمنٹ ہے ملاحظہ فرمائین گے تو معلوم ہوگا کہ اونمین اکثر زیر نگرانی اور بعض زیر انتظام حکومت تھے - مین یہ بھی بتا سکتا ہون کہ جبکہ ۱۸۶۳ء کے بعد گورنمنٹ نے اپنی پالیسی بدل دی تو مسلمانان ہند نے اسکو اچھی نگاہ سے نہ دیکھا مین گنپت رائے کی تصنیف موسومہ "اوقاف" کا حوالہ دیتا ہون - سر عبدالرحیم صاحب نے اس پر تقریظ لکھی ہے اس مین انجناب نے حکومت کی نگرانی اوقاف پر بہت زور

دیا ہے۔ کیونکہ اگر اوقاف سے وہ مقاصد پورے کرنے منظور ہوں جنکے لئے وہ وقف
کئے گئے ہیں تو گورنمنٹ کی نگرانی لابد اور اشد ضروری ہے۔ اب میں سنہ ۱۸۶۳ء سے
سنہ ۱۹۲۳ء تک مسلمانوں کی جد وجہد کی تاریخ بیان کرتا ہوں ہر مسلمان اور ہر طبقہ
مسلمانان کی یہ کوشش رہی ہے کہ جائداد کا تحفظ کیا جائے اور میں بھی اس کوشش
کوشش کو جاری رکھونگا۔ اب رہا یہ امر کہ مسلمان اس قانون سے خوش نہیں ہیں۔ میں
تمام لوکل گورنمنٹ کی آراء جو انہوں نے مسودہ سنہ ۱۹۱۳ء پر ظاہر کی تھیں پیش
کرتا ہوں۔

مدراس گورنمنٹ کی حسب ذیل رائے تھی۔

" آنریبل وزیر اوقاف نے اس مسئلہ پر مسلمان نمائندگان اور ممبران کونسل سے بحث
کی ہے اور انکا اس رائے سے جو ذیل کے پیراگراف میں درج ہے پورے طور سے
اتفاق ہے "

بمبئی گورنمنٹ اس طرح تحریر کرتی ہے۔

" انجمن اسلام بمبئی اوقاف کی رجسٹری کی تجویز نہایت مناسب خیال کرتی ہے
لیکن انتظامی معاملات میں حق دخل کو جو اس قانون سے پیدا ہوتا ہے اچھا نہیں سمجھتی "
میں آنریبل ممبران کی توجہ اسطرف مبذول کرتا ہوں کہ یہ حصہ قانون کا حذف کر دیا
گیا ہے حصہ سوئم قانون یعنی ایکٹ سے نکال دیا گیا ہے۔ سلکٹ کمیٹی نے اسکو بالکل
علیحدہ کر دیا تھا۔ اب میں حکومت بنگال کی رائے دکھانا چاہتا ہوں مولوی شمس الرحمن
سکرٹری ایسوسی ایشن مسلمانان ضلع اسطرح تحریر فرماتے ہیں۔

" میں اطلاع دیتا ہوں کہ وقف بل پر اس جلسہ میں بحث ہوئی اور رسم رجسٹری اوقاف

کو نہایت ضروری خیال رکھے کیونکہ اوقاف متولیان کے دست ظلم سے محفوظ ہو جائینگے
لیکن مسودہ اکثر جگہ ترمیم طلب ہے،،

اب ان صوبجات کی گورنمنٹ کی رائے میں پیش کرتا ہون۔

ان لوگون مین جن سے مشورہ لیا گیا اکثر کی رائے ہے کہ انتظام اوقاف کے لئے ایسا امر نہایت ضروری ہے کیونکہ غبن کے واقعات مین کثرت ہو گئی ہے،،

پنجاب گورنمنٹ کی رائے یہ ہے۔ "مسلمانان پنجاب کی یہ عام متفقہ رائے ہے کہ قانون رجسٹری اوقاف اور متولیان کا باقاعدہ حساب داخل کرنے کا اصول ضروری ہے"

برہما گورنمنٹ بھی اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ مین کرتی ہے۔

" جہانتک بل کا تعلق متولیان کے باقاعدہ حساب داخل کرنے سے ہے جس سے بد دیانت متولیان سے جوابدہی کرنی پڑے مسلمانون کی رائے عام طور سے موافق ہے"

اب آخر مین حکومت بہار و اڑیسہ کی رائے کونسل کے سامنے پیش کرتا ہون۔

" مسلمانان بہار و اڑیسہ کو اس قانون کے اصولون سے اتفاق ہے اور گورنر جنرل باجلاس کونسل عنقریب موجودہ قانون سے کوئی زیادہ اچھا طریقہ اختیار کرنیوالے ہین،،

اس سے زیادہ مقبول عام ہونے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ مسلمان اس مسئلہ پر گذشتہ پچاس سال سے غور کر رہے ہین اور متعدد مسلمانونکی انجمنین صرف اسی مسئلہ کے حل کے لئے قایم ہو گئی ہین۔ اس مسئلہ کے مقبولیت کے لئے مقامی حکومتون کی شہادت سے زیادہ اور کیا شہادت ہو سکتی ہے۔ ان حکومتون نے عام پبلک سے عموماً اور مسلمانون سے خصوصاً مشورہ کرنے کے بعد رائے قایم کی ہین۔ مسٹر یوسف کا یہ فرمانا کہ پبلک گورنمنٹ کے اوقاف کے انتظامی معاملات مین دخل دینے کو اچھی نظر سے نہ دیکھے گی صحیح نہین ہے

ایکٹ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کو انتظامات سے فی الحقیقت زیادہ تعلق نہ ہوگا۔ ہاں ڈسٹرکٹ جج کا ضرور یہ فرض ہوگا کہ نگرانی کرے اور بدعنوانیوں کی گرفت کرے اور چارہ کرے۔ میرے خیال سے اس معاملہ میں مسٹر یوسف کی بھی یہی رائے ہوگی۔ لیکن اس سے زیادہ جج اور کچھ نہیں کر سکتا اور اصل وہ صرف اس لئے ایک ڈاکخانہ کا کام دے گا۔ ہم خود اس کو ناپسند کرتے ہیں کہ گورنمنٹ ہمارے مذہبی معاملات میں دست اندازی کرے۔ لیکن اوقاف کے انتظام کی نگرانی یا حکومت کا ایک ضروری اور لازمی فرض ہے۔

نواب زادہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کے متعلق کافی قانون اب بھی موجود ہیں میں ان سے مسٹر ملکم ہیلی کی تقریر جو انہوں نے مارچ سنہ ۱۹۲۳ء کے اجلاس اسمبلی میں کی تھی پڑھنے کی استدعا کروں گا۔ ان کو معلوم ہوگا کہ ایکٹ سنہ ۱۹۲۰ء اور ایکٹ سنہ ۱۹۲۳ء میں بہت فرق ہے۔ ایکٹ سنہ ۱۹۲۰ء کی دفعہ ۳ کے ماتحت حق (Interest) کا ہونا لازمی تھا لیکن سنہ ۱۹۲۳ء کے ایکٹ میں ایسی کوئی شرط نہیں۔ بلکہ اسکا مقصد صرف اتنا ہے کہ متولیان حسابات داخل کریں گے اور ان کی باقاعدہ جانچ کرائینگے میرا خیال ہے کہ وہ اس امر کو تسلیم کریں گے اور غالباً تمام ممبران کونسل تسلیم کرینگے کہ لفظ حق (Interest) کا اضافہ بہت مشکلات پیدا کر دے گا۔ دوسری یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دفعہ ۹۲ ضابطہ دیوانی موجودہ حالت کو جو متولیان کی بددیانتی سے اوقاف کے انتظام میں پیدا ہوگئی ہے روکنے میں مدد نہیں دے سکتی۔ کیونکہ اس دفعہ کے ماتحت چارہ جوئی کے لئے گورنمنٹ سے اجازت اور منظوری لینا ضروری ہے نواب زادہ اس امر کو خوب جانتے ہیں کہ متولی کے خلاف مقدمہ چلانے

کے لئے گورنمنٹ سے اجازت حاصل کرنے مین کس قدر دقتین اٹھانی پڑتی ہین اور
ایک غریب شخص کے لئے اجازت حاصل کرنا تو قریب ناممکن ہے۔
نواب زادہ صاحب کے دیگر اعتراضات بھی نہایت بودے اور پوچ ہین وقف
جنکی آمدنی دو ہزار روپیہ سے کم ہے اونکے حسابات کی جانچ کے لئے عدالت آدمی
مقرر کریگی۔ سند یافتہ محاسب کی شرط نہین ہے۔ لیکن اوس سے زائد کی آمدنی کے
اوقاف کی حسابات کی جانچ سند یافتہ محاسب کرینگے۔ اتنی کثیر آمدنی کے لئے یہ کوئی
دقت کی بات نہین ہے یہ قانون (ایکٹ) نہایت معقول ہے۔ مین مسٹر حسن علی صاحب
ممبر اسمبلی کے الفاظ کی تکرار کرتا ہون کہ اگر یہ ایکٹ پاس نہ ہوا تو ہم کو اکالی فساد
سے زیادہ مہیب فساد کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ یہ میرا فرض ہے کہ گورنمنٹ کو
آگاہ کر دون کہ مسلمانون مین اس مسئلہ کے متعلق نہایت جوش ہے۔
(نوٹ از مترجم) (۵ مارچ ۲۶ء) بر تقریر ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب
یہ تقریر ڈاکٹر صاحب نے میزانیہ (بجٹ) کے پیش ہونے کے وقت
فرمائی۔ آپنے نہایت ہی قابلیت کے ساتھ اسمین گورنمنٹ کے
اُن وعدون کا ذکر کیا ہے جو گورنمنٹ نے پچھلے زمانہ مین کئے تھے
اور اُس موعودہ کفایت شعاری کی طرف توجہ دلائی ہے جسکا اظہار
صاحب سر لوڈ یوک پورٹ نے بار بار کیا تھا۔ آپنے ایک تفصیلی بحث
بجٹ کی بڑی بڑی مدات پر کی ہے۔ مثلاً محکمہ پولیس و جنگلات کے
متعلق آپنے فرمایا کہ جیسی کفایت شعاری ہونی چاہئے تھی ویسی
نہین ہوئی۔ اور پھر گورنمنٹ کے تخمینون کے غلط ہونے پر

نکتہ چینی فرمائی ہے اور حوالہ دیا ہے کہ اقتصادی کمیٹی کی رپورٹ پر عملدرآمد کرنا چاہئے۔ اور بتلایا ہے کہ آئندہ ہونے والی کفایت شعاریوں میں متضاد باتیں موجود ہیں۔ پھر آپ نے یونیورسٹی کے مسئلہ پہ گفتگو کی اور فرمایا کہ گورنمنٹ کو زیادہ روپیہ ابتدائی تعلیم پر صرف کرنا چاہئے۔ اور موجودہ یونیورسٹیوں کے معیار اور تطابق کے متعلق بہت زور دیا ہے اور بتلایا ہے کہ ہمکو زیادتی تعلیم کی وجہ سے بدنامی سے بچنے کے لئے اسکی از حد ضرورت ہے۔ پھر محمڈن اسکول کے انسپکٹران کی برخاستگی کے سوال کو بہت ہی نامناسب بتایا ہے اور مسلمانوں کی مزید تعلیمی آسانیوں کے بہم پہونچانیکی ضرورت بتائی اور گورنمنٹ کے اعلان مورخہ ۲۶ جنوری ۲۴ء کے گزٹ کی طرف توجہ منعطف کرائی۔ پھر آپ نے زراعت کی ترقی کے واسطے ہر ممکن کوشش کیے متعلق فرمایا ہے اور گورنمنٹ کی توجہ اسطرف منعطف کرانا چاہی ہے۔ فی الواقع بجٹ کے ہر پہلو پر آپ نے ایک بڑی تنقیدی نظر ڈالی ہے اور مختلف اعداد اور شمار سے مختلف واقعات کی طرف توجہ دلائی ہے اور بتلایا ہے اور ایک نہایت ہی قابلانہ طریقہ سے ہر مسئلہ پہ ہر پہلو پر رد و قدح کی ہے۔ جس کے پڑھنے سے بڑی معلومات بہم پہونچتی ہے اور اندرونی واقعات کا اظہار ہوتا ہے :-

(مترجم)

تقاریر متعلق بجٹ (میزانیہ)

۵ - مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

آنریبل ممبر مال صاحب نے جو صاف صاف بیان دیا ہی اسکے متعلق شکریہ ادا کرنے یا انکو مبارکباد دینے مین رسمی الفاظ استعمال نکرونگا بجٹ (میزانیہ) کا جو نقشہ کہ انھون نے پیش کیا ہے اسمین یہ کہا ہی (مین اسوقت بجٹ کے صفحہ ۴ کا حوالہ دے رہا ہون) کہ ایک کرور اکیانوے لاکھ اکہتر ہزار اوٹک پسندازی کیگئی ہے۔ لیکن آنریبل ممبر مال کا اعتراف ہی کہ اصلی پسندازی صرف ایک سو انیس لاکھ تک ہوئی ہی۔ اسمین سی جنگلات کے محکمہ نے انتیس لاکھ چھیانوے ہزار روپیہ دیئے اور محکمہ پولیس نے بائیس لاکھ سترہ ہزار دیئے۔ میرے خیال مین اگر آنریبل ممبر ان اس کفایت کا سبب معلوم کرین۔ جو محکمہ جنگلات نے کی ہی تو انکو معلوم ہوجائے گا کہ ہمکو اس بات کا حق حاصل نہین ہی کہ ہم اپنے آپ کو خوش آفرین کہین یو پی لائی زیشن سرکل جو اسقدر آب وتاب کے ساتھ شروع کیا گیا تھا اور جسکے متعلق حساب وکتاب کارروائی کونسل سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء مین درج ہے اب بالآخر بالکل مفقود ہوگیا ہے۔ آپ کو حسابات ملین گے اور بڑے آب وتاب کے ساتھ ملین گے جسکو مسٹر ہیلین نے پیش کیا ہی اور جہانتک محکمہ جنگلات کا تعلق ہی ہمارے لئے کوئی وجوہات نہین ہین کہ ہم اس کفایت شعاری پر شکریہ ادا کرین۔

اسکے علاوہ محکمہ پولیس کو لیجئے۔ اس محکمہ کی کفایت شعاری معقول ہی اور مین اسکا

اعتراف کرتا ہون - لیکن معذرت جو اُس یادداشت مین ہی جو ہمارے لئے مہیا کی گئی ہی تو اُس سی ہمکو یقین نہین ہوتا - اور اب اُسکو واضح کرنے کی کوشش کرونگا محکمہ پولیس مین درحقیقت بہت زیادہ پس اندازی ہو سکتی ہی - اور ہم ایک معتدبہ رقم پس انداز کر سکتے ہین - اگر ہم کمیٹی اقتصادیات کی سفارش پر جو ہم آمدہ برین اور ان تجویزات پر جنکی حمایت پولیس ایسوسی ایشن نے ۲۳ء مین کی تھی عمل کرین - لہذا کل بجٹ ایک سو بائیس لاکھ روپیہ ہوئی لیکن جناب آنریبل ممبر مال صاحب کا اعتراف ہے کہ ان مدات کے علاوہ (مین اسوقت بجٹ کے متعلق جو تقریر ہوئی ہی اُس کے صفحہ کا حوالہ دیرہا ہون) جو اندازے اور تخمینے ہین وہ آئندہ سال کے لئے ہین اسمین نئے اخراجات کے لئے چھبیس لاکھ کی رقم شامل ہی - درحقیقت جو کفایت شعاری کی گئی ہی وہ کسی طرح پوری نہین ہی اور ہمکو مایوسی ہوتی ہی - جب ہم اپنی تھوڑی سی کامیابی کو دکھلاتے ہین - جب پبلک کے اس کمیٹی کے تقرر کی خبر پائی ہی اُسکی امیدین دوچند ہوگئی ہین - ہمسے صرف ایک ہی سال ہی نہین بلکہ دو سال سے یہ کہا جارہا ہے کہ کافی وشافی کفایت شعاری کی جائے گی - اگر آنریبل ممبر صاحب سرلیو ڈیوک پورٹر صاحب ۱۹۲۲ء کی تقریر ملاحظہ کرین تو انکو جابجا حوالے ملین گے جو قریب ہونیوالی کفایت شعاریون کے متعلق کئے گئے ہین - اب ہم جبکہ ان کی ہوئی کفایت شعاریون کا مقابلہ کرتے ہین تو ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ فی الواقع کفایت شعاری بہت ہی قلیل ہوتی ہے دولت کا خاموش اور مدہم چشمہ جو کہ ٹیکس دہندگان کی جیبون سے نکلکر گورنمنٹ کے ہاتھون مین جارہا تھا بہت عرصہ تک غیر معلوم رہا - یہانتک کہ اُس سرچشمہ کو بہت سی چٹانون اور سنگلاخون کا سامنا کرنا پڑا اور اسوقت یہ معلوم ہوا کہ بہت سے اخراجات

بالکل فضول برداشت کئے گئے۔ دوسرا اہم مسئلہ جسکی طرف مین آنریبل ممبران کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہون وہ تخمینون کا سوال ہے۔ اسی سال آنریبل ممبر مال صاحب معترف ہین کہ تخمینے غلط ہوگئے تھے۔ اگر یہ عجوبہ صرف اس سال وقوع مین آیا تو ہم لوگ بالکل متعجب نہوئے ہوتے۔ لیکن اگر آپ ان تخمینون کا جو دوہرائے گئے ہین اور ان بجٹ کے تخمینون کا مقابلہ کرین تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ یہی داستان سنہ ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ء مین بھی بیان کیگئی ہے۔ ان کے کیا اسباب تھے۔ مین یہ نہین کہتا ہون کہ ہر تخمینہ از روئے ریاضی ممکن طور سے صحیح ہو۔ مجھکو معلوم ہے کہ ایسا ہونا فی الحقیقت بہت مشکل ہے۔ میرے خیال مین اگر تخمینے بجائے ششماہی کے یکسالہ ہوتے تو غالباً زیادہ زیادہ صحیح ہوتے سنہ ۲۲ و ۱۹۲۳ء کے بجٹ مین محاصل رقم بجٹ سے اکیاون لاکھ ستر ہزار روپیہ کم تھی۔ حالانکہ خرچ کا بار آمدنی پر بقدر پچاس لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے زائد ہوگیا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سو بیس لاکھ کی کمی واقع ہوئی سنہ ۲۳ و ۲۴ء مین محاصل کی رقم بجٹ کی رقم سے تینتالیس لاکھ کم تھی۔ اب موجودہ بجٹ بھی اس سے مستثنی نہین ہے۔ آنریبل ممبر صاحب فرماتے ہین کہ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ بجٹ کا تخمینہ حد سے زائد لگایا گیا۔ مین اسکو تسلیم کرتا ہون۔ مگر کیا اس سے اولو العزمی کا محکمون مین کام کے چلانیکی صلاحیت کا اور تعمیری کام کے فقدان کا بھی جس سے بالآخر محکمون مین بیجا روح پھنک جائے پتہ نہین چلتا۔

درحقیقت حد سے زیادہ بجٹ تیار کرنا خیال مین لایا جاسکتا ہے
عقل کا اظہار ہوتا ہے۔ جس کا مین اوپر حوالہ دے چکا ہون۔ لیکن اس
کفایت شعاریون کا سوال ہے۔ اسکے علاوہ
نقشہ بجٹ سے جو آنریبل ممبر مال نے پیش کیا

جسکو مین مقابلہ کرنے اور بغور جانچ کرنیکی کوشش کر رہا تھا مجھکو معلوم ہوا (مجھکو پورے طور سے یقین نہین ہے) کہ بہت سی متزاد باتین موجود ہین خصوصاً ان کفایت شعاریون مین جو ہونے والی ہین۔ مجھکو نقشۂ بجٹ کے صفحہ ۷ سے حسب ذیل سطر پڑھنے کی اجازت دیجئے "میرا خیال ہے کہ اب ہم معقول طور سے دعویٰ کر سکتے ہین کہ جہانتک کہ قریب ترین کا سوال ہے تمام ممکن کفایت شعاریان کر لی ہین۔ کیا اسکا اشارہ صرف اُن قراردادون کی طرف ہے جو گورنمنٹ نے شایع کی ہین اور کیا اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ تمام ممکن کفایت شعاریان جو کونسل کر سکتی ہے اور کرے گی کر لی گئی ہین۔ یہی میرا سوال بھی ہے۔ پھر اگر ہم اس نقشہ کا مقابلہ اُس نقشہ سے کرین جو یادداشت بجٹ کے صفحہ ۲۱ کی آخری سطر مین درج ہے جو یہ ہے "یہ اُمید کیجاتی ہے کہ اثنائے مباحثہ بجٹ مین اقتصادی کمیٹی کی اُن تجاویزات پر عملدرآمد کیا جائے گا اور مطالبات مین کمی کے لئے تجاویز پیش کیجائینگی"۔ مین یہ نہین کہتا کہ یہ متزاد ہے۔ بلکہ میرا خیال غالب ہے کہ انکی اور زیادہ وضاحت کیجائے۔ میرا خود کا خیال یہ ہے کہ کسی کو کافی شافی کفایت شعاری کی اُمید نہین ہے۔ پھر ممبران کیا کر سکتے ہین۔ جو بات کہ ہم کر سکتے ہین وہ یہ ہے کہ اُن اُمیدون کے پورا ہونیکی کوشش کرین جو اقتصادی کمیٹی کی رپورٹ کی اشاعت سے رونما ہوئی ہین۔ مجھکو اُمید ہے کہ اس کونسل کے تمام ممبران اُس گورنمنٹی قرارداد کی سفارشات کے پورا کرنیکی ہی کوشش کرینگے علاوہ بھی کفایت شعاریان عملاً کرین گے جن کو اقتصادی کمیٹی نے تجویز کیا ہے۔ اب مین چند محکمجات کے متعلق جو چند تجویزات ہین انکی طرف متوجہ ہوتا ہون

میں محکمہ تعلیم سے شروع کرتا ہوں۔ جہانتک محکمہ تعلیم کا تعلق ہے میں سب سے
اول یونیورسٹی کیجانب متوجہ ہوتا ہوں۔ یونیورسٹیوں کا سوال آج دنیا میں
بہت سی یونیورسٹیاں بڑھجانے سے زیادہ پیچیدہ ہوگیا ہے۔ ہمارے یہاں
پانچ یونیورسٹیاں موجود ہیں اور میرے خیال میں ہملوگ ایک اور بنانے والے ہیں
گویا ہمارے صوبہ میں پانچ یونیورسٹیاں ہوجائینگی۔ اس سے بہت سے زیادہ
اقتصادی اور تعلیمی نتائج پیدا ہونگے۔ سب سے قبل اگر یہ تجویز اس رفتار
سے بنائے گئے جس رفتار سے گذشتہ میں بنائے جاتے تھے تو ایسا ان [illegible]
لوگوں کے واسطے کیا انتظام کرینگے۔ دوسری بات جو بہت زیادہ اہم ہے
اور جو سوال اس کونسل کو اٹھانا پڑے گا اور جسکے متعلق میں نے ایک قرارداد
بھی بھیج دی تھی وہ یہ ہے کہ مختلف یونیورسٹیوں کے کام میں مطابقت پیدا
کیجائے اور کام کو اسطور سے مطابق کرنے سے صرف مختلف یونیورسٹیوں
کا معیار ہی برابر ہوجائے گا۔ بلکہ بہت سی یونیورسٹیوں کے بجٹوں میں کفایت شعاری
بھی عمل میں آئیگی۔ مجھکو کامل یقین ہے کہ اگر کام کے ملا دینے کی کوئی موزون
اسکیم تیار ہوجائے تو کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم ان صوبجات میں اعلے
معیار قایم نکرسکیں۔ میں یہاں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ ابتک دوسرے
صوبوں کے لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ ہے کہ اس صوبہ میں معیار تعلیم گر رہا ہے
اور اگر ہم اسکو روکنا چاہتے ہیں اور اگر ہم اپنا معیار قایم رکھنا چاہتے ہیں اور
اپنا تحقیق و تفتیش کا کام ایک موزون پیمانہ پر قایم رکھنا چاہتے ہیں تو ہمارے
یہاں ایک ایسی کمیٹی ہونی چاہئے جو یونیورسٹیوں کے کام کو مطابق کردے میں

مزید برآن یہ عرض کرتا ہون کہ حکومت بنگال نے ایک مستقل کمیٹی اس غرض سے مقرر کر دی ہی کہ ڈھاکہ اور کلکتہ کی یونیورسٹیون کے کام مین تطابق کر دے اب مین تعلیم ثانوی کی طرف متوجہ ہوتا ہون اور اُن اعلےٰ تجاویزات کا حوالہ دیتا ہون جو مسٹر فری منٹل نے باب تعلیم کے آخر مین کی ہین۔ جہانتک کہ ثانوی تعلیم کا تعلق ہی۔ ہمکو بہت زیادہ حزم و احتیاط کے ساتھ قدم بڑھانا چاہیے اور ہماری پالیسی یہ ہونی چاہیے کہ جو فوائد ہم نے حاصل کئے ہین وہ پختہ ہو جائین اور صرف یہی پالیسی نہین ہونی چاہیے کہ اور زیادہ کالجون اور عمارات کے لئے انتظام کیا جائے۔ ہمارے لئے کافی کالج موجود ہین۔ اسوقت ہمکو انکی نوعیت اور قسم پر غور کرنا چاہیے۔ مین نے چند انٹرمیڈیٹ کالجون کا معاینہ کیا۔ میرے خیال مین جو صرفہ انپر ہوا ہے وہ بالکل ٹھیک ہی۔ لیکن ساتھ ہی میرا خیال یہ بھی ہی کہ انٹرمیڈیٹ کی تعلیم کی کوشش اب روک دینی چاہیے۔ مین اب ابتدائی تعلیم کا سوال اٹھاتا ہون یہ ایک اساسی مسئلہ معلوم ہوتا ہی اور ایسا مسئلہ ہی کہ جسکے متعلق مین یہ ضرور کہونگا کہ گورنمنٹ کیجانب سے کافی توجہ نہین کی گئی ہی۔ اگر آپ اُن مباحثون کا ملاحظہ کرین جو ابتدائی تعلیم کے متعلق سنہ ۱۹۲۱ء و سنہ ۱۹۲۲ء و سنہ ۱۹۲۳ء مین ہوئے ہین تو ہمکو معلوم ہوگا کہ وہی پرانا قصہ بار بار دہرایا گیا ہے۔ سنہ ۱۹۲۱ء مین یہ رقم اور طرف صرف کی گئی سنہ ۲۲ء مین دوسری قسم کے اسباب و وجوہ بتائے گئے نہ کوئی تعمیری پروگرام موجود ہے اور نہ کوئی پیشقدمی اسطرف ہوئی ہی اور علاوہ ازین کوئی اعلےٰ طور سے مرتب کیا ہوا پروگرام بھی نہین ہی جسکا اتباع ہوشیاری سے کیا گیا ہو مجھکو آنریبل ممبران کی توجہ اس مقدار کام کی طرف دلانی چاہیے جو پنجاب مین کیا گیا ہے اور

اور وہاں پر ابتدائی تعلیم کے لئے ایک پنجسالہ پروگرام بنایا گیا ہے۔ وہاں کے کسی سال کے کام کو لیجیے اور اسکا موازنہ یہاں کے کام سے کیجیے جو اسی سال کیا گیا ہو۔ مجھکو اسبات کا اعتراف کرنا چاہیے کہ یہاں پر مشکلات بہت زیادہ ہیں اور وزارت کے لئے یہ امر ناممکن تھا کہ نصب العین کی پیروی کرتے۔ اور میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ کے محکمجات میں ابھی تک ایک ایسی شے ہے کہ جسکے ساتھ بدترین برتاؤ روا رکھا گیا ہے اور اسکی طرف وہ توجہ نہیں ہوئی جسکی کہ وہ مستحق ہے۔ ہماری پالیسی یہ ہونی چاہیئے کہ اسبات کی کوشش کریں کہ تمام حدود میونسپلٹی میں لازمی ابتدائی تعلیم جاری کریں۔ یہ سب سے پہلا قدم ہوگا اور دوسرا قدم یہ ہوگا کہ ڈسٹرکٹ بورڈ میں جبریہ ابتدائی تعلیم جاری کریں۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ بات حاصل کرنا ایک بہت دشوار امر ہے۔ جہانتک کہ ڈسٹرکٹ بورڈ کا تعلق ہے۔ لیکن میرے نزدیک اگر اسکا انفاذ میونسپلٹیوں کیا جائے تو ہمیں بہت کچھ کامیابی ہوگی۔ دوسرے میں اس بےچینی کا جو مسلمانوں میں پیدا ہوگئی ہے ذکر کرونگا۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ اس بات کی دہمکی دی گئی ہے کہ اسلامی مدارس کے ڈپٹی انسپکٹران علیحدہ کردیئے جائینگے۔ مجھکو امید ہے کہ اس معاملہ کے متعلق آنریبل وزیر صاحب ممبران کونسل کو دوبارہ تشفی دینگے۔ میرے پاس بلا تعداد تار موصول ہوتے ہیں اور خطوط بھی ہیں جسمیں اسبات کے امکان پر بحث کی گئی ہے کہ محمڈن سکولوں کے ڈپٹی انسپکٹران برخاست کردیئے جائینگے۔ میں اسبات کا اقرار کرتا ہوں کہ جو کام وہ انجام دیتے ہیں بہت عمدہ نہیں ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ بجائے ان ڈپٹی انسپکٹران کے عہدہ کو توڑنے کے ہمکو چاہیئے کہ انکو ہم اور زیادہ کارآمد بنائیں اور اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ زیادہ ہر دلعزیز ہوں علاوہ ازیں

پینشن سیٹ سے ممبران کو تعجب ہوگا کہ وہ ابھی تک مستقل بھی نہیں ہوئے ہیں ۱۵ الاؤنس آٹھ
سال تک انھوں نے برابر سخت کام انجام دیا آٹھ برس ہوئے کہ ۲۴ کی تقرری عارضی کیا
گیا تھا اور وہ ابھی تک عارضی چلے جاتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ایک اور اہم مسئلہ ہے
جو کونسل کی توجہ چاہتا ہے اور وہ مسئلہ اسلامی مدارس و مکاتب کا ہے اگر آنریبل ممبران ڈسٹرکٹ
بورڈ کے ماتحت جو سکول ہیں اُنکے قواعد کو ملاحظہ کریں اور جو اس صوبہ کے گزٹ مورخہ
۲۷ جون ۱۹۱۹ء میں شایع ہو چکے ہیں تو انکو معلوم ہوگا کہ ایسا انتظام بھی ہے کہ ڈسٹرکٹ
بورڈ اپنے صدر مقام پر ایک اسلامی تعلیمی کمیٹی مرتب کرے گا جو اسلامی مدارس و مکاتب
کے معاملہ میں امداد کرے اور مشورے دے۔ مجوزہ قواعد لوکل اس صوبہ کے گزٹ
مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۳ء میں شائع ہو چکے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔
"اگر بورڈ ایک اسلامی تعلیمی کمیٹی مرتب کرے گا اور ایک تعلیمی کمیٹی بھی بنائے تو اول الذکر
کمیٹی کی سفارشات آخر الذکر کمیٹی میں پیش کیجائیں گی قبل اسکے کہ بورڈ انپر غور کرے" لفظ
"اگر" سے یہاں وہ تمام منصوبہ فوت ہوا جاتا ہے جو ۱۹۱۲ء میں قائم کیا گیا تھا۔ وہ
تجویز مسلمانوں میں اسقدر ہر دلعزیز ہوئی کہ اسکے معدوم ۱۹۔ کا معدوم ہو جانے کی خبر ہر ضلع
کے مسلمان بہت افسوس کے ساتھ سنیں گے۔ میری خود ذاتی رائے یہ ہے اور میرا خیال ہے
کہ ہر مسلمان کی یہی رائے ہوگی کہ ایسا اہم ذریعہ جسکی بدولت مسلمانوں میں ابتدائی تعلیم کی
ترقی دیجا سکتی ہے یہ ہے کہ موقوفہ جائدادوں کو اسطرف کام میں لایا جائے۔ بغیر اس قسم کی
امداد کے ہمارے لئے یہ ناممکن ہوگا کہ ابتدائی تعلیم کو ہم مستقل طور سے جاری رکھ سکیں
اور مجھکو امید ہے کہ وہ قرارداد جسکو کونسل نے تقریباً بالاتفاق پاس کیا ہے اسپر حکومت
فوراً ہی عملدرآمد کرے گی۔ کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹی کے محکمہ کے متعلق میں صرف یہ

کہنا چاہتا ہون کہ ہمکو ضرور کوشش کرنا چاہیے کہ وہ ہر دلعزیز ہو جائین اور ہمکو
چند فرائض جو انکے رجسٹرار انجام دیتے ہین غیر سرکاری جماعت و منتقل کردینے
چاہیئن۔ یہ تحریک دراصل ایک جمہوری تحریک ہی۔ اسکا انحصار قومی خیالات
اور عمدہ نصب العین پر ہی اور اگر عرصہ تک یہ حکومت کے ماتحت رہین تو یہ بات ممکن نہین
ہے کہ وہ کوئی اچھا کام لوگون کے واسطے کرسکینگی۔ آنریبل ممبران کو غالباً یاد ہوگا
کہ کوآپریٹو کی اسکیم کو حکومت ہند نے ۱۹۰۴ء مین پیش کیا تھا اور اب تک یہ عملی طور سے
حکومت کے ماتحت رہی کوآپریٹو تحریک کی تاریخ اگر جرمنی اور انگلستان اور
آئرلینڈ کی دیکھی جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم لوگون کو یہ بہت مفید ثابت ہوگی۔
جبکہ اسکے کچھ فرائض بجائے رجسٹرار کے لوکل جماعتون کو منتقل کردیئے جائین
مین آنریبل وزیر صاحب کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہون کہ
اس بات کے امکان پر غور کیا جائے کہ اس صوبہ مین زراعتی مقبوضات سب یکجائی
کردیئے جائین۔ مین چاہتا ہون کہ زراعتی محکمہ ایک تفتیش کرے اور معلوم کرے
کہ کہانتک ممکن ہے کہ ان صوبون مین زراعت کو ترقی دیجاسکے۔ مین یہ بھی بتلا دینا
چاہتا ہون کہ اس قسم کی تفتیش ہین جو پنجاب مین کی گئی ہی بڑی کامیابی ہوئی ہے
امپرومنٹ ٹرسٹ کے متعلق مین آنریبل وزیر تعلیم و لوکل سلیف گیرمنٹ سے استدعا
کرون گا کہ وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کرین۔ میرے خیال مین الہ آباد اور دوسری
جگہون مین یہ خیال بہت زیادہ ہے کہ امپرومنٹ ٹرسٹ کے چیرمین کا عہدہ
اعزازی ہونا چاہیے اور تنخواہ دار کبھی ہرگز نہین ہونا چاہیے۔ سب سے آخر مین
مین گورنمنٹ کے تمام محکمجات مین کلرک بھرتی کرنے کے متعلق ایک سکیم بتانا چاہتا ہون

میری یہ تجویز ہے کہ امتحان لینے والا بورڈ مقرر ہونا چاہئے۔ اسوقت میرے دماغ مین خاص طور سے سکینڈ ڈویژن کلرک اور انٹرمیڈیٹ کلرک ہین۔ جیسے سول سروس کی کمیشن انگلستان مین نگرانی کرتی ہے۔ اگر تمام محکمجات کے کلرکون کا امتحان لینے کے واسطے ایک مرکزی انجمن ہو تو بہت کچھ اس جانبداری کا خاتمہ پاس ریاب ہوجائیگا جو اسوقت روا رکھی جاتی ہے۔ اسمین بہت سے مدارج اور فرائض جو کلرک انجام دے رہے ہین باہم مربوط ہوجائینگے۔

۱۰۔ مارچ سنہ ۲۴ء کے اجلاس مین آنریبل وزیر مال نے ہز ایکسلنسی گورنر بہادر کی سفارش پر کونسل مین یہ بات پیش کی کہ انتظام عدل و انصاف کے لیے ۵۴۲۲۶۵ روپیہ کی رقم مہیا ہونی چاہئے اور کونسل مین پاس کرا دینی چاہئے اس پر رائے بہادر لالہ سیتارام صاحب نے یہ تحریک پیش کی کہ اس مد مین پانچ ہزار روپیہ کی تخفیف ہونی چاہئے ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے یہ تحریک کی کہ عدل و انصاف کی مد مین دس ہزار روپیہ کی کمی ہونی چاہئے۔ رائے بہادر لالہ سیتارام کی پیش کردہ تحریک کی تائید کی اور ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے حسب ذیل تقریر کی جس مین انہون نے صاف صاف طور پر بتلایا کہ سینتالیس سال سے اب تک کل ایک ہندوستانی ڈپٹی رجسٹرار کے عہدہ پر مامور ہوا اور زور دیا کہ ہندوستانیون کو ان عہدون پر ضرور تقرر کرنا چاہئے۔

"ہان جناب مین اس تحریک کی تائید کرتا ہون مجھکو یقین ہے کہ گذشتہ سال بھی اس کونسل مین ایک ایسا ہی سوال درپیش تھا اور یہ بات معلوم ہوگئی کہ گذشتہ سینتالیس سال سے اب تک

صرف ایک ہندوستانی ڈپٹی رجسٹرار کے طور پردہ بھی صرف چند ماہ کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ میری رائے مین اگر واقعات کی یہی صورت تھی تو اس کو بہت عرصہ قبل رفع کردینا چاہیئے تھا۔

"بات یہ ہے کہ ڈپٹی رجسٹرار اور اسسٹنٹ رجسٹرار کے سلسلے کو پہلے ہی سے اٹھانے کی ضرورت تھی۔ آنریبل وزیرمال صاحب نے گذشتہ سال تسلیم کیا تھا کہ ہندوستانیون کو اعلٰے عہدون پر مقرر کرنے کی کوئی ممانعت نہین ہی تو میرا خیال ہی کہ ابتک اس معاملہ مین کچھ نہین کیا گیا ہی اسکے علاوہ یہ بات ہی کہ وزیر ہند کے جو احکام تھے اور جن کا تذکرہ آنریبل وزیرمال نے بھی کیا تھا اُن پر بحث ہونی چاہیئے تھی۔ ہم معلوم کرنا چاہتے ہین کہ وہ کیا احکامات ہین اور وہ اس کونسل کے قوانین سے کس حد تک مختلف ہین۔ اب موجودہ صورت مین ہمارے لئے یہ کہانتک ممکن ہے کہ ہم اُن قوانین کو سکریٹری آف اسٹیٹ کے احکامات کے اتباع مین اُن عہدون کے لئے مخصوص کردین"

اس تحریک پر رائے لی گئی اور گورمنٹ کو شکست ہوئی ڈاکٹر شفاعت احمد خان کی تحریک بہ کثرت رائے منظور ہوئی۔ باون آرا موافق اور ستائیس مخالف اس کے بعد ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے جناب صدر کی اجازت سے اپنی دوسری تحریک مین ترمیم چاہی جو یہ ہے کہ عدل و انصاف کے تحت مین عارضی انتظامات اور محافظ خانہ قائم کرنیکے لئے جو رقم ہے اسمین ۲۰۰۰ ہزار روپیہ کی تخفیف ہونی چاہیے۔ چونکہ کسی آنریبل ممبر نے اس ترمیم پر اعتراض نہین کیا اور یہ منظور ہوئی اور ڈاکٹر شفاعت احمد خان

نے حسب ذیل تقریر کی جس مین مختلف حالتون پر نظر ڈالی اور مختلف حوالے بھی دیے -
" اس مد کے متعلق اگر آنریبل ممبران (مفصل تخمینے) کی کتاب کے
صفحہ ۵۰ کو ملاحظہ کرین تو معلوم کرینگے کہ دفتر خانہ کے قیام کیلئے
جو رقم منظور ہوئی ہے وہ غیر معمولی طور پر زیادہ ہی اور اقتصادی کمیٹی نے
اس امر کو دیکھتے ہوئے کہ محافظ خانہ کا کام بہت بڑے طریقہ سی ہوا
ہے اس بات کی تجویز کی ہی اور کوشش بھی کی ہی کہ منظور شدہ رقم
بہت عمدہ طریقہ سے کم کیجا سکتی ہی - میرے خیال مین یہ ایک ایسی
مد ہی جسپر کونسل کے اراکین کو نہایت ہی احتیاط کے ساتھ غور و خوض
کرنے کی ضرورت ہی - مین اس موقع پر اقتصادی کمیٹی کی رپورٹ کے اس
حصہ کو یہان پڑہونگا جو عارضی قیامات اور محافظ خانہ کے قیام کے
متعلق ہے - مین اس کے صفحہ ۸۰ پر آخری تیسری سطر سے شروع کرتا ہون
اقتصادی کمیٹی نے تین سو تیرہ قرق امینون اور ایک ہزار آٹھ سو تینتیس
ملازمین کا انتظام لگان کے مقدمات کی کارروائی اور انجام دہی کیواسطے
کیا ہے اور سات سو سینتیس محررون اور چپراسیون کا انتظام بھی کیا ہے
اس حالت مین جبکہ تحصیلون مین چار ہزار دو سو نواسی ملازمین ہین جنکی
تنخواہون کا خرچہ صرف بارہ سو ستر ہے (مترجم)
مین چاہتا ہون کہ اس موقع پر اقتصادی کمیٹی کی رائے کا اظہار کرون
جو یہ ہے - وہ جو سوال کی اصلی مالی اہمیت رکھتا ہے وہ یہ ہے -
" ان تمام اہلکارون کو کفایت شعاری کے راستہ پر چلایا جائے " میرے

خیال میں ہمارے لئے اب موقع ہے کہ ہم اقتصادی کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں یہ کفایت شعاری عمل میں لائیں"

۱۱ - مارچ سنہ ۱۹۲۴ء کے اجلاس میں آنریبل وزیر تعلیم نے تعلیمی بجٹ کونسل کے روبرو پیش کیا اور فرمایا کہ الہ آباد یونیورسٹی کو اتنی ہی امداد ملے گی جتنی کہ سنہ ۲۴-۱۹۲۳ء میں ملتی تھی۔ لیکن ایک لاکھ کی مزید امداد لکھنؤ یونیورسٹی کو دیجائے گی۔ یہ امداد قابل واپسی ہے۔ لیکن ایک لاکھ پچاس ہزار کی دوسری امداد واپس نہ ہوگی۔ چند آنریبل ممبران کونسل نے اسپر اعتراضات کئے اور اپنی ترمیمیں پیش کیں۔ یہانتک کہ ان ممبران کے درمیان جو الہ آباد اور لکھنؤ کے حامی تھے سرگرم مباحثہ شروع ہوگیا۔ اثناء مباحثہ میں ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے ایک تقریر کی تاکہ یہ باہمی سخت مباحثہ اچھے طور پر طے ہو جائے اور اس تقریر میں مقرر نے لکھنؤ یونیورسٹی کی مالی حالت پر تبصرہ کیا۔ اور الہ آباد یونیورسٹی کی اس کمیٹی کی طرف اشارہ کیا جو اندرونی اخراجات میں کفایت شعاری کے لئے بیٹھی تھی۔

"مجھکو افسوس ہے کہ الہ آباد اور لکھنؤ کا تنازعہ ہماری اس بحث میں شامل ہوگیا جو درحقیقت یونیورسٹیوں کی تعلیم اور اعانت کے متعلق ہے میری رائے میں چند آدمیوں کے نزدیک الہ آباد اور لکھنؤ کا آپس کا جھگڑا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا بادشاہ چارلس[۱] کا سر مشرڈک کے لئے۔ اور یہ لوگ اس باہمی مقابلہ کے خیال سے درگذر نہیں کرسکتے جو ان دو

[۱] چارلس سترویں صدی میں انگلستان کا بادشاہ تھا اور مشرڈک اس کا ایک درباری تھا دونوں ایک دوسرے سے حسد رکھتے تھے۔

یونیورسٹیون یا ان دو شہرون کے درمیان ہے۔ مین اس معاملہ کو نہ چھیڑونگا بلکہ لکھنؤ یونیورسٹی کی جانب بالکل متوجہ ہوتا ہون۔ اب جیسا کہ آپ صاحبان کو معلوم ہے۔ شاید لکھنؤ یونیورسٹی بڑی دقتون کے بعد قایم ہوئی ہے اور اس کو بڑی بڑی مزاحمتون کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لیکن بالآخر یہ ان سب مخالف ہواؤن پر غالب آئی اور مجھکو یقین کامل ہے کہ یہ کامیاب ثابت ہوکر رہے گی۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ قلیل تعداد ممبرون کو یہ معلوم ہے کہ لکھنؤ یونیورسٹی نے چودہ لاکھ روپیہ کی اعانت کے واسطے درخواست کی تھی۔ لیکن وہ رقم کاٹ کر دس لاکھ اور کچھ ہزار کر دیگئی اب اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انکو اسقدر اشد اور فوری ضرورت اس رقم کی تھی کہ اس یونیورسٹی کے کام کو جاری رکھنا نا ممکن تھا۔ جبتک وہ معقول امداد نہ ملتی جو ایک یونیورسٹی کی کارروائی کے لئے لازم ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ حضرات مین سے بہت کم شاید ان مشکلات کو جانتے ہون جو کارکنان یونیورسٹی نے مختلف شعبون کے نصاب تعلیم مکمل کرنے مین برداشت کئے ہین۔ درحقیقت انہون نے ہر چیز کو از سر نو تیار کیا ہے اور ان کو اس مین کامیابی ہوئی اور ہم کو اپنا تحسین اور آفرین کا تحفہ انہین پیش کرنا چاہئے اور اس کام کا اعتراف بھی کرنا چاہیے جو اس نئی یونیورسٹی نے انجام دیا ہے۔ مین اس موقعہ پر کوئی ایسا امتیاز نہین کرنا چاہتا جو الہ آباد اور لکھنؤ کے درمیان کسی قسم کی نفرت یا کدورت کا باعث پیدا کر دے مین تو اس زیادہ وسیع سوال کی طرف متوجہ ہونگا کہ یونیورسٹی کے

اندرونی انتظام مین گورمنٹ کا دخل ضرور ہونا چاہیئے۔ مجھکو یقین ہی کہ آپ تمام حضرات اس رائے پر ہمرائے ہون گے کہ جہانتک یونیورسٹی کے انتظام کے مسئلہ کا تعلق ہے۔ وہانتک تو ہم کو تفصیلی امور یونیورسٹیون کے کارکنون کے ہاتھون مین چھوڑ دینا چاہیئے۔ یہی وہ اصول تھا جسکو سڈلر کمیشن نے اسقدر خوش بیانی سے اور بالوضاحت بیان کیا ہی۔ مین اس کونسل کے ہر ممبر پر زور دینا چاہتا ہون کہ اس اصول کو دماغ مین محفوظ رکھین اور اس کے تدارک کی کوشش نہ کرین۔ کیونکہ جب دل وہ سوچینگے تو وہ خود ان کو ضروری معلوم ہو گا۔ لیکن جب ہم اس کے مفصل پہلوؤن پر غور کرینگے تو ہم کو معلوم ہو گا کہ فی الواقع ایسا نہین ہونا چاہیئے۔ مین اب الہ آباد یونیورسٹی کے متعلق کچھ مختصر طور پر کہون گا۔ تقریبًا پانچسال کا عرصہ ہوا۔ کہ الہ آباد یونیورسٹی نے مالی تخفیف کی ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ یہ درحقیقت پس اندازی کے واسطے ایک کمیٹی تھی اور اس نے تخفیف اخراجات کے مسئلہ پر بھی غور کیا اور اچھی خاصی کفایت شعاری کر دکھائی۔ اگر آپ الہ آباد یونیورسٹی کے موجودہ سال کے بجٹ کا مقابلہ گذشتہ سال کے بجٹ سے کرینگے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ان دو سال مین درحقیقت کوئی اضافہ نہین ہوا۔ کیا اس سے یہ بات پورے طور پر ظاہر نہین ہوتی کہ یونیورسٹی کا میلان فی الواقع کفایت شعاری کی طرف ہے۔ آپ صاحبان اس سے زیادہ اور کیا چاہتے ہین۔ اس سال کا بجٹ حقیقتًا پچھلے سال کے بجٹ سے کم ہی کیونکہ استادون کے اضافہ پر غور وخوض کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ

میرے دوست ڈاکٹر گنیش پرشاد صاحب نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ یونیورسٹی کو خالی جگہوں کے پُر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اب اس معاملہ میں ان کا ہمنوا نہیں ہو سکتا۔ میں صرف ان چار پروفیسروں کی جگہوں کا حوالہ دے رہا تھا جو خالی تھیں۔ اگر آپ صاحبان ان جگہوں کو پُر نہیں کرتے تو یونیورسٹی کو نقصان عظیم ہوگا۔ علم سیاسیات کے پروفیسر کے منصب کو سرہارکورٹ بٹلر صاحب نے قایم کیا تھا۔ ہم ایک بہت قابل پروفیسر کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن ابتک اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ لیکن مجھکو یقین ہے کہ اس سال ہم فی الواقع ایک موزون شخص منتخب کر سکیں گے۔ تب علم حیوانات اور نباتات کے پروفیسرون کے واسطے کوشش کیجائے گی۔ اگر آنریبل ممبران علم حیوانات اور نباتات کے محکمون میں ممبرون کی فہرست ملاحظہ کرین گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ ان دونوں محکمون میں کسی پروفیسر کا تقرر نہ ہوا تو یونیورسٹی کے لئے یہ بات ناممکن ہوگی کہ وہ کام کے اُس معیار کو برقرار رکھ سکے جو یونیورسٹی کے ریسرچ ورک (تحقیق اور تفتیش کے کام) اور یونیورسٹی کی تعلیم کے لئے اس قدر ضروری اور لازمی ہے۔

چنانچہ موجودہ صورت حال کی وجہ سے میں جناب محرک صاحب سے بزور کہتا ہون کہ وہ اپنی اس تحریک کو پیش نہ کرین بلکہ اس رقم سے اتفاق کرین جو آنریبل وزیر تعلیم نے چاہی ہے۔"

بعد ازاں کونسل کا اجلاس ۱۰ مارچ ۱۹۲۲ء کو لکھنؤ چیمبر میں ہوا اور ڈاکٹر شفاعت احمد خان

نے سکریٹریٹ مین ہندوستانیون کے داخلہ کے متعلق تقریر کی۔ اس محکمہ کی موجودہ اور گذشتہ حالت پہ تبصرہ کیا اور گورنمنٹ کی توجہ اس قرارداد کی طرف مبذول کی جو کونسل آف اسٹیٹ مین پاس ہوئی تھی۔ وہ قرارداد یہ تھی کہ سکریٹری کے عہدون کے لئے ہندوستانیون کو بہت سے موقعہ دینے چاہئین ڈاکٹر شفاعت احمد خان کی یہ تقریر حسب ذیل ہے۔

" مین چاہتا ہون کہ چند آن سوالات پر بحث ومباحثہ کرون جو ہندوستانیون کے سکریٹریٹ مین داخلہ کے متعلق ہین۔ آنریبل ممبران کو یاد ہوگا کہ اس مسئلہ کی نسبت پنڈت گوکلناتھ صاحب مصر نے ایک قرارداد سنہ ۱۹۲۱ء مین پیش کی تھی۔ میرا پہلا سوال سکریٹریون کی تعداد کی بابت ہے۔ پنڈت گوکلناتھ صاحب مصر کے قول کے بموجب سنہ ۱۹۲۱ء مین صرف تین سکریٹریون کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ اب کو یہی تعداد پانچ تک بڑہادی گئی اور اگر مشیر قانونی کی آسامی بھی شامل کرلیجائے تو تعداد چھ تک پہونچتی ہے۔ اب اس زمانہ مین جبکہ جابجا تخفیف ہی تخفیف ہے میرے نزدیک ان سکریٹرون کا اپنی اصلی حالت پر قایم رکھنا کچھ ٹھیک نہین معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا سوال ڈپٹی سکریٹرون کے متعلق ہے۔ آنریبل وزیر مال نے گذشتہ سال گورنمنٹ کیجانب سے یہ اعلان فرمایا تھا کہ ڈپٹی سکریٹریون کی پانچ جگہ موجود ہین۔ اور ان مین سے ایک جگہ ڈپٹی سکریٹری کی خالی چھوڑدیجائیگی مجھکو نہین معلوم کہ گورنمنٹ نے کس حد تک ایفاء وعدہ کیا۔ اگر ہم ۔ ا۔ ا کی ادہی سول لسٹ کو دیکھین جو یکم جنوری سنہ ۱۹۲۴ء تک صحیح ہوئی ہے

تو ہم کو معلوم ہوگا کہ انتظام چھے ڈپٹی سکریٹریون کے واسطے کیا گیا ہے۔ مین اس بات کو تسلیم کرتا ہون کہ ان مین سے صرف ایک جگہ عارضی ہے اور دوسری حیثیت (ایکس آفیشو) کے پر ہے۔ لیکن تب بھی چار مستقل ڈپٹی سکریٹری ہین اور مین یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ آیا کوئی کوشش ڈپٹی سکریٹریون کی تعداد کو امکانی حد تک تخفیف کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ تیسرا سوال انڈر سکریٹری کی جگہ سے تعلق ہے جیسا کہ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ ہندوستانیون کے لئے یہ بات قریب قریب ناممکن ہے کہ وہ انڈر سکریٹری کے عہدہ تک پہونچ جائین۔ لیکن یہ بات فرض کر لی گئی ہے کہ اگر ہندوستانیون کو انڈر سکریٹری بنا دیا گیا۔ تو وہ سکریٹریٹ کا اعلے رتبہ حاصل کر لین گے۔ گذشتہ سال آنریبل وزیر مال نے کونسل مین علی الاعلان کہا تھا کہ سکریٹریٹ کے دوبارہ تنظیم کے مسئلہ پر ماہ مارچ کے بعد مال کی کمیٹی اپنے کسی اجلاس مین بحث کریگی اب مجھ کو نہین معلوم کہ آیا مال کی کمیٹی نے اس مسئلہ پر بحث کی یا نہین۔ مگر تعلیمیافتہ ہندوستانیون کی یہ عام شکایت ہے کہ انڈر سکریٹریون کے علیحدہ کر دینے کے سبب سے قریب قریب یہ بات حقیقتاً غیر امکانی ہوگئی ہے کہ ہندوستانیون کو ڈپٹی سکریٹری اور سکریٹری کے عہدون پر ترقی ہو سکے۔ مین اسسٹنٹ سکریٹری کے عہدہ کے فی الواقع توڑ دینے کے متعلق تذکرہ کرتا ہون۔ اگر آنریبل ممبران سول لسٹ کو ملاحظہ کرین تو وہ دیکھین گے کہ اس مین صرف ایک اسسٹنٹ سکریٹری کے واسطے انتظام کیا گیا ہے۔ اس سے میرا مطلب نہین ہے کہ مین اسسٹنٹ سکریٹریون کی قابلیت یا اہلیت کی حمایت

کردن۔ آنریبل وزیر بال کے خود کہنے کے مطابق اسسٹنٹ سکریٹریون کا کام بہت زیادہ قابل اطمینان نہین تھا۔ میرے خیال مین وہ بالکل درست فرماتے ہین لیکن تب بھی انکو یہ بات نظر انداز نہین کرنی چاہئے کہ اسسٹنٹ سکریٹری کی جگہ ہی صرف ایک ایسا راستہ ہے جس کی بدولت ایک شخص سکریٹریٹ مین عروج حاصل کرسکتا ہے۔ آپ نے اور کون ایسا ذریعہ ہندوستانیون کے لئے چھوڑا ہے جس سے وہ سکریٹریٹ مین ترقی کرسکین! مین یہ بات دریافت کرنا چاہتا ہون کہ آیا آنریبل وزیر بال کی توجہ کبھی اس قرارداد کی طرف منعطف ہوئی ہے جسکو کہ ۱۹۲۳ء مین کونسل آف اسٹیٹ نے ایک زبردست کثرت رائے سے پاس کیا تھا اور جسکی رو سے یہ بھی پاس ہوا تھا کہ ہندوستانیون کو بہت سے ایسے موقع دینے چاہئین جن سے مختلف محکمون مین ان کا تقرر بحیثیت سکریٹری کے ہوسکے

(۱۴۔ مارچ ۱۹۲۴ء کے اجلاس مین آنریبل راجہ محمد علی محمد خانصاحب خان بہادر نے پولیس کے محکمہ کا بجٹ کونسل کے روبرو بالاتفاق پاس کرنے کو پیش کیا ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے اس سے پوری موافقت نہین کی اور بجٹ کی رقم کم کرنے کے لئے یہ تجویز پیش کی کہ ڈپٹی انسپکٹر جنرلون کی تعداد مین سے زائد نہین ہونی چاہئے اس کے ثبوت مین ڈپٹی انسپکٹر جنرلون کے فرائض اور انجام دہی پر رائے زنی کی۔ نقائص بتلائے اور ان کا وجود بے سود بتلایا۔ یہ تقریر حسب ذیل ہے (مترجم)

وہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل کے عہدون کو برقرار رکھنے کے متعلق چند ایسے سوالات ہین جن پر مین یہان بحث کرنا چاہتا ہون۔ پہلا سوال یہ ہے کہ آیا ان ڈپٹی انسپکٹر جنرلون کا وجود درحقیقت ضروری ہے یا نہین میری ناچیز رائے مین اُن کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ وہ صرف

ڈاک خانون کے مانند کام کرتے ہین اور فی الحقیقت تجربہ کار سپرنٹنڈنٹ پولیس کے اور اور انسپکٹر جنرل پولیس اور گورمنٹ کے درمیان ایک رکاوٹ کے طور پر ہین دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا اگر موجودہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل کی تعداد کم کردی جائے تو ان کی باقی ماندہ تعداد اس قابل ہوگی کہ کام کو اطمینانی طور پہ چلا سکے مین یہ تسلیم کرتا ہون کہ مجھکو محکمۂ پولیس کے اندرونی کام کے متعلق بہت ہی کم تجربہ ہوا ہی اور اسی سبب سے مین کسی قدر شک و شبہ کے ساتھ بول رہا ہون لیکن مجھکو ہر حالت مین یہ خیال بار بار ہوتا ہے کہ اگر ڈپٹی انسپکٹر جنرلون کی موجودہ تعداد کم کرکے صرف تین کردیجائے تو کام مین مطلق ہرج واقع نہ ہوگا۔ پولیس کے ڈپٹی انسپکٹر جنرلون کے فرائض جیسا کہ قواعد پولیس مین درج ہین صرف تین ہین۔

(۱) اپنے علاقہ کے ہر ضلع مین کم از کم سال مین ایک مرتبہ دورہ کرنا۔

(۲) اپیل فیصل کرنا اور اہلکاران ماتحت کی درخواست پہ نظر ثانی کرنا۔ مگر ہم دیکھتے ہین کہ پولیس کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل درحقیقت ایک ضلع مین شاذونادر ہی سال مین دو مرتبہ دورہ کرتے ہین اور وہ مشکل سے وہان تین چار روز قیام کرتے ہین اب مجھکو امید ہی کہ معاملات انتظام اور عدل و انصاف کے فرائض کی علیحدگی کی جو اسکیم ہے اس کے نفاذ کے ساتھ ساتھ ہر ایک ضلع کے کلکٹر کے لیے یہ بات ممکن ہوگی کہ وہ ان اپیلون کو خود فیصل کرے جن کو اب پولیس کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل کرتے ہین۔ اگر ان قواعد کے جو پولیس کے باب ۳۱۔ اکتیس مین درج ہین سختی کے ساتھ پابندی ہو اور پوری تفتیش اور دانشمندانہ امتیاز کے بعد سزا دیئے جانے اور مقدمہ چلانے کے اختیارات دیئے جائین تو یہ جس قدر بوجھ اپیلون کے کام کا ہے بہت کم رہجائے گا تو کلکٹر کو بہت سے فوجداری کے کام سے سبکدوشی ہوجائے گی۔ اور کام مین بھی کوئی نقصان نہ ہوگا۔

اس کے بعد ڈاکٹر **شفاعت احمد خان** نے محکمۂ تفتیش جرائم کے متعلق

تقریر کی اور اس محکمہ کی سرتاپا مخالفت کی اور بہت سی اصلاحین تجویز کین ساتھہ ساتھہ انہون نے یہ بھی تجویز پیش کی ہی کہ اگر اس کو بالکل توڑ دیا جاے تو بہت ہی اچھا ہو۔ تقریر حسب ذیل ہی۔ (مترجم)

"مجھکو محکمہ تفتیش جرائم کی اصلی کارروائی سے آگاہی نہین ہی۔ لیکن جہانتک کہ مجھکو علم ہے اس محکمہ کی تین شاخین ہین۔ یعنی اولاً۔ وہ خاص شاخ جو سیاسی صیغہ کے نام سے موسوم ہے دوم صیغہ جرائم جو ان جرائم کے انسداد کے لیے ہے جو کسی صوبہ مین سرزد ہوتے ہین۔ سوم جرائم پیشہ اقوام۔ اگر مین نے اس محکمہ کے مختلف شعبون کی تقسیم مین کوئی غلطی کی ہو تو محکمہ پولیس کے آنریبل انسپکٹر جنرل صاحب مہربانی فرماکر اس کی تصحیح فرما سکتے ہین۔ ماہرین نشانات انگوٹھے کا جو دفتر ہے اس کے متعلق میری تجویز یہ ہے کہ سب انسپکٹر مقرر کرنے کا موجودہ انتظام ہے وہ نہین ہونا چاہیے بلکہ اس کی بجاے ایسا انتظام کیا جاے کہ ایسے تربیت یافتہ محرران مقرر ہون جو اس کام مین خاص مہارت بھی رکھتے ہون۔ شملہ مین اس قسم کی کمیٹی کی یہی حالت تھی اسی طور سے ہم اچھی خاصی کفایت شعاری کر سکینگے۔ دوسری بات جو مین دیکھتا ہون وہ یہ ہے کہ اسوقت پولیس کے چھہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ موجود ہین۔ میرے خیال مین انمین سے تین کا تعلق سیاسی شعبہ سے ہے اور بقیہ کا تعلق صیغہ جرائم سے ہے لہذا یہ کل چھہ ہوے اور مین یہ بات معلوم نہ کر سکا کہ انکی موجودہ تعداد جو متعلقہ سے بہت زیادہ ہی کیون قایم رکھی گئی مجھکو اس محکمہ کی کارروائی کا کوئی اصلی تجربہ نہین ہی اور اسی سبب سے مین یقین کے ساتھہ نہین کہہ رہا ہون لیکن ان صاحبان نے مجھہ سے تذکرہ کیا ہے۔ جن کو فی الواقع اس محکمہ کے اصلی کام کا تجربہ ہے کہ اگر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹون کی تعداد کم کرکے چار کر دی جاے تو اس محکمہ کی عمدگی اور باقاعدگی کام مین درحقیقت کوئی خلل واقع نہ ہوگا۔ اب ایک تجویز اور ہے جو مین پیش کرنا چاہتا ہون۔ تیسری بات جو ہے وہ سوال اس

کام کے متعلق ہے جس کا تعلق جرائم پیشہ اقوام سے ہے مجھکو نہیں معلوم کہ تفتیش جرائم کا محکمہ اس کام کو ابتک کیون انجام دیتا ہے۔ جہانتک مجھکو معلومات ہوئی ہین حکام ضلع اس کام کو بخوبی انجام دیسکتے ہین اور مجھکو پورے طور پر یقین ہے کہ بعض ضلعون کی پولیس نے جرائم پیشہ اقوام کے قانون کے لفاظ کو خوب سمجھ لیا ہوگا اور اس سپرنٹنڈنٹ کی بجائے جو جرائم یا جرائم پیشہ محکمون کے انچارج ہوتا ہے ایک اعلیٰ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ یا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مقرر ہونا چاہیے۔ اب اس کے بعد تین ضروری باتین اور ہین جو مین کونسل کے روبرو پیش کرنا چاہتا ہون پہلی بات جو ہے وہ ماہرین نشانات انگوٹھا کی کمیٹی کا سوال ہے سب انسپکٹرون کی جگہون پر اور دوسرے لوگ مقرر ہونے چاہیئین دوسرا سوال جرائم پیشہ اقوام کا ہے۔ سیاسی شعبہ کے متعلق ہم سب متفق الرائے ہین کہ وہ بدستور رہنا چاہیے اور اگر گورنمنٹ چاہے تو وہ کونسل کے تمام آنریبل ممبران کی باہمی امداد پر بھی بھروسہ کرسکتی ہے لیکن حقیقتاً اس کے یہ معنی نہین ہوتے کہ چونکہ خطرہ سازش اور نافرمانی احکام کے وقوع مین آنیکا صریح امکان ہے (اور تبلیغ مین امکان کا لفظ بھی استعمال نہین کرتا) لہذا چند بے ہی الذمہ اور غیر معتبر شورش پسندون کے کلمات کی بنا پر یہ بات لازم مانی گئی کہ محکمہ تفتیش جرائم کے ملازمین کی تعداد ضرور زیادہ کردینی چاہیے۔ میرے خیال مین اس بات سے یہ نتیجہ اخذ نہین ہوتا کہ ان اصحاب کے چند کلمات کی وجہ سے جو رہنمائے ملک و ملت نہین خیال کیے جاسکتے ہین ہم کونسل مین یہ بات پیش کرنے مین حق بجانب ہون کہ محکمہ تفتیش جرائم کے لئے اسقدر زیادہ ضرورت ملازمین کے اضافہ کی ہے،،

(بعد ازان کونسل کا اجلاس ۱۸- مارچ سنہ ۱۹۲۲ء کو لکھنؤ چیمبر مین منعقد ہوا

جس مین آنریبل انسٹنٹ نواب احمد سعید خانصاحب نے صنعت وحرفت اور زراعت کے محکمہ کا سالانہ بجٹ کونسل مین پیش کیا تھا کرجگناتھ بخش سنگھ صاحب نے یہ تحریک پیش کی کہ زراعتی تعلیم کی جو مد ہے اس مین سو روپیہ کم کر دینے چاہئین جب یہ تحریک پیش ہوئی تو ڈاکٹر شفاعت احمد خان فوراً کھڑے ہوکر اس کی تائید کی اس کے بعد انہون نے دوران تقریر مین زراعتی تعلیم کے بیش بہا فوائد بیان کئے اور کہا کہ چونکہ قریب قریب تمام ہندوستان ایک زراعتی ملک ہے اس لئے اس ملک کے فائدہ کے واسطے زراعتی تعلیم کی وسعت کی اشد اور فوری ضرورت ہے اور اس پر بھی بحث کی کہ اس قسم کی تعلیمی درسگاہین کن اصولون پر قایم ہونی چاہئین اور انکی بنیاد کی کیا صورت ہونی چاہیے۔ مختلف صوبون کی زراعتی حالت بالتصریح بیان کی اور گورنمنٹ سے یہ دریافت کیا کہ اس پالیسی کا فوراً اعلان کرے جسپر کہ وہ کاربند ہو ڈاکٹر شفاعت احمد خان کی یہ تقریر حسب ذیل ہے (مترجم)

"جو سوال کہ میرے آنریبل دوست ٹھاکر جگناتھ بخش سنگھ نے اٹھایا ہے اس سے ہمکو بہت سی اہم باتون کا پتہ لگتا ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس سوال کا تعلق ہمارے صوبہ کی اعلیٰ زراعتی تعلیم کی ترقی سے ہے۔ مجھکو خوف ہے کہ زراعتی اعلےٰ تعلیم کے انتظام کے متعلق ابتک ابتک کسی مستقل پالیسی کا اظہار نہین کیا گیا ہے۔ اگر آنریبل ممبران اسوقت تک ان قرار دادون کو ملاحظہ کرین جو زراعتی بورڈ نے سنہ ۱۹۱۶ء و سنہ ۱۹۱۷ء و سنہ ۱۹۲۲ء مین پاس کی ہین تو ان کو یہ بات معلوم ہوگی کہ بورڈ نے اپنی جس پالیسی کا اعلان کیا تھا وہ یکسان نہین رہی اور مجھکو یہ بھی خوف ہے کہ ہم نے غیر مستقل مزاجی کا یہ سبق اپنی سرکار ہند سے سیکھا

ہے میں آنریبل ممبران کو ان مختلف کانفرنسوں کی تجویزوں کے خلاصہ کا حوالہ دونگا۔ جو سیڈلر کمیشن اور زراعتی بورڈ کے رپورٹوں میں درج ہیں جیسا کہ آنریبل ممبران کو بخوبی معلوم ہے کہ زراعتی بورڈ کا اجلاس سال میں صرف ایک مرتبہ ہوتا ہی اور اس میں مختلف صوبوں کے زراعتی محکموں کے ڈائرکٹر بھی شریک ہوتے ہیں۔ ان جلسوں میں جیسا کہ آنریبل ممبران خود زراعتی بورڈ کی روئداد پڑھکر معلوم کرینگے وہ پالیسی جس پر زراعت کی تعلیم کا دارومدار ہی صرف اسی صوبہ میں نہیں بلکہ اور تمام صوبوں میں بھی یکساں اور مستقل نہیں ہی میں اب یہ چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ اعلان کرے کہ وہ کونسی پالیسی اختیار کرنیوالی ہی اور اس صوبہ میں اعلےٰ تعلیم کے لئے اس نے کیا خاص نظام عمل مرتب کیا ہی اس کے متعلق دو باتیں ہیں سب سے پہلے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا درسی کام کے ساتھ ریسرچ ورک (تحقیق اور تفتیش کا کام) بھی شامل کر دیا جائیگا یا نہیں اور ہم کو یقین ہے کہ یہ موجودہ ایسا انتظام جس سے ان دونوں ضروری باتوں کا اتفاق عمل میں آسکے برابر جاری رہے گا لیکن ساتھ ساتھ مجھکو یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اگر اس تدبیر پر در حقیقت عمل کیا گیا اور درسی کام ریسرچ ورک (تحقیق اور تفتیش کے کام) میں شامل کر دیا گیا۔ اور ان دونوں باتوں پر توجہ مساوی رہی تو ہمکو ان دونوں باتوں میں سے ایک میں بھی کامیابی نہ ہوسکیگی ذاتی طور پر میری یہ رائے ہی کہ اس سے بہتر کوئی رائے نہیں ہی کہ زراعت میں جسقدر کام تحقیق اور تفتیش کا ہے اسکو ایک ایسی مرکزی درسگاہ میں یکجا کر دیا جائے جو تمام ہندوستان کے لئے کارآمد ہو میں اس موقعہ پر اس زراعتی درسگاہ کا حوالہ دیتا ہوں جو پونا میں قائم ہے۔ یہ پہلا سوال ہی جسکو میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ علاوہ ازیں کانپور کے زراعتی کالج کے متعلق کیا پالیسی اختیار کی گئی ہے آیا جیسا کہ میرے دوست ٹھاکر

جگنا تھ بخش سنگھ نے بیان کیا ہے اسکوالہ آباد یونیورسٹی مین شامل کردیا جائے گا۔ یا یہ کہ وہ اپنا ایک ایسا جداگانہ مرکز بنا رہے گا کہ اس صوبہ مین اسکو کسی اور درسگاہ سے کوئی سروکار ہی نہ ہو دوسری بات یہ ہی کہ مین اس کونسل کے آنریبل ممبران کی توجہ اسطرف مبذول کرنا چاہتا ہون کہ یہ بات اشد ضروری ہی کہ زراعتی تعلیم کا انتظام تیرہ برس سی اٹھارہ برس تک کے لڑکون کے واسطے ہونا چاہیے ۱۹۱۷ء مین زراعتی بورڈ کے اجلاس مین جس مین مختلف صوبون کے زراعت کے ڈائرکٹر شریک تھے اس معاملہ پر بحث ہوئی تھی ۱۹۲۲ء مین شہر پونا مین جو اجلاس منعقد ہوا اسمین یہ طے ہوا تھا کہ زراعتی مڈل اسکول قایم ہونے چاہئین اور گورنمنٹ کو ان کی اعانت کرنی چاہیے۔ اس جلسہ مین اس کام کا نظام عمل صوبہ پنجاب کے سررشتہ تعلیم کے ڈائرکٹر سر جارج انڈرسن نے تیار کیا تھا اور جسکو انہون نے قبل ہی سوچ رکھا تھا اور سر جارج انڈرسن کو اسمین ایک قابل تعریف حد تک کامیابی بھی ہوئی۔ مین اس بات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہون کہ شروع شروع مین زراعتی تعلیم کا انتظام صرف تین اسکولون مین کیا گیا تھا بعد کو بیس ایسے اسکول اور بڑہانیکی تجویز ہوئی اور اب مین نے کے طور پر سنتا ہون کہ تمام صوبہ پنجاب مین زراعتی تعلیم مڈل اسکولون مین جاری کردیگئی ہے۔ میرے نزدیک ہمکو اس بات کی ضرورت نہین ہی کہ مین ہندوستان کے لیے زراعتی تعلیم کی ضرورت پر زور دون۔ یہ ایک بالکل زراعتی ملک ہی اور یہان کے باشندے خاصکر زراعت ہی پر زندگی بسر کرتے ہین اگر یہ بات فی الواقع ایسی ہی تو مین زراعت کے محکمہ سے دریافت کرنا چاہتا ہون کہ آیا اس کے پاس کوئی اس قسم کا نظام عمل یا کوئی پالیسی ہی جو ایسے مڈل اسکولون کے متعلق ہو جس مین زراعتی تعلیم بھی دیجائے مین یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہون کہ آیا آنریبل وزیر زراعت اس بات سے اتفاق فرمائین گے کہ ایسے ہائی اسکول قایم کیے جائین جو صرف زراعتی تعلیم کے متعلق ہون۔ یہ پہلا غور طلب مسئلہ ہے

دوسری خاص بات یہ ہے کہ آیا ہمارے لئے اعلے زراعتی اسکول علیحدہ بنائی جائینگے یا صرف ایسے مڈل اسکول ہونگے جو صرف زراعت ہی کے خاص کام مین ممتاز ہون اور جن کے متعلق صرف چند بیگہ اراضی ہو۔ یہ دوسرا سوال تھا اور مجھکو امید ہے کہ آنریبل ڈائرکٹر صاحب زراعت اس ترقی کی حالت سے مطلع فرمائین جو نہ صرف اعلی زراعتی تعلیم ہوگی بلکہ جو تیرہ برس سے اٹھارہ برس تک کے لڑکون کی زراعتی تعلیم مین ہوئی ہو،،

(زراعتی تعلیم پر تقریر کرنے کے بعد ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے کاشتکارون اور ان کی اراضیون کے متعلق تقریر کی اور اس بات پر زور دیا کہ مختلف کاشتکارون کی جو مختلف مقامات پر اراضیات ہین انکو یکجا کر دیا جائے کیونکہ اس مین کاشتکارون کا مالی فائدہ خوب ہوگا۔ اس امر کی تائید مین انہون نے مختلف صوبون کی حالت کا نقشہ کھینچا یورپ کے ممالک جرمنی۔ اٹلی۔ فرانس۔ انگلستان مین جو اس بارے مین قوانین ہین ان کی پوری کیفیت بیان کی۔ اور ان کا خوشگوار اثر بھی بیان کیا اس معاملہ کی تکمیل کے لئے متعدد تجویزین پیش کین وہ تقریر یہ ہے (مترجم)

"مین یہ تحریک پیش کرتا ہون کہ زراعت کی مد مین جو معینہ رقم ہے اس مین ایک روپیہ کی کمی ہونی چاہیئے۔ اس تحریک کے اٹھانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ محکمہ زراعت کے متعلق جو شکایات ہین ان کو یہان پیش کیا جائے مین آنریبل ممبران کی توجہ ایک ایسے مسئلہ کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہون جس کو ہندوستان کے دوسرے حصص کے کاشتکارون نے بڑی توجہ اور خیال کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ اس ضرورت کا یہان تذکرہ کرون جو ہمارے صوبہ مین مختلف اراضیات اور مقبوضات کو یکجا کرنے کی ہے مجھکو یقین ہے کہ اس مسئلہ پر گذشتہ سال بھی بحث ہوئی تھی اور اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد اخبارات

مین بھی اسکا خوب چرچا رہا تھا۔ بڑا خاص سوال یہی کہ آیا ان آراضیات کے رقبہ
کے متعلق ہر ایک شخص واقف ہے کہ گھٹتے چلے جاتے ہین اسقدر کم کردیئے جائینگے
کہ کسی بھی شخص کے لئے اسپر گذر اوقات ناممکن ہوجائے۔ میرے خیال مین آنریبل ممبران
خوب جانتے ہین کہ ہر آراضی کے اقتصادی حالات کا انحصار اس کے رقبہ پر ہے
اگر آراضی بڑی ہے تو لازمی اس کی مالی قیمت بھی زیادہ ہوگی اگر وہ آراضی چھوٹی ہے
تو کاشتکار کے لئے اس پر زندگی بسر کرنا ناممکن ہوگا۔ اب یہانتک کہ اس صوبہ کا تعلق
ہے مین یہ بات کہہ سکتا ہون کہ زمین کے برابر حصہ پر حصہ ہوتے چلے جاتے ہین اور یہ
نہایت ضروری ہے کہ گورنمنٹ ان مشکلات سے نجات کا کوئی ذریعہ فوراً عمل مین کرے۔ مین
آراضیات کی تقسیم مین ایک اعتراض کرنا چاہتا ہون۔ آراضی کے افراد کرنے کے یہ معنی ہین
کہ اس سے رقبہ بہت بڑا کردیا جائے اور حصہ کشی کے یہ معنی ہین کہ ایک آراضی کو اسقدر
چھوٹے ٹکڑون مین تقسیم کردیا جائے جس سے کاشتکار مالی طور پر اطمینان کے ساتھ
زندگی بسر نہ کرسکے۔ اس سوال پر بحث اور مباحثہ صرف اس ہی صوبہ مین نہین ہوا بلکہ
اور دوسرے صوبون مین بھی مثلاً بمبئی بنگال اور پنجاب۔ بیشک آنریبل ممبران کو معلوم ہے
کہ یہ بات کس قدر دشوار ہے یا قطعی غیر ممکن ہے کہ وہ مزروعہ آراضیات جو مختلف مقامات
پر واقع ہین سب ہر کاشتکار کی ایک جگہ کردیجائین۔ میرے نزدیک میرے لئے یہ بات
ضروری نہین ہے کہ اس معاملہ کو مثال دیکر سمجھاؤن سوال تو صرف یہ ہے کہ ان موجودہ
مشکلات کے دور کرنے مین مختلف ذرائع اختیار کئے جائین جو اس صوبہ کی مزروعہ آراضیات
مین پیش آتی ہین۔ اب جناب مین نہین کہہ سکتا ہون کہ مین ایک تجربہ کار کاشتکار ہون
حالانکہ مین خود ایک زمیندار ہون اور اس کونسل مین دیہاتی علاقہ کی طرف سے ایک نمائند

ہون۔ میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہسکتا ہون کہ مجھکو انگریزی کاشتکاری کا بھی کچھ
عملی تجربہ ہے۔ اس زمانہ مین جبکہ جنگ عظیم جاری تھی اور مزدورون کی بڑی قلت تھی
اور والنٹیرون (رضاکارون) کی بڑی ضرورت تھی مین نے چھ ہفتہ تک ضلع ہیڈ فورڈ
مین ڈیوک آف بیڈفورڈ کی ریاست مین بطور ایک مزدور کے کھیتون مین کام کیا ہے مین
بخوبی جانتا ہون کہ آج صدیون کے تجربہ کے بعد انگلستان کو ان مشکلات سے نجات
حاصل ہوئی ہے جسمین کہ اب ہم الجھے ہوئے ہین۔ پچھلے صدیون مین کھیتی کے جو طریقے ہم
اور انگلستان کے مخصوص طریقے کہلاتے تھے۔ اب یہ دیکھنے مین آتا ہے کہ انکی بجائے
اب موجودہ طریقے برتے جاتے ہین۔ صرف انگلستان ہی مین یہ حالت نہین ہے اگر آپ
یورپ کی دیگر ممالک کی تاریخ کا مطالعہ کرین تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ ممالک بالآخر اس
بات پر مجبور ہوئے کہ ایسے قانون پاس کرین جن سے مزروعہ علاقے سب یکجا ہوجائین۔ اور
اگر وہ مقبوضات بہت چھوٹے ہوجاتے تھے تو کاشتکار رضامندی کے ساتھ کھیتون کو
ازسرنو ترتیب دیتا تھا تاکہ ان سے اعلیٰ فائدہ زیادہ ہو میرے خیال مین میرے لئے یہ
کوئی ضروری بات نہین ہے کہ مین اٹلی فرانس جرمنی اور انگلستان کے قوانین کی مفصل
حالت بیان کرون مین نے خود ان کو دیکھا ہے خود انکا مطالعہ کیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے
کہ بالآخر ہمارا ملک بھی اس بات پہ مجبور ہوگا کہ ایسے قانون ایجاد کرے جس سے کاشتکارون کی
مزروعات سب یکجا ہوجائین۔ اب مین کہتا ہون کہ مجھکو یقین نہین ہے کہ موجودہ زمانے
مین اس امر کی امکانی ضرورت پیدا ہو کہ ایسے قوانین مرتب کئے جائین جن سے کاشتکارون
کو مجبوراً ایسا کرنا پڑے۔ میرے خیال مین اگر اس بات کے لئے کوئی قانون پیش کیا گیا
تو زراعتی ترقی کے لئے نہایت ہی خطرناک ثابت ہوگا۔ جو کچھ کہ میری تجویز ہے وہ یہ ہے

کہ صرف ان ہی مشکلات کے دفعیہ کی خاص صورتین پیدا کی جائین میری رائے مین کسی
دو اصحاب کو اس کام کے لئے علیحدہ کر دینا چاہئیے جیسا کہ پنجاب مین بھی کیا گیا ہے اور انکی
امداد کے لئے دو یا تین ایسے آدمی ہونے چاہئین جو زراعت اور انجمن ہائے امداد قرضہ
باہمی (کواپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیز) کے محکمون کے ساتھ بالاتفاق کام کر سکین۔ ان دونون
محکمون کی باہمی امداد سے اور زراعت کے محکمہ کی وجہ سے بھی یہ بات ممکن ہے بلکہ اغلب
ہے کہ اُن کی محنتین اور کوششین بارآور ثابت ہون اب اگر جناب اجازت دین تو مین
یہ چاہتا ہون کہ پنجاب مین اس کارروائی کے متعلق کچھ بیان کرون جو اس بارے مین اختیار
کی گئی تھی اور وہ اثر بھی بتلاؤن جو اس سے پیدا ہوا۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ پنجاب کی انجمن
ہائے امداد قرضہ باہمی (کواپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیز) کے رجسٹرار مسٹر کالورٹ نے اس بات
کا تجربہ کیا تھا اور ہندوستانی اقتصادی انجمن کے اپنے کسی اجلاس مین جو لاہور مین
سنہ ۲۲ء مین منعقد ہوا تھا اس تجربہ کا فائدہ بھی بتلایا تھا اگر آنریبل ممبران ان کی اس
کارروائی کو ملاحظہ کرین جو آراضیات کے یکجا کرنے کے لئے اختیار کی گئین تو ان کو معلوم ہو جائیگا
کہ وہ کام آخر اسقدر دشوار نہین ہے جتنا کہ وہ پہلی مرتبہ دیکھنے مین معلوم ہوتا ہے اور اگر ہم
برابر کوشش کرین تو وہی نتیجے برآمد ہون گے جو پنجاب مین ہوئے ہین اور اگر اور زیادہ دیکھنے
تو اُن نتائج پر بھی غور کیجئے جو احاطہ بمبئی مین برآمد ہوئے ہین۔ اس کام کے لئے یہ ضرورت
ہے کہ بمبئی کے محکمہ زراعت کے سابق ڈائرکٹر مسٹر کیٹنگز اور مسٹر مور لینڈ جو ہمارے صوبون
کے زراعتی ڈائرکٹر تھے ڈاکٹر مین جو احاطہ بمبئی کے موجودہ ڈائرکٹر ہین اور مسٹر کالورٹ جو
پنجاب کی انجمن ہائے امداد قرضہ باہمی کواپریٹو کریڈٹ سوسائیٹی) رجسٹرار ہین۔ اُن کی
خاص توجہ ہو اور مین یہ کہونگا کہ اگر ہم اس صوبہ مین ایسا تجربہ کرین تو کوئی وجہ ایسی نہیں ہے

جو ہم کو کامیابی سے باج رہی۔ مسٹر کالورٹ رقمطراز ہیں۔ "شروع شروع پیمایش کی ترتیب اور تجربہ بعض کے بعد زمیندار ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور جب وہ اس اصول سے اتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ مختلف اراضیات سب ملا دی جائیں یا یکجا کر دی جائیں اور مختلف قسم کی زمینوں کی تقسیم بھی کر دی جائے تب وہ گاؤں کے نقشہ پر دیکھ کر بتلاتے ہیں کہ ہم کو یہ قطعہ زمین چاہیئے۔ لیکن جب یہ بات طے ہو جاتی ہے تو اہلکاران مختلف رقبوں کی فہرست طیار کرتے ہیں یا اُن کی ایسی خانہ پری کرتے ہیں جس سے ہر دوسرے کاشتکار کی زمین اس پسند کی ہوئی زمین کے نزدیک نزدیک ہی ہو۔ میں کونسل کے آنریبل ممبران کو یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ مسٹر کالورٹ چاہتے ہیں کہ یہ تجربہ بلا مداخت غیرے رہے یا یوں کہیے کہ آزاد رہے۔ یہ ایک خود اختیاری بنا پر قائم ہے اور اس قاعدے میں کسی قسم کا دباؤ یا جبر کی شان نہیں پائی جاتی۔ یہ بالکل خود اختیاری ہو اور یہ کام جانبین کی مرضی سے پورا ہوتا ہے۔ اب میں اس مضمون کا خلاصہ کرنا چاہتا ہوں جو مسٹر کالورٹ نے اس بارے میں اپنے قلم سے تحریر فرمایا ہے۔ اہلکاران کو ہر کاشتکار کی جداگانہ طور پر دلجوئی کی ضرورت نہیں ہو بلکہ ان کل کی دلجوئی کی ضرورت ہو اور انہیں تحصیلدار کو اس بات کے یقین دلانے کی ضرورت ہوگی جب کہ وہ نئی زمینوں کے پٹہ کی تصدیق کرنے کے لیے آئے کہ دوسب مطمئن ہیں مختصر یہ ہے کہ میرے لیے صرف اتنا کہنا کافی ہوگا کہ اس قاعدہ کا نفاذ ایک سو بیس گانوں میں کیا گیا اور ان میں بہت کامیابی ہوئی یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ پنجاب میں جو زمینوں کے اٹھانے کا قاعدہ ہے وہ اس تدبیر سے بالکل مختلف ہے میں اس بات کو بھی انکاری تسلیم کرتا ہوں لیکن تب بھی میرا خیال ہو کہ یہ بات ہماری سہل انگاری اور کاہلی کا باعث نہ ہونی چاہیئے ہم کو سے ہونے

کارنامے کرکے دکھلانے چاہئیں تاکہ اپنے درجہ تک پہنچ سکیں جو میرے خیال میں موجودہ زمانے میں کاشتکاروں کے لیے بے حد اہم ہے آخر میں میں اس کے متعلق تبلیغ کی ضرورت بتلاؤں گا میرے نزدیک اس بات میں کامیابی اسوقت تک غیر ممکن ہے جب تک کہ ہم سرگرم تبلیغ اس بارے میں نہ کریں گے اور جب تک کہ ہم دونوں کاشتکاروں اور زمینداروں کو اس قاعدہ کی اہمیت نہ ظاہر کریں گے تو ہم کو اس وقت تک کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوگی سب آخر میں میں زور کے ساتھ یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس کام کا انتظام پبلسٹی (تبلیغ و اشاعت) کے محکمہ زراعت کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے۔

(تقریر مذکورہ بالا کے بعد ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے ایک دوسری تقریر کونسل کی اسی اجلاس میں کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹیز (انجمن ہائے امداد قرضہ باہمی) کے متعلق کی اس میں انہوں نے ان کی موجودہ حالت با تشریح بیان کی اور اس بات پر زور دیا کہ جب تک عوام میں اس کے متعلق جوش وخروش نہ پیدا ہوگا یا کیا جائے گا اس وقت تک اس محکمہ کی ترقی مسدود رہے گی۔ چنانچہ یہ تحریک پیش کی کہ اس محکمہ کے رجسٹرار کے دیگر فرائض کم کردیئے جائیں تاکہ تبلیغ کا کام بخوبی ہوسکے۔ وہ تقریر ذیل میں درج ہے۔ (مترجم)

"میرا ارادہ ہے کہ میں یہ تحریک پیش کروں کہ مد زراعت نمبری ۳۲ ج کے متعلق جو کچھ مطالبہ کیا گیا ہے اس میں ایک روپیہ کی کمی کردیجائے۔ میری اس تحریک کا یہ منشا ہے کہ میں کوآپریٹو سوسائٹیز کے محکمہ کے کام کے متعلق صرف واقفیت حاصل کروں جیسا کہ آنریبل ممبران کو معلوم ہے اس تحریک کا آغاز بمقابلہ اور تحریکوں کے حال ہی میں ہوا ہے۔ ہندوستان

ہین اس کو جاری ہوئے تقریباً بائیس سال کا عرصہ نہین ہوا اور ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اس
نے ابتک قابل اطمینان ترقی کی ہے لیکن اور زیادہ پیش قدمی کرنے سے قبل میری رائے
مین اگر ہم اس فروخنی اسباب کا حساب کرین جو موجودہ ذرائع سے حاصل ہوتا ہے اور
ساتھ ساتھ اپنی آئندہ باہمی امداد کی کوئی پالیسی بھی مرتب کرلین تو یہ بات صرف کوآپریٹو
سوسائیٹیز ہی کو فائدہ نہ پہنچائے گی بلکہ زراعت اور صنعت وحرفت کے محکمون کو بھی اس
سے فائدہ ہوگا آگے چلکر مین یہ بات کہتا ہون کہ اشتراک عمل ہی پر اور کشادہ دلی کے ساتھ
اس اصول کی پابندی پر تمام ہندوستان کی امن وامان اور نجات کا انحصار ہے اور یہ بات
بھی صرف اسی اصول کی بدولت ہے کہ اچھی لوگون اور غریب کاشتکارون کو ایک حد تک آرام
نصیب ہو سکے گا اور جس کا اثر ہندوستان کے ہر حصہ مین محسوس کیا جائے گا۔ میری تحریک کا
صرف مدعا یہ ہے کہ ہمین کوئی ایسا طریق عمل تجویز کرنا چاہیے جو کوآپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیز اختیار
کرین اور ہمارا خاص منشا بھی یہی ہے میرے نزدیک یہ ہے اسلئے یہ کوئی ضروری امر نہین ہے
کہ مین اس موقعہ پر یورپ کے ان مختلف ممالک کے اشتراک عمل کی تاریخ بیان کرون جن مین کہ مین
اب بھی کہتا ہون کہ یہ خیال آپ ہی آپ پیدا ہوا لیکن مجھکو ایک بات کا ذکر کرنا ضروری معلوم
ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس معاملہ کے بغور مطالعہ کے بعد مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ سب سے
بڑی غلطی کا ارتکاب اس وقت ہوا ہے جب کہ سب سے پہلا قانون کوآپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیز کے
متعلق پاس کیا گیا اور وہ دراصل ایک بنیادی غلطی تھی اور سنہ ۱۹۱۲ء کے اس قانون کے نفاذ
سے جس کو سرکار ہند نے پاس کیا تھا سنہ ۱۹۰۴ء کے قانون کے خاص پہلوؤن مین درحقیقت
کوئی تبدیلی واقع نہین ہوئی ہے گویا کوآپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیز کی کل کائنات بھی دو اہم
قوانین ہین اگر ہم ان کا مطالعہ کرین تو ہم کو معلوم ہوگا کہ اختیارات کا ایک کثیر حصہ جو باعتبار

ایک خاص نقطۂ نظر کے غیر محدود اختیارات بھی کہلائے جا سکتے ہیں کو آپریٹیو سوسائٹیز کے رجسٹرار کو عطا کیا گیا اب میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ ابتدائے تحریک میں ان قسم کے اختیارات کا منتقل کرنا خود اس تحریک کی ترقی کے واسطے لابد تھا میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ خیال جس سے سرکار نے درگذر چاہا ان دو قوانین سے بھی مترشح نہیں ہوتا اور وہ خیال یہ تھا کہ ہر چیز پر دفتری حکومت کا سکہ جمایا جائے اور ایک ایسی تحریک کو پامال کیا جاوے جس کی نشو و نما کا انحصار ہی افراد کی آزادانہ سرگرمی پر ہے جس پر کہ خود کمیٹی مشتمل ہے یہ ایک جملہ معترضہ ہے یا یوں کہیے کہ یاد دہانی تھی جب ہمارا دھیان تحریک کی اس ترقی کی طرف رجوع ہوتا ہے جو ان صوبوں میں ہوئی ہے تو مجھ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم تجربہ گذشتہ سے مستفید نہیں ہوتے کہ اس محکمہ کی ترقی اس مقدار رقم اور روپیہ کے مناسب بکار جو اس پر صرف کیا گیا ہے مثلاً کثیر التعداد انجمنیں بھی قائم کر دی گئی ہیں یہ سب سے پہلا اہم نتیجہ جو اخذ کیا ہے میں اس محکمہ کے رجسٹراروں پر کوئی الزام قائم نہیں کر رہا ہوں اور میرے خیال میں موجودہ صورت واقعات کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص ان پر کوئی الزام عائد کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ اصل واقعہ تو یہ ہے کہ ۱۹۱۲ء کے قانون کی رو سے رجسٹرار پر متعدد فرائض کا بار ہو گیا ہے اور حق بات تو یہ ہے کہ بہتیرے اس وقت تک ناقابل انجام رہے ہیں جب تک کہ اس فرض سے گریز نہ کیا جاوے جو اس کو تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ سے ترقی دینے کے متعلق ہے اور میرے نزدیک یہ کام البتہ نہایت اہم ہے اب یہ بات تو ہے بہی ضروری لیکن کو آپریٹیو ڈیپارٹمنٹ کے اہم ترین فرائض میں ایک اہم فرض یہ بھی ہے کہ اس کا رجسٹرار تبلیغ و اشاعت کے کام کو باقاعدہ جاری کرے اور اس کو اس بات کی بھی انتہائی ضرورت ہے کہ کو آپریٹیو سوسائٹیز کی حمایت کے لیے ایک وسیع اور سرگرم عملی میدان

تیار کرے اور ساتھہ ساتھہ اصول اتحاد عمل کی بھی حمایت کرے میرے نزدیک بغیر
ان تمام باتون کے ہمارے لیے یہ قطعی ناممکن ہی کہ ہم کوآپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیز کے خیال
کو وسعت یا ترقی دے سکین اور یہ تبلیغ کا کام صرف اس وجہ سے انجام نہین پایا کہ رجسٹرار
پر سب سے زیادہ بوجھہ حسابات کی جانچ پڑتال کا ہے علاوہ ازین دوسرے اور فرائض
بھی جو ایک رجسٹرار کو ادا کرنے پڑتے ہین اسی سبب سے یہ لازمی کام خود ساختہ کارکنون اور سرگرم
اشخاص کے ہاتھون مین چھوڑ دیا گیا ہے اگر ہمکو اس بات کا یقین کامل ہوتا کہ حمایتین کی
ایک کافی تعداد ہماری مدد کو آگے بڑھے گی اور رضاکار خود اپنی مرضی سے اس کام کو گرم
جوشی سے اور بغیر پس و پیش کے انجام دین گے تو اس کی حالت ہی دگرگون ہو جاتی لیکن
آج ہم یہ دیکھتے ہین کہ ان درخواستون کا کچھہ جواب نہین ملتا جو یہ محکمہ اور رجسٹرار دونون
پیہم کرتے رہے ہین اور اس کا بالآخر یہ نتیجہ ہوا ہے کہ اس محکمہ کی طرف صریح طور پر تو نہین
لا مقابلتہ بالکل سکوت ہے مین کسی شخص کو مورد الزام نہین بنانا چاہتا اور میرے خیال مین
کوئی الزام کے قابل ہی۔ یہ صرف عوام ہی کا طبقہ ہے جو الزام کے لایق ہے عوام کی توجہہ
پورے طور پر اس تحریک کی جانب نہین ہوئی ہے جس کا دارومدار نہ تو دوسری حکومت پر
ہے اور نہ سرکاری اہلکارون پر بلکہ جس کا دارومدار لوگون کی سرگرم حمایت پر ہے
اگر ہم دفتری حکومت کو سپرد کرکے تمام ابتدائی مدارج کا ستیاناس کر دین اور اپنی شخصی خصوصیت
کو معدوم کر دین اور اپنے تمام اختیارات سے دستبردار ہو جائین تو ہمارے لیے کوئی ایسا
موقعہ نہین ہی کہ ہم کسی حقیقی ترقی یا بہتری کی امید کر سکین اس مضمون پر تقریر کرنے کی
میری جو قابلیت ہے وہ صرف یہ ہے کہ مین نے اقتصادیات کے طلبا کو اس کے متعلق
لکچر دیے ہین۔ مین دو برس تک آئرلینڈ مین بھی رہا اور اس عرصہ مین مین نے اس تحریک

کو بغور دیکھا جس طرح کے Sir hares plunget سر ہوریس پلینکٹ نے اسکو ترقی دی تھی اور مدراس مین میرا تعلق برابر .Co. C. So کے محکمہ سے رہا ہے پس مین یہ کہنے کا مستحق ہون کہ جو کچھ مین کہہ رہا ہون وہ خود میرے عملی تجربہ کی بنا پر ہے جو مجھکو اس کام کے متعلق حاصل ہوا ہے اور میرا تجربہ تو اس بات کا شافی ہی کہ کوآپریٹو کریڈٹ سوسائیٹز کے خیال کی وسعت اور ترقی کے لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم تبلیغی کام کی باقاعدہ تمہید اٹھائین اور اس تحریک کے فروغ کے لئے ایک زبردست میدان عمل تیار کرین جبتک ان دونون باتون پر عمل نہ ہوگا اسوقت تک ہم کو کسی ممکن طور پر کامیابی کا یقین نہین ہو سکتا جو مختلف ذرایع اور وسائل ہم کو اس خیال کی تکمیل کے لئے بہم پہونچاتے ہین تھے وہ کافی و شافی ہین سب سے پہلے میری تجویز یہ ہے کہ تعلیم و تربیت ضرور ہونی چاہئے۔ ان انجمنون کی تعلیم و تربیت کے لئے مین اُن عملی تجارب کا حوالہ دیتا ہون جو مختلف مقامات مین کئے گئے ہین مین انگلستان کی پیش کردہ مثال کا بھی حوالہ دیتا ہون یہ سنکر آنریبل ممبران یہ کہین گے کہ ان مثالون کا حوالہ دینا تو بہت اچھا ہی لیکن انگلستان ایک بہت ترقی یافتہ ملک ہی، مگر وہان تب بھی یہ خیال ترقی ہی کرکے اس معقول نتیجہ تک پہنچا ہی۔ انگلستان مین ایسی انجمنین موجود ہین جو اُن کے اراکین کی تعلیم و تربیت پر زور دیتی ہین۔ جرمن کے ملک مین اس خیال کی پورے طور سے ترقی ہوئی ہے۔ آئرلینڈ مین ان انجمنون کے تمام اراکین کی تعلیمی ضروریات مہیا کرنے اور ان کو ہر ممکن طور پر مدد کرنے کے لئے اعلےٰ پیمانہ پر انتظامات کئے گئے ہین۔ ڈنمارک کی نسبت یہ بات تو ہی کہ چند ممبران کو غالبًا یہ معلوم ہوگا کہ اشتراک عمل کے خیال کا اطلاق کس حد تک مختلف صنعتی و حرفتی کامون پر ہوتا ہے اور اس خیال کا اطلاق صرف اس کریڈٹ پر ہی نہین ہوتا جس کے معنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین

میں محدود کر دیئے گئے ہیں بلکہ زندگی کے اور مختلف موقعوں پر بھی ہوتا ہے اس خیال کو اس
ملک کی زراعت میں بھی یکساں طور پر خوبی فروغ ہوا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈنمارک کی زراعت
میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔ فرانس و جرمنی جیسے دیگر ممالک میں بھی اسی خیال پر عملدرآمد
ہوتا ہے۔ میں اس قسم کی لاتعداد مثالیں پیش کر سکتا ہوں جس پر اس خیال کو انجام دیا گیا ہے
پہلی اہم بات یعنی دوسری بات جو میرے سب منشا ہے۔ وہ یہ ہے کہ کارکنوں کی جماعتیں
مرتب کی جائیں میں اس نظیر کا حوالہ دیتا ہوں جو مدراس نے پیش کی ہے ان اضلاع میں ایسی
انجمنیں قائم ہیں جو لوگوں کی نگہداشت بھی کرتی ہیں اور امداد بھی پہنچاتی ہیں میں بمبئی کی نظیر کا
بھی حوالہ دیتا ہوں جہاں کہ پارچہ بافوں میں بہت سرگرم کوششیں کی گئیں اور جہاں پر پارچہ
بافوں اور کارکنوں کے اس تحریک میں کام کرنے کے لئے خاص جماعتیں جاری کر دی گئی ہیں
دوسری اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ اس مضمون پر ملکی زبانوں میں کتابیں مہیا ہونی چاہئیں
ممبران اس بات کو مقابلۃً غیر اہم خیال کریں گے لیکن میرے نزدیک یہ بات اشتراک عمل
کے اصول اور طریق عمل کی ترقی کے لئے ایک نہایت ہی لازمی آلہ کار ہے تحریک اشتراک
عمل کے فروغ کے لئے ہمارے پاس ایک کثیر اور مستقل انتظام دیسی کتابوں کے مہیا
کرنے کا لازمی ہے میری رائے میں بغیر اس کے یہ بات ناممکن ہے کہ ہم کسی حد تک بھی
کوئی کامیابی حاصل کر سکیں۔ مجھ کو اس بات سے انکار نہیں کہ ہمارے پاس اس قسم کی
کتابوں کے کافی ذخیرے ہیں لیکن یہ بات میں تب بھی بزور کہتا ہوں کہ موجودہ وقت
میں جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ کتابوں کے حجم اور نوع میں ترقی ہونی چاہئے
دوسرا سوال یہ ہے کہ کارکنوں کی تعلیم و تربیت کے لئے خاص نصاب ہونا چاہئے اس بات
کی شرعی سخت ضرورت ہے۔ کارکنوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہم کو مختلف مقامات پر کرنا چاہئے

آخری بات یہ ہے کہ مجھکو امید ہے کہ وہ جماعت جوان انجمنوں کی رہنمائی اور انتظام کرے گی۔ آخر کار گورنمنٹ اثرات سے محفوظ رہکر بالکل مطلق العنان ہو جائے گی میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ہم اس موقعہ پر اس کام کو درحقیقت انجام دیسکینگے لیکن تب بھی میں باور رکھتا ہوں کہ جبتک یہ انجمنیں سرکاری اثر سے علیحدہ ہو کر نہ رہینگی اسوقت تک ہمارے لیے یہ امر ناممکن ہے کہ کسی معقول حد تک کامیابی ہو آخر میں میری خواہش ہی کہ اشتراک عمل کا خیال ہماری زندگی کی ہر درجہ اور پہلو میں اثر پذیر ہوگا اور اس خیال کو میں صرف کریڈٹ ہی تک محدود نہیں رکھنا چاہتا بلکہ میری کوشش یہ ہے کہ یہ خیال صنعت و حرفت اور زراعت تک میں بھی سرایت کر جائے ہمکو بڑی سخت ضرورت صنعتی و حرفتی جماعتوں کی لاحق ہے ہمکو ایسی جماعتوں کی بھی ضرورت ہی جو بطور انجمن خریداران کے ہو اور جو اس کام کو بشاملین جو آئرلینڈ اور انگلستان میں کیا جاتا ہے اور جو دیگر فرائض بھی انجام دے میں چاہتا ہوں کہ اشتراک عمل کا خیال اسقدر وسیع اور ترقی پذیر ہو کہ ہماری زندگی کے ہر پہلو میں حلول کر جائے ہمکو اس بات کی ضرورت نہیں ہی اور نہ تھی کہ ایسی عمارات ہوں جنکی بنیادیں کمزور اور غیر پختہ ہوں اور جو حضرت یونس کے کدو کی مانند کمزور بنیاد پر عمارت پر عمارت بنائے چلے جائیں بلکہ جو کچھہ ہم چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دیرپا اور مستقل انجمنوں کی ایک ایسی تعداد قایم ہو جو ہر قسم کی ٹکر کو سنبھال سکے ہماری موجودہ انجمنیں برائے نام ہیں اور ان کے متعلق جسقدر شماری نقشے جمع کئے گئے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حد سے زیادہ ہیں لیکن یہ بات زیادہ مناسب ہوتی ہی کہ ایک شے کی قسم بمقابلہ مقدار کے زیادہ عمدہ ہو پس یہ بات ہمارے لیے کہیں بہتر ہے کہ بجائے انجمنوں کی ایک ایسی کثیر تعداد کے جو برائے نام ہوں اور جو درحقیقت مفید کام نہ کر رہی ہوں۔ صرف چند ہی انجمنیں موجود ہوں!!

۳۱ - جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

تقریر متعلق بجٹ بتائید مسٹر سنگم لال

مین مسٹر سنگم لال کی تجویز کی تائید کرتا ہون۔ مین اس اصول کی سخت مخالفت کرتا ہون کہ ہمارے مارچ مین بجٹ منظور کرنے کے بعد مزید تتمہ بجٹ کیا جائے۔ بار بار مزید تخمینے پیش کرنے کو روکنا چاہیئے خصوصاً جنوری کے آخر مین یہ بہت نامناسب ہی مجھکو یقین ہے کہ جو ڈسٹرکٹ کمشنر کو کم از کم دو ماہ انتظار کرنا پڑے گا اور بجٹ کے ذریعے سے روپیہ ادا ہوگا جسکو ڈیڑھ ماہ بعد کونسل منظور کرے گی۔ مجھے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ حکومت نے بغیر اس خیال کے کہ فرنیچر تبدیل کیا جائے اتنے عرصہ تک کیونکر انتظار کیا۔ مزید تخمینے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرنیچر اکیس سال سے تبدیل نہین ہوا ہے۔ جب جو ڈسٹرکٹ کمشنر اکیس ۲۱ سال تک انتظار کرسکے تو امید ہے کہ وہ دو ماہ اور انتظار کرینگے علاوہ ازین مین دیکھتا ہون کہ اس مد کے لئے جو رقم ہے وہ اس رقم مین سے صرف کیجائے گی۔ جو آگرہ کی کوتوالی کو منظور کی گئی تھی۔ بظاہر بہت سی کوتوالیان فضول معلوم ہوتی ہین اگر آنریبل ممبران بجٹ کے دیگر حصون کو ملاحظہ کرین گے تو بریلی کوتوالی کے حوالہ جگہ جگہ پائینگے میرے خیال مین آگرہ کوتوالی دیگر محکمون کے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ میری مخالفت اصولاً ہے۔ کونسل کو ایسے معاملات مین روک تھام کرنی چاہیئے تاکہ باربار کونسل پر مزید تخمینون کا وبال نہ ڈالا جائے۔

۱۴- مارچ سنہ ۱۹۲۵ء

نوٹ از مترجم

اس موقعہ پر ڈاکٹر صاحب نے میزانیہ کے پیش ہونے پر ایک نہایت تفصیلی تقریر فرمائی اور فرمایا کہ آنریبل ممبر مال صاحب نہایت ہی ہنرمند آدمی ہیں جیساکہ ممبر مال کو ہونا چاہیے۔ پھر مزید بجٹون کے بار پیش کئے جانے کی مخالفت کی اور فرمایا کہ یہ ایک نہایت ہی مضر طریقہ ہے۔ جس پر انگلستان مین بھی عمل نہین ہوتا اور برا سمجھا جاتا ہے۔ پھر آپ نے نہایت عالمانہ طریقہ سے بجٹ کی ہر مد پر ایک گہری نظر ڈالی اور نکتہ چینی کرتے ہوے مدات کو زیادہ تفصیل کے ساتھہ بجٹ مین پیش کرنیکی ضرورت بتائی۔ پھر آپ نے صدر کونسل کو حسابات عامہ کی کمیٹی کی طرف اشارہ کیا اور وہان کے سکرٹری مال میک واٹرس صاحب کی شہادت کی طرف توجہ دلائی پھر سرگا سنٹ صاحب کی اسکیم پر عمل درآمد کرنے کی ضرورت بتائی اور افسران محکمجات کی نگرانی کی کمی کے متعلق مذکورہ بالا واقعات اور تذکرات کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا اور مسٹر میک واٹرس کا حوالہ دیا۔ پھر قرضون کے مسئلہ پر آپنے فرمایا اور کہا کہ قرضون کو کم کرنا چاہیئے۔ اور جہانتک ممکن ہو جلد سے جلد قرضے نمٹاتے جائین کیونکہ سود کی ادائیگی کی وجہ سے بجٹ کے تخمینے غلط اور جلد مالی حالت خراب ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے ضروری مدات خالی رہجاتی ہین یا ان مین بہت کمی کردیجاتی ہے۔ آپکی تقریر پڑھنے سے ہر شخص بجٹ کے ہر پہلو پر اپنی رائے

قایم کرسکتا ہے۔ کیونکہ ایک نہایت مدلل طریقہ سے مدات کی فکنہ چینی بحث مین کی ہے۔

تقریر متعلق بحث (میندانیہ)

مین آنریبل وزیر مال کو مبارکباد پیش کرتا ہون کہ انہون نے گذشتہ سال کی آمدنی و خرچ کے متعلق ایک صاف اور صریح بیان دیا۔ کسی شخص نے کہا ہے کہ وزیر مال کو استحصال بالجبر مین ماہر ہونا چاہئے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ آمدنی کم سے کم ناراضگی سے پیدا کرسکے میرے خیال مین آنریبل وزیر مال ایک صاحب ہنر شخص ہین جو ساختہ مال کرنے کا بھی ہنر رکھتے ہین۔ مجھکو یقین ہے جبکہ مین ان مشکلات کا خیال کرتا ہون جو حکومت نے طغیانی کے وقت برداشت کین اور فوری مدد جو انہون نے اس سیلاب زدہ علاقہ کو دی تو ہر وہ شخص جسکو سیلاب کے امدادی فنڈ کے نظام سے واقفیت ہے اسکو پورے طور سے معلوم ہوگا کہ مدد فوری اور موثر تھی۔ آنریبل وزیر مال نے اپنے بجٹ کی تقریر مین کہا ہے کہ قرضون کا سوال ایک نہایت ہی اہم سوال ہے۔ مین ان سے یہان پر متفق ہون۔ مین اس بات سے متفق ہون کہ اس صوبہ کے قرضے مین سخت تفتیش کی ضرورت ہی اور میری دلیل یہ ہے کہ قریب دو سال کا عرصہ گذرا کہ حکومت ڈیولپمنٹ لون مین سے ۔ ۔ ۔ ۹ ۹ روپیہ کو کام مین لائی ایسا کرنا البتہ جیسا کہ اکاونٹنٹ جنرل نے بتایا ہے اور جسکو ہر شخص بتا دیتا جسکو ان قواعد سے ذرا بھی آگاہی ہوتی جو مرتبہ حکومت سندھ مین ایک عمدہ مالی پالیسی کے تمام اصولون کے خلاف ہی۔ میرے خیال مین ایسا نہین کرنا چاہئے تھا۔ دوسری اہم بات جسکی طرف کونسل کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہون کہ "فیمن انشیورنس فنڈ" کو کام مین لایا جاتا ہے۔ ایسا سال گذشتہ بھی کیا گیا تھا

فوراً ایک صبح کو حکومت نے معلوم کیا کہ اسکو کام مین لانا چاہیئے اور اس سال مجھکو یقین ہے (مجھکو یقین ہے کہ ایسے موقعون پر ہمارے بجٹون کے اوقات کے بڑے ماسٹر مسٹر بلنٹ اسکی تصحیح کرین گے) کہ ۔ ۔ چاہتی ہے کہ اس رقم کو اُس فنڈ سے صرف کرے مین یہ معلوم کرنا چاہتا ہون کہ حکومت کو فی الفور یہ کیون پتہ چلا کہ اس مین سے روپیہ صرف کیا جاوے اور سالہا سال قبل اسکو کیون نہ معلوم کیا۔ دوسرا اہم مسئلہ قرضہ کا ہے آنریبل ڈپٹی مال نے ذکر کیا ہے کہ وہ قرضہ لینا چاہتے ہین۔ میرے خیال مین وہ اسکیم اب ترک کردیگئی ہے کیونکہ وہ رقم جو کہ ہمکو گورنمنٹ آف انڈیا سے ملے گی وہ ہماری ضروریات سے زیادہ ہوگی۔ ہر صورت مین اُس قرضہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور مین یہ بتلا دینا چاہتا ہون کہ جب کبھی ہم نئے قرضہ کا ارادہ کرتے ہین تو کونسل کو ویسے اختیارات حاصل نہین ہوتے جو ہمکو گرانٹ کے واسطے معمولی ووٹ دینے کی صورت مین حاصل ہوتے ہین کونسل کو اسکے متعلق کچھ دخل نہین ہے کہ قرضہ کس طرح سے لیا یا کتنی مدت مین لیا جا سکتا ہے۔ گویا ہم اس اہم ترین معاملہ مین اپنے اختیارات سے دست بردار ہوتے ہین۔ اسکے علاوہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۲ ، ۷ (۱) (ال) کے ماتحت کونسل کو مجاز نہین ہے کہ کسی ایسے امر پر رائے دے جو ادائیگی سود اور قرضون پر سینکنگ فنڈ چارجز کے واسطے علیحدہ کردہ رقم کے متعلق ہو۔ ہم اس محکمہ پر سے گویا کہ اپنا اثر زائل کرتے ہین علاوہ ازین جیسا کہ سکرٹری مال کو غالباً معلوم ہے کہ عرصہ سے خاص قرضون یا فنڈون کے اور خاص مقاصد کے لیے موجود ہین لانے کی پالیسی مین بڑی تیزی ہوتی ہے اور یہ میرے نزدیک آئینی طرز حکومت کے بالکل خلاف ہے۔ ہاؤس آف کامنس نے صرف ایک ہی مرتبہ نہین۔ بلکہ متعدد مرتبہ اس دستور کی مخالفت کی ہے۔ انہون نے دراصل

ایک قرار داد بھی پاس کی جسمین انہون نے دعوے سے بیان کیا کہ ہاؤس آف ملینس کوئی وجہ نہین دیکھتا کہ سوائے آئینی دستور العمل کے کوئی اور ذریعہ اور طریقہ بہم پہونچانے جس کے معنی اخراجات بجٹ مین سالانہ ایک مخصوص رقم کا اندراج ہے ایسا کرنے سے محض ہم اپنے ہاتھ پاؤن باندھ لیتے ہین اور ہمکو وہ آزادی میسر نہین آتی ہے جو ہمکو ملنی چاہیے۔ دوسری بات جسکا مین تذکرہ کرنا چاہتا ہون وہ بجٹ کی خصوصیات ہین چند ممبران کو یہ خیال ہوگا کہ بجٹ ایک مفصل بحث ہی میرا ایسا خیال نہین ہے میرے نزدیک بہت زیادہ آگاہی جو ہم کو معلوم کرنیکا حق ہی ہمکو درحقیقت نہین دیجاتی مین آپکو صرف ایک مثال دون گا۔ محکمہ پولیس کے محکمہ کے ماتحت جو رقوم ہین انکو لے لیجیے کانسٹبلون کی تنخواہ کے ماتحت ۰۰۰،۰۰،۰۰،۱۶ روپیہ درج ہے صرف اتنا ہی ذکر ہے اور کچھ ذکر نہین ہے۔ ہمکو معلوم نہین کہ کانسٹبل لوگ کس طرح سے مختلف محکمات اور ضلاع مین منقسم ہین اسکے بعد جنرل ایڈمنسٹریشن کے محکمہ کو لیجیے یہ ایک بے ربط کی بڑی مد ہے کلرکون کی مد مین تفصیل ملاحظہ کیجیے۔ لاکھون روپیہ کلرکون کو دیا جاتا ہے۔ لیکن ہمکو یہ معلوم نہین کہ وہ کس طور سے تقسیم ہوتے ہین۔ ہمارے پاس کوئی ذریعہ ہی نہین کہ ہم معلوم کرین کہ کس اصول کی بنا پر کلرکون کی تعداد ہر عہدہ کے لئے علیحدہ کر دیگئی ہے۔ یہانتک کہ میرے خیال مین یہ بجٹ جو ہمارے سامنے پیش ہوتا ہے اس سے ہمکو آگاہی حاصل نہین ہوتی دوسری بات یہ ہے کہ بجٹ کا جو اصول اختیار ہے اسکی ابھی تک پیروی نہین کیگئی ہمکو سال بھر تک کوئی توازن بجٹ کا نہین معلوم ہوتا۔ ہمارے یہان گذشتہ سال چھ تتمہجات بجٹ موجود تھے۔ ایک جنوری مین دوسرا اپریل مین اور پھر ستمبر و دسمبر و جنوری مین اور پھر آخر مین یہ کل چھ ہوتے ہین اب مین اعتراف کرتا ہون کہ چند

صورتون مین یہ امر ضروری ہے کہ مزید تخمینے پیش کئے جایئں اور مین یہانتک کہون گا کہ بغیر انکے چند موقعون پر انتظامی معاملات کا چلانا ناممکن ہوگا۔ اگرچہ تمام کانہین۔ جبکہ مین نے زائد بجٹ کے اصول کی مخالفت جنوری مین کی تھی تو آنریبل وزیر مال نے ذکر کیا تھا کہ انگلستان مین بھی یہی قاعدہ ہے مین قطعاً اس رائے سے اختلاف کرتا ہون۔ میرے خیال مین جبتک کہ ہم بار بار بجٹ پیش ہونے کو بند نکرین گے۔ اسوقت تک ہم اپنی کارروائیون کو باطل [illegible] سکینگے۔ آنریبل وزیر مال نے کہا ہے کہ انگلستان مین بھی یہی دستور ہے۔ مین نے گذشتہ بیس سال کے انگریزی بجٹ دیکھے ہین سنہ ۱۸۸۷ء سے ۱۹۱۲ء تک یا سنہ ۱۹۱۳ء تک اگر اسوقت سے سنہ ۱۲ء تک آنریبل وزیر مال صاحب تحقیق کرین گے تو انکو معلوم ہوگا کہ اسوقت سے لڑائی کے زمانہ مین بہت ہی کم زائد تخمینے تھے جو قابل ذکر ہین سنہ ۱۸۹۲ء ایک نہایت ہی قابل چانسلر وزرائے خزانہ مین سے ایک نے لارڈ گوشن نے ایک واقعہ کا ذکر کیا تھا جس نے حکومت کا اعتبار بڑھا دیا تھا وہ یہ تھا کہ مزید تخمینے بہت ہی کم کردیے گئے تھے۔ مزید تخمینون کا تناسب معمولی بجٹ سے دو ہزاروان حصہ تھا۔ اسکا مقابلہ ہمارے یہان کے مزید تخمینون سے کیجئے اور دیکھیے کہ ہمارے سامنے کتنی مرتبہ پیش کئے جاتے ہین اور کتنی رقم کے لئے دوسری بڑی چیز جو مین تبلادینا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ ایک رقم دوبارہ مخصوص کردیجاتی ہے ایسا کیا گیا ہے اور بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے ہمکو اسکے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنی چاہیے اور یہ بات اس بات سے زیادہ اہم ہے کہ ہم مزید تخمینے پیش کرین۔ کیونکہ سب سے اول اس سے خرچ کا اندازہ اصل سے زائد کی طرف انتہائی کرتا ہے دوسرے ایسے موقعون پر میلان ہوتا ہے کہ اعداد کے واسطے چارون طرف گھومتے ہین

ایک مد سے دوسری مد مین جا پہنچے۔ تیسرے گورنمنٹ کو معلوم ہے کہ جب کبھی وہ صرفہ کے لئے مطالبات پیش کرتی ہے تو گورنمنٹ کسی طرح سے ایسے خطرناک حالت مین نہین ہوتی جیسا کہ وہ معمولی بجٹ کے زمانہ مین ہوتی ہے علاوہ ازین خاص بجٹ کے وقت ہر مد مین ایک رقم کا خوب مقابلہ کا امتحان ہوتا ہے اور ہر تجویز پر بڑا غور کیا جاتا ہے لیکن جب بجٹ کا وقت گذر جاتا ہے اور تمام مدات کی معمولی جانچ کیجاتی ہے اور وہ مزید تخمینون مین غائب عملہ کر دیئے جاتے ہین اس اصول پر مین مزید تخمینے اور مکرر تصرف کرنیکی مخالفت کرتا ہون۔ دوسری بڑی چیز جس کے متعلق مین کچھ کہنا چاہتا ہون وہ زائد گرانٹ کا دینا ہے۔ یہ بات صرف اسی سال ظاہر ہوئی لیکن آڈیٹر جنرل نے اسکو پچھلے سال بتایا تھا۔ میرے خیال مین یہ ایک نہایت سخت غلطی ہے جو محکمہ انتظام مالیات کر سکتا ہے۔ صرف گذشتہ فروری مین یہ بتلایا گیا تھا کہ وہ رقم جو منظور شدہ رقم سے زائد صرف ہوئی وہ بارہ لاکھ سے زائد تھی۔ مجھکو امید ہے کہ آنریبل ممبر مال اگر میرے اعداد غلط ہون تصحیح کرین۔ اب میرے نزدیک یہ بھی حکومت کے اختیارات کا برا استعمال ہے۔ میرے خیال مین انکو کافی و مناسب احتیاط اس خطرے کے واسطے اختیار کرنی چاہیے۔ ایک دوسری بات جسکا مین اظہار کرنا چاہتا ہون کہ تمام محکمجات کے افسران کافی نگرانی نہین کرتے اور یہ بات بھی بالکل صاف ہے۔ مجھکو صرف صدر کونسل کی مجلس حسابات عامہ کی کارروائی کی جانب اشارہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر آنریبل ممبران ان کارروائیون کو ملاحظہ کرین اور گورنمنٹ آف انڈیا کے سکریٹری مال شریک دائرین کی شہادت پر غور کرین تو ان کو معلوم ہوگا کہ یہ بات ظاہر کر دیگئی تھی کہ جو نگرانی محکمجات کرتے ہین وہ بہت

نرم ہے۔ مین آپکی توجہ اس اسکیم کی طرف دلانا چاہتا ہون جسکو مسٹر فریڈرک گانسلٹ نے تیار کیا ہے اور اسمین گورنمنٹ کو مشورہ بھی دیا ہے لیکن ابھی تک جہانتک میرا علم ہے اسپر عملدر آمد نہین ہوا ہے۔ مسٹر بلنٹ اسکے متعلق کچھہ روشنی ڈالینگے اس اسکیم کا ذکر سر فریڈرک گانلٹ نے مجلس حسابات عامہ کے جلسہ مین کیا تھا مجھکو وزیر مال سے سنکر یہ بڑی خوشی ہوئی کہ اس صوبہ مین بھی اس اسکیم پر عمل کیا جائیگا یہ صوبہ سب سے پہلا صوبہ ہوگا جو اسپر تجربہ کرے گا۔ میری دوسری بات یہ ہے کہ مجلس حسابات عامہ اب صرف ایک کھیل سا ہوگیا ہے۔ لوگ خیال کرینگے کہ یہ بہت سخت الفاظ ہین۔ لیکن جو کچھہ مین کہہ رہا ہون وہ تجربہ سے کہہ رہا ہون اور مین اب بھی کہتا ہون کہ وہ منشا جس سے مجلس حسابات عامہ قایم کیگئی تھی ابھی تک پورا نہین ہوا ہے۔ اسکا اصل منشا یہ تھا کہ کمیٹی مذکور کو نگرانی اس طریقہ پر رکھنا چاہیے جس کے مطابق اس بجٹ کی جسکو کونسل نے منظور کیا ہے تکمیل ہوتی ہے۔ ابتک صرف مجلسے دو جلسے کیئے ہین یہ جلسے ہر سال مین گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے لیئے منعقد ہوتے ہین۔ اب آپ خود معلوم کرسکتے ہین کہ ایک ایسی جماعت جو صرف سال بھر مین دو مرتبہ ڈیڑھ گھنٹے کے لیے بیٹھتی ہے اور جو اس امر کی کوشش کرتی ہے کہ بجٹ تکمیل کردہ حکومت کی جانچ نہایت غور سے کرے وہ فی الواقع کیا کام کرسکتی ہے۔ اس طریقہ سے جو مرکزی مجلس حسابات عامہ اختیار کرتی ہے وہ سال بھر مین بارہ اجلاس منعقد کرتی ہے ہر مرتبہ انہون نے تین یا چار گھنٹے تک اجلاس جاری رکھے ہین اب کچھہ نہین تھا انہون نے ہر محکمہ کے افسر اعلے سے جسکے متعلق انکو اطلاع دیگئی تھی ملاقات کی اور جرح کی۔ انہون نے وہ تجاویز بھی بتائین جو حکومت ہند نے منظور کی تھین۔ حکومت ہند نے اپنی

قرارداد نمبر ۳۰ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۵ء میں اُن اصول سے اتفاق ظاہر کیا تھا جسکو مجلس حسابات عامہ نے بیان کیا تھا۔ لہذا جو کچھ کہ ہم چاہتے ہیں اور جس امر پر ہم زور دینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ مجلس حسابات عامہ کو دوبارہ مرتب کرنا تاکہ وہ درحقیقت ایک کارآمد جماعت ہو جائے اور اپنا مستقل اور باقاعدہ اثر یا نگرانی اس طریقہ وغیرہ کے متعلق رکھے جسکے مطابق وہ رقم جو ہم منظور کرتے ہیں صرف کیجاتی ہے۔ میں اپنی تجاویز کا خلاصہ کرونگا۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ اس کونسل کی ایک کمیٹی تخمینون کی بنی چاہیئے۔ تاکہ وہ زیادہ خرچ کرنے والے محکمہ کے حالات بڑے غور و خوض سے دیکھے۔ مثلاً محکمہ جنگلات یا سکریٹریٹ۔ میں چاہتا ہون کہ مسٹر بلنٹ اس سے مخالفت کرینگے وہ اپنے نوٹ میں جو فائننشل لیڈ مینس ایشن پر لکھا ہے لکھتے ہیں کہ تخمینون کی کمیٹی جسکو ہاوس

آف کامنس نے بنایا تھا وہ ناکامیاب ثابت ہوئی۔ لیکن میں اس رائے سے اتفاق نہیں کرتا۔ انہون نے اپنی تمام کارروائیون کو ہلٹن ینگ کی کتاب جو مضمون مالیات پر ہے منحصر کیا ہے۔ تمہاری رائے کمیٹی کے قدر و قیمت کے متعلق مختلف ہے اور میں مسٹر بلنٹ کی رائے سے اتفاق نہیں کرتا۔ میرا خیال ہے کہ کمیٹی درحقیقت مفید کام کرتی ہے۔ اس بارہ میں میں یہی کہونگا کہ آڈیٹر جنرل یا اکاونٹنٹ جنرل سر فریڈرک گانٹلٹ نے خود یہ تجویز کی تھی کہ کسی صیغہ کی باضابطہ تلاش اور تحقیق مجلس حسابات عامہ کو کرنی چاہیئے اور دوسری صورت میں میں تجویز کرونگا کہ بجٹ زیادہ تفصیل کے ساتھ تیار ہونا چاہیئے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ چند مشتبہ مدات کسی نہ کسی طریقہ سے گڑبڑ کر دیجائیں۔ علاوہ ازین میں

مین یہ بھی تجویز کرونگا کہ اگر قرضون کی اسکیم کو واقعی مفید بنانا ہے تو حکومت کو ایک یکسان پالیسی مرتب کرنی چاہیئے ۔ مین صرف اس پالیسی کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہون جو سر بیسل بلیکٹ نے اپنی اسی سال کی بجٹ کی تقریر کے پیرا ۱۲ ۳ لغایتہ ۲۶ ۳ مین کیا ہے وہ بیان فرماتے ہین کہ انہون نے اس تجویز پر تفصیل سے ممبران کے جلسے کے روبرو گذشتہ سال بحث و مباحثہ کیا تھا ۔ آئندہ وہ پھر حال اسکے متعلق روشنی ڈالین گے ۔ اور ۱۹۲۳ء مین بھی یہی بحث و مباحثہ کیا گیا تھا کہ یہ حقیقت ایسی پالیسی کے متعلق ہے جو حکومت ہند نے اختیار کی ہے ۔ جہانتک ہمارے صوبہ کا تعلق ہمکو قرضہ کی رقم کو کم کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے ۔ لیکن اگر ہم ایسا نہین کرتے تو ہم بہت زیادہ سود ادا کرتے چلے جائینگے ۔ ہم بجٹ کی رقمین تنخواہ کی کمی کئے چلے جائین لیکن سود قرضہ پر بہت تیزی سے بڑھتا چلا جائیگا ۔ لہذا ہمکو قرضہ پانچسال کے اندر ادا کر دینا چاہیئے ۔

۱۸ ۔ مارچ ۱۹۲۵ء

تقریر متعلق کتب خانہ کونسل

نوٹ ۔ بجٹ میزانیہ ۲۶-۱۹۲۵ء کے دوران مین بعض ممبران کونسل کا الاونس قیام بجائے دس روپیہ یومیہ کے آٹھ روپیہ کر دیا جائے ۔ بابو بینی چند صاحب ممبر کونسل نے اس پر زور دیا کہ یہ روپیہ جو اسطرح سے حاصل ہوگا کتب خانہ کونسل کی توسیع مین خرچ کیا جائے ۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے کتب خانہ کی خستہ حالت پر اپنی تقریر مین کافی روشنی ڈالی ہے جس

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ہر مسئلہ کا خواہ چھوٹا ہو یا بڑا بہ نظر تعمق مطالعہ فرماتے ہین (مترجم)

ممبر کونسل مسٹر نیمی چند صاحب نے اپنی تقریر مین کتب خانہ کی حالت پر روشنی ڈالی ہے میرے خیال مین رقم منظور شدہ کتب خانہ کے لئے کسی طرح کافی نہین ہے۔ کتب خانہ مین ایسے ضروری مضامین پر جنکی ممبران کونسل کو اکثر ضرورت ہوتی ہین کتابین موجود نہین ہین۔ مجھے یہ معلوم کرکے کہ بجٹ مین صرف دو ہزار روپیہ صرف اس مد کے رکھے گئے ہین سخت حیرت ہوتی ہے۔ شاید اس کمی کا سبب یہ ہے کہ چونکہ سنہ ۱۹۲۷ء مین کتب خانہ جدید عمارت مین منتقل کر دیا جائے گا لہٰذا اسکی ترمیم و توسیع اسی وقت کرنی چاہیے جبکہ وہ اپنی مستقل مقام پر منتقل کر دیا جائے۔ لیکن بعض کتابوں کے ممبران کو اب بھی سخت ضرورت ہے۔ لہٰذا مین گورنمنٹ سے استدعا کرون گا کہ دوسرا ایک مزید تکملہ بجٹ اس کام کے لئے پیش کرے۔ اگرچہ مین مسٹر بلنٹ کے اس معاملہ مین کہ مزید تکملہ بجٹ سے پرہیز کرنا چاہئیے ہم خیال ہون۔ لیکن باوجود اس رائے کے کتب خانہ کی توسیع ایک نہایت ضروری کام ہے۔ ایسی صورت مین اسکو اچھا خیال کرتا ہون۔ مین گورنمنٹ کی توجہ اسطرف مبذول کرنا چاہتا ہون کہ عرصہ چار ماہ ہوا گورنمنٹ نے وعدہ کیا تھا کہ ہر ممبر کونسل کو ایک Adminstration Report ایڈمنسٹریشن رپورٹ دیجائے گی لیکن اب تک میرے پاس نہین پہنچی۔ دوسرے ممبران کے متعلق مین کچھ عرض نہین کر سکتا (آواز ہمارے پاس بھی نہین پہنچی) کیا گورنمنٹ اس تاخیر کا سبب بتائیگی؟

تحریک بابت تخفیف رقم مطالبہ متعلق سپرنٹنڈنٹ

مین تحریک پیش کرتا ہون کہ رقم مطالبہ ۲۵ ۷ ۱۳۵ روپیہ بابت تنخواہ سپرنٹنڈنٹ صاحبان

جسکی تفصیل تخمینے کے صفحے ۵۴ پر درج ہے بقدر ... ۹ روپیہ کم کر دیجائے۔ اگر معزز ممبران تخمینے کے صفحہ ۵۴ پر غور فرمائینگے تو معلوم ہوگا کہ امسال بجائے ۱۸ سپرنٹنڈنٹ کے ۱۹ کی منظوری کی گئی ہے۔ مین نہین جانتا کہ امسال ایسی کونسی خاص ضرورت پیش آئی کہ انہین اضافہ کیا گیا۔ مجھے بڑی مسرت ہوگی اگر مسٹر بلنٹ اس پر روشنی ڈالینگے۔

نوٹ۔ مسٹر بلنٹ نے جوابیہ تقریر مین اس امر کو واضح کیا کہ گذشتہ سال غلطی سے ایک سپرنٹنڈنٹ کی تنخواہ دوسری مین دکھائی گئی تھی امسال وہ اپنی صحیح جگہ پر دکھائی گئی ہے۔ کوئی جدید تقرر نہین ہوا۔ اسپر ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحریک باجازت صدر واپس لے لی۔

تقریر متعلق تخفیف محکمہ تفتیش جرائم

نوٹ۔ پنڈت بھگوت نرائن بھارگو صاحب ممبر کونسل نے جنرل سکریٹریٹ وغیرہ کی مد مین ایک معتدبہ رقم تخفیف کرنے کی تحریک پیش کی۔ ڈاکٹر موصوف نے ایک پرزور تقریر کی جس مین محکمہ تفتیش جرائم کی موجودہ حالت اور عدم ضرورت پر روشنی ڈالی ہے۔

مین اپنے معزز دوست مسٹر بھارگو کی تحریک کی پرزور تائید کرتا ہوں۔ اگر معزز ممبران کونسل میمورنڈم یعنی یادداشت کے صفحہ ۳۰ پر غور فرمائینگے تو صاف طور سے روشن ہوجائیگا کہ ایک گورنمنٹ ریپورٹر اور ۲ مترجمون کے لئے منظوری کی گئی ہے جسکی وجہ سے کل اضافہ کی تعداد ۰۸۰ر۱۷ روپیہ ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ رقم یا کم از کم ... ۷ روپیہ

کی رقم محض فضول صرف ہوگی اور اسکے وجوہ مین کونسل کے سامنے پیش کرتا ہون۔ جہانتک مجھے علم ہے سنہ ۱۹۲۲ء مین سی۔ آئی۔ ڈی یا محکمہ تفتیش جرائم کے شعبہ اخبار کا صرفہ حسب ذیل تھا۔

۱۔ ڈپٹی کلکٹر	۲۵۰ - ۸۵۰ روپیہ ماہوار یعنی		۹۶۰۰ روپیہ سالانہ
۔ مترجم		بالمقطع	۴۵۰۰ روپیہ سالانہ
۲	"	"	۲۵۲۰ "
۲ کلرک		"	۲۰۰۰ "
کل میزان			۱۵۶۲۰ "

شعبۂ اخبار کی دو جدید عہدون کا صرفہ جو میزانیہ مین ظاہر کیا گیا ہے مبلغ ۱۷۱۸۰ روپیہ ہے اسمین دو سکنڈ گریڈ مترجمون کی جو متعلق شعبۂ اخبار مین تنخواہون کو شامل کرنے سے کل رقم صرفہ ۲۳۲۱۰ روپیہ ہوتا ہے۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ صرفہ مین ۷۴۰۰ روپیہ اضافہ ہوگیا۔ لیکن برخلاف اس کے موجودہ حالت مین صرفہ کم ہونا چاہیے کیونکہ اب تحریک ترک موالات کا زور نہین ہے اور نہ اب خفیہ کام کی اب چندان اتنی ضرورت ہے۔ ان واقعات کو نظر انداز رکھتے ہوئے اب اتنے عملہ کی ضرورت معلوم نہین ہوتی۔ شعبۂ اخبار سکرٹریٹ کے محکمہ ورنیکولر کا سنہ ۱۹۰۵ء تک ایک حصہ تہا دونون کے مجموعی عملہ مین ایک گریجویٹ میر منشی سپرنٹنڈنٹ گریڈ مین اور ۳ تہہ گریجویٹ مترجم اعلیٰ گریڈ مین اور معتمد میٹرک پاس کلرک ادنے گریڈ تھے۔ سولہ سال تک یہ شعبہ محکمہ تفتیش جرائم مین شامل رہا سنہ ۱۹۲۲ء مین صرف پانچ گریجویٹ مترجم

اور ایک میٹرک پاس کلرک رکھے گئے اور شعبہ مذکور دفتر پبلسٹی (Publicity) کو منتقل کر دیا گیا۔ مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ محکمہ سی۔آئی۔ڈی میں اب کچھ کام نہیں ہے اور عرصہ تین۳ سال سے برابر وہ لوگ مکھیاں مار رہے ہیں میں گورنمنٹ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ یہ آدمی سکریٹریٹ کو منتقل کر دیئے جائیں اور رقم مطالبہ میں کمی کر دیجائے۔

۲۰۔ مارچ سنہ ۱۹۲۵ء

تحریک بابت تخفیف رقم مطالبہ متعلق پاگلخانہ

نوٹ۔ اس تقریر میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے پاگل خانون کیحالت واضح طور سے بیان فرمائی ہے اور ایک نہایت ضروری امر پر زور دیا ہے کہ لفظ پاگل خانہ کو اڑا دینا چاہیے چونکہ یہ نام شرفا کے لئے خصوصًا باعث ننگ و عار ہے۔ دوسرے شرمائی امراض کے شفاخانہ جاری رکھنے کے لئے زور دیا چونکہ یہ امراض ہندوستان میں عام طور سے پایا جاتا ہے اور اسکے لیے بیچارے ہندوستانیون کو ایسے شفاخانون کی سخت ضرورت ہے۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہون کہ رقم مطالبہ تعدادی ۱۷۹۶۴۳ روپیہ جس کا تعلق پاگل خانون سے ہے اور جسکی تفصیل تخمینے کے صفحہ ۴۳ پر درج ہے بقدر ایکہزار روپیہ کم کر دیجائے۔ میں اسکے متعلق نہایت مختصر عرض کرون گا۔ اولًا آنریبل وزیر موصوف سے درخواست کرون گا کہ آیا وہ اس امر کے متعلق تحقیقات فرمائیں گے کہ دیوانون کے

ساتھ طریقہ سلوک و برتاؤ مین کسی قسم کی ترقی ہوئی ہے یا نہین۔ مین نے ابھی مسئلہ پر مسٹر اوربک رائٹ صاحب سپرنٹنڈنٹ پاگل خانہ آگرہ سے گفتگو کی تھی صاحب موصوف کی اس کے متعلق نہایت امید افزا رائے ہے۔ مجھے بڑی مسرت ہوگی اگر گورنمنٹ اس معاملہ پر غور فرمائے گی اور اچھے طریقے اور انتظام پر عمل کرے جس کا تعلق کسی خاص سپرنٹنڈنٹ پاگل خانہ کی ذاتی رائے سے نہ ہو۔ دوسرا اہم مسئلہ جس کی طرف مین گورنمنٹ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہون یہ ہے کہ نام "پاگل خانہ" بدل دیا جائے اور بجائے اس نامناسب نام کے کوئی دوسرا مناسب نام مثلاً "شفاخانہ امراض دماغی" وغیرہ کر دیا جائے تو نہایت بہتر ہوگا۔ یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اس شخص پر ہی نہین جو ایک مرتبہ بھی اس جگہ چلا جاتا ہے بلکہ افراد تمام خاندان کے لئے ہمیشہ کے واسطے ایک دھبہ ہو جاتا ہے جو کبھی نہین چھوٹتا لہذا مین گورنمنٹ سے پرزور الفاظ مین التجا کرون گا کہ وہ یہ نام بدل دے انگلستان مین ایسا ہو چکا ہے۔ تیسرا ضروری امر جس پر گورنمنٹ کو توجہ کرنی چاہئے یہ ہے کہ ہر پاگل خانہ کے ساتھ ساتھ ایک شفاخانہ یا وارڈ شریانی امراض کے علاج کے لئے ہونا چاہئے۔ اس صوبہ مین۔ بلکہ جہانتک مجھے علم ہے ہندوستان کے کسی صوبہ مین ایسے امراض کے لئے کوئی مخصوص شفاخانہ اور باقاعدہ طریقہ علاج کے لئے انتظام نہین ہے۔ انگلستان مین جنگ عظیم کے بعد ایسے امراض کی تحقیقات اور علاج کے متعلق سرگرمیون سے کام شروع کر دیا گیا اور اب قریب قریب ہر پاگل خانہ کے ساتھ ایک شریانی امراض کے علاج کے لئے مخصوص وارڈ موجود ہے۔ لہذا مین گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہون کہ ان امورات پر غور فرمائے اور اگر فی الحال

نہیں تو کچھ عرصہ بعد یہ بتائیے کہ آیا وہ ان سفارشات پر عمل کرنے پر تیار ہے یا نہیں۔

نوٹ از مترجم

یہ تقریر ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۲۵-۲۶ء کے میزانیہ کے پیش ہونے کے وقت فرمائی جبکہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس کے عہدہ کو توڑنے کا مسئلہ درپیش تھا اور مسٹر ڈیوڈ کے ریمارک کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ الزام غلط ہے کہ ہم امن قایم کرنیکے اتنے خواہشمند نہیں ہیں جتنی کہ گورنمنٹ فی الواقع ہر نقص امن کا اثر ہم پر ہی پڑتا ہے نہ کہ گورنمنٹ پر لہذا ہم کسی طرح یہ نہیں چاہتے کہ بلوہ اور فساد ہو۔ افسوس ہے کہ بلوہ اور فساد کو فرو کرنے اور روکنے کے لئے۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل کے عہدہ کا قائم رکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے ایک خیال عبث ہے ہمارے باہمی تعلقات قایم کرنیکے لئے ایسا عظیم الشان اسٹاف رکھنا کوئی دانائی نہیں معلوم ہوتی۔ محض یہ بہانہ ہی ہے اور مسٹر ڈیوڈ کا یہ کہنا کہ اس عہدہ کو ہم ہندوستانیوں سے پُر کرنا چاہتے ہیں اس لئے اس کا قایم رکھنا ضروری ہے۔ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ہم صرف اقتصادی کمیٹی کی سفارشوں پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ نے محکمہ آبپاشی کے منتقل ہونیکی طرف اشارہ کرتے ہوئے خفیہ پولیس کے محکمہ کی طرف رجوع ہوئے اور چند ضروری امور بتلائے۔ پھر خفیہ پولیس کے محکمہ کا موازنہ و مقابلہ پولیس کے محکمہ سے کرتے ہوئے پولیس افسران کی کم توجہی پر اشارہ کیا

اور بتلایا کہ کس قدر بے پروائی سے افسران پولیس دورہ وغیرہ کی طرف توجہ کرتے ہین۔ پھر آپ نے اس محکمہ کے بیجا صرف کے متعلق فرمایا اور اس سے بچنے کی تجویزین پیش کین۔ آپنے آخرمین یہ بھی فرمایا کہ افسوس مسٹر ایڈون انسپکٹر جنرل پولیس اس سال پولیس کے بجٹ کو نقائص سے پر چھوڑکر ہم سے رخصت ہوتے ہین اور پھر مختصر نویسون کی قابلیت اور اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے تقریر بجٹ ختم فرمائی۔ آپ نے ایک نہایت ہی گہری نظر ہر ضروری مسئلہ پر ڈالکر گورنمنٹ کو مختلف ضروری امور کی طرف متوجہ کیا اور میزانیہ کے نقائص بتلائے اور آئندہ انکے ازالہ کی کوشش کرنیکی سفارش فرمائی۔

مترجم

۱۷ - مارچ سنہ ۱۹۲۵ء

تقریر متعلق رواد یونیورسٹیان

مین پنڈت نانک چند صاحب کی تحریک کی تائید کرتا ہون۔ میری تحریک سے مطلب یہ تھا کہ مین حکومت کو توجہ ان صوبجات کے عوام کے دماغی ضروریات کی طرف دلاؤن یعنی ان لوگون سے متعلق جنھون نے یونیورسٹیون سے ڈگریان لیلی ہین مینے انکا حوالہ ایک تقریر مین دیا تھا جو ایک قرارداد کے سلسلہ مین کونسل مین پاس کیگئی ہے مینے تبلایا تھا اس صوبے مین گریجوئون کی تعداد بڑھ رہی ہے اور میری یہ رائے تھی کہ حکومت کو کوئی طریقہ یا راستہ نکالنا چاہیے جسکے ذریعہ سے یہ لوگ مفید پیشون مین لگ سکین مین حکومت کی توجہ ان تدابیر کی طرف مبذول کراؤنگا جو بنگال مین اختیار کیگئی ہین اور اس دلچسپی

کی طرف بھی توجہ دلاؤن گا جو اس سے آسام مین پیدا ہو گئی ہے۔ اس صوبہ مین یہ مسئلہ بہت زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ وہان تو صرف دو ہی یونیورسٹیان ہین اور آسام مین ایک بھی نہین اس صوبہ مین برعکس اسکے چار موجود ہین جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ گریجوٹون کی تعداد مین اضافہ ہو گیا ہے اور ہو رہا ہے۔ مین حکومت کی توجہ اس معاملہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہون۔

۲۱ - مارچ ۲۵ سنہ ء

تقریر ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب متعلق

بجٹ سنہ ۲۶-۱۹۲۵ ء

میرا ارادہ نہ تھا کہ اس مباحثہ مین کوئی حصہ لون لیکن میرے دوست مسٹر ڈیوڈ کے ریمارک اس امر کے مقتضی ہین کہ اُنکے جوابات دیئے جائین۔ انہون نے فرمایا کہ کونسل پولیس کو کمزور کرنا چاہتی ہے۔ میرے نزدیک اس سے بڑھکر اور زیادہ کسی برے طور سے واقعات نہین دکھلائے جا سکتے۔ ہم کو بھی امن و امان قایم رکھنے کا اسی قدر خیال ہے جسقدر کہ گورمنٹ کو میرے نزدیک کوئی حق خاص یا اجارہ لوگون کی نگرانی یا حفاظت کا حاصل نہین ہے۔ ہمیر ہی بالآخر اُس فتنہ اور فساد کا جو برپا ہوتا ہے اثر پڑتا ہے۔ مین اس سے آگے بڑھکر کہون گا کہ جب کوئی بلوہ یا نقص امن ہوتا ہے تو ہمین غیر سرکاری ممبران کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے حکومت کو اسقدر نقصان نہین اٹھانا پڑتا لہذا مین اس الزام کی تردید کرتا ہون کہ ہم ان صوبجات مین امن و امان قایم کرنیکی اہمیت سے بالکل بے خبر ہین دوسری بات یہ ہے کہ مسٹر ڈیوڈ نے ان صوبون کی فرقہ بندی کے جھگڑون کے امکان

کی طرف اشارہ کیا ہے۔ میرے نزدیک یہ سب سے ناکارہ ترین دلیل ہی جو مین نے کبھی سُنی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ امکان ہے اور یہ بھی امکان مین ہے کہ ایسے افسوسناک واقعات رونما ہون۔ لہذا اس بات کی ضرورت ہے کہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل کو قایم رکھا جاوے۔ اور وہ کوئی معمولی پولیس سپرنٹنڈنٹ یا ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ نہ ہو لیکن ڈپٹی انسپکٹر جنرل کی نائب کا ایک شخص ہو۔ مجھکو مطلق کوئی سبب نظر نہین آتا کہ فسادات کے فرو کرنے کے لئے ڈپٹی انسپکٹر جنرل کا وجود کیون ضروری اور لازمی ہے اور خاص طور سے ایسے فسادات کے لئے جو اتفاقیہ طور سے کہین ایک دو مقامات پر برپا ہون مسٹر ڈیوڈ نے یونٹی کانفرنس کی ناکامیابی کا حوالہ دیا ہے مین اسکو بالکل باور نہین کرتا مجھکو یقین ہے کہ یونٹی کانفرنس ضرور بار آور ثابت ہوگی۔ مجھکو مطلق کوئی سبب نظر نہین آتا کہ ان دونون قومون کے موجودہ تعلقات کو وابستہ کرنیکے لئے ایک عظیم الشان اعلیٰ افسر قایم رکھا جاوے۔ جناب مسٹر ڈیوڈ فرماتے ہین کہ یہ بات اس وجہ سے بھی ہے کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم یہان کی سب جگہون کو ہندوستانیون سے پر کردین جہانتک یہ تعلق ہے مین کہون گا کہ میری اصل خواہش ان تمام اختصارات کرنے کی یہ تھی کہ کفایت شعاری عمل مین لائی جاوے میری اس قسم کی کوئی منشا نہ تھی کہ محکمہ پولیس سے یوروپین افسان کو علیحدہ کردیا جاوے۔ ان چند الفاظ کے ساتھ مین سفارش کرتا ہون کہ ممبران اسپر مہربانی فرماکر توجہ کرینگے۔

مین حکومت سے چند سوالات کرنا چاہتا ہون۔ پہلا سوال یہ ہے کہ آیا یہ امر واقع ہے کہ آبپاشی کا محکمہ لکھنؤ سے منتقل کیا جارہا ہے یا کردیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو یہ کیا ممکن نہوگا کہ خفیہ پولیس کے محکمہ کو انسپکٹر جنرل پولیس کے یہان جگہ دیدیجاوے۔ انسپکٹر

پولیس کے یہان جگہ دیدی جائے۔ انسپکٹر جنرل پولیس اُن تین اسسٹنٹوں کے کام کی نگرانی کر سکینگے جو وہ تمام کام انجام دینگے جو محکمہ تفتیش جرائم کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل کرتے ہین۔ ہمکو کوئی سبب نظر نہین آتا کہ وہ اعلے افسران جنکی قابلیتون کا اظہار مسٹر ایڈاون نے کونسل کے گذشتہ اجلاس مین بحث کے موقعہ پر کیا تھا اور جنکی تعریف انہون نے نہایت اعلے الفاظ مین کی تھی۔ اگر وہ حضرات ایسے موجود ہین تو وہ کیون جو وہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل کے فرائض انجام نہین دیتے علاوہ ازین مین سنتا ہون کہ چند ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ اپنی ڈویژن سے باہر نہین جاتے وہ بہت ہی کم دورہ کرتے ہین اور صرف تمام صوبون مین دو مرتبہ دورہ کرتے ہین خفیہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل بہت خیال ہے وہ بہت زیادہ دورہ کرتے ہین۔ لہذا مین یہ تجویز پیش کرتا ہون کہ یہ ممکن ہے اور بالکل قابل عمل بھی ہے کہ خفیہ پولیس کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل کے عہدہ کو توڑ دیا جائے۔ کونسل کو یاد ہوگا کہ بیلوسے کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل کی جگہ حال ہی توڑ دی گئی ہے اور انسپکٹر جنرل نے گذشتہ سال اس جگہ کے بحال رکھنے کے لئے کوئی دلائل پیش نہین کئے۔ سب سے آخر مین مین اقتصادی کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق جس کا ذکر کیا جا چکا ہے کہون گا۔ اور یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہون کہ سفارش اتفاق رائے سے تھی اور صرف کمیٹی مذکور کے غیر سرکاری ممبران نے دستخط کئے تھے۔ اقتصادی کمیٹی نے صاف طور سے اس بات کی سفارش کی تھی کہ تفتیش جرائم کے محکمہ کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل کی جگہ توڑ دی جائے ایسی صورت مین نیز سفارش کرون گا کہ اس معاملہ مین اچھی طرح غور کیا جائے۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے پولیس کی ری آرگنائزیشن کمیٹی کا حوالہ دیا ہے۔ مین یہ معلوم کرنا چاہتا ہون کہ اس کمیٹی کی کس نے منظوری دی تھی۔ ان تجاویز کے متعلق جنکی نہ مین محکمہ تفتیش جرائم

کا ازسرِ نو ترتیب دینا تھا۔ ایک اسکیم کا مسودہ کیا گیا تھا۔ انسپکٹر جنرل بیان کرتے ہین کہ کونسل نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ مین نہین خیال کرتا کہ یہ معاملہ ہمارے سامنے پیش ہوا تھا اگرچہ ۱۹۲۳ء کے بجٹ کے مباحثہ مین اسکا ذکر آیا تھا لیکن ممبران کو اس امر کی شکایت تھی کہ جن اصولون پر سی۔ آئی۔ ڈی کا ازسرِ نو ترتیب دینا عمل مین لایا گیا تھا اُنسے گورنمنٹ نے ممبرن کو محروم ازتحقیقات بنایا میرے پاس یہان تقریرین موجود ہین نقلین یہ صاف طور سے بیان ہوا ہے کہ اس اسکیم کی تمام تفصیلات کے متعلق فائنانس کمیٹی سے مشورہ نہین کیا گیا تھا۔ ممکن ہے کہ بعد مین مشورہ لیا گیا ہو۔ مسٹر ایشٹون کہتے ہین کہ انہین یہ تسلیم ہے کہ ایک آدمی یا ایک سے زیادہ آدمی ایسے ہین جن کا کام محض کلرک کی قسم کا ہے۔ مجھے اُمید ہے اگر مین غلطی پر ہون تو وہ اسکی اصلاح کرین گے اگر محض محرری کا کام کرنے والا کوئی آدمی ہے تو میرا یہ خیال ہے کہ وہ ایسا آدمی مقرر کرین جسکا صرفہ اسقدر زیادہ نہو جو محکمہ کے واسطے اسقدر گران نہ پڑے اور جو یہ کام جسکا اُنہون نے ذکر کیا ہے ایسی عمدگی اور بہتر طریقہ سے بانسبت اُس شخص کے جو یہ کام کر رہا ہے انجام دے۔ پھر جناب یہ کہا گیا ہے کہ یہ کام خاص قسم کا ہے۔ اتفاق سے مین الہ آباد رہتا ہون اور اس محکمہ سے تعلق کرنے والے اشخاص سے میری ملاقات ہوتی ہے۔ ان چھ آدمیون کے بجائے جو اس محکمہ مین کام کرتے ہین چار آدمی ویسا ہی بلکہ اس سے بھی بہتر کام انجام دے سکتے ہین۔ لہذا مین اس تحریک کی جو میرے دوست مسٹر ظہور احمد نے کی ہے بزور تائید کرتا ہون۔

مسٹر پانڈے نے جو تحریک کی ہے۔ اسپر مین یہ کہنا چاہتا ہون انمین بھی دہی امور مین ایک امر کا ذکر مسٹر پانڈے نے نہین کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ سی۔ آئی۔ ڈی مین اگر

مین غلطی نہین کرتا تو فی الحال چند سب انسپکٹران بطور ماہرین نشانات انگوٹھ کے کام کرتے ہین۔ سال گذشتہ مین مین نے یہ سوال اٹھایا تھا اور بتلایا تھا کہ اس کام کو سیکھے ہوئے کلرکون اور فنگر پرنٹ بیورو شملہ نے انجام دیا ہے۔ مین جانتا ہون کہ فنگر پرنٹ بیورو تخفیف مین آگیا ہے۔ ان صوبجات مین یہ کام سی۔ آئی۔ ڈی کرتا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر کلرکون کو یہ کام سکھلایا جا سکے اور سب انسپکٹرون جن کو تیس روپیہ ماہوار الاؤنس اور پندرہ روپیہ سی۔ آئی۔ ڈی الاؤنس بطور کرایہ مکان کے کل پینتالیس روپیہ ماہوار علاوہ اپنی تنخواہ کے مل رہا ہے۔ ضلعون کو واپس کر دیئے جائین اور صرف کلرکون ہی سے یہ کام لیا جائے تو میرا یقین ہے کہ کام ویسی ہی عمدگی اور ویسی ہی سہولیت سے انجام پائے گا۔ مسٹر ایٹی ڈون پھر اس بارے مین غور فرمائین اور ہمین بتلائین کہ کیا اس کام کے واسطے بجائے سب انسپکٹرون کے مزید کلرکون کا تقرر ممکن ہے۔

مین تحریک کرتا ہون کہ مد کلرکان صفحہ ۱۱ مفصل تخمینجات کا مطالبہ ۸۰۹/۳۰۵ روپیہ مین سے ۲ ہزار روپیہ کم کر دیا جائے۔ یہ دو تحتی مدون پر مشتمل ہے۔ اول تو اسمین سی۔ آئی ڈی کی شاخ اخباری کے اہم حصہ کے آدمیون مین سے کچھ شامل ہین جو میرے نزدیک سکریٹریٹ کو منتقل ہونی چاہیئین۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ ۲۱ کلرکون مین سے ۲۔ آدمی علاوہ اس تعداد کے جو اس سے قبل بھیجے گئے ہین سیکریٹریٹ مین جذب کر دیئے جائین۔

دویم اسمین چھ مختصر نویس بھی شامل ہین۔ مین امید کرتا ہون کہ میرے دوست مسٹر ایٹی ڈون اگر مین غلطی پر ہون اصلاح کرین گے (مسٹر آئے ڈی ایٹی ڈون نے فرمایا کہ مختصر نویس اُن ماتحت عمال مین شامل ہین جن کے واسطے ۱۲۹۰۰ روپیہ کی رقم تجویز کی گئی ہے) اسکے معنی یہ ہوئے کہ مین اپنی تحریک نہین پیش کر سکتا۔ مجھے امید ہے کہ سال آئندہ مین

بجٹ زیادہ مفصل ہوگا۔ مدراس مین بڑی پوری واقفیت بہم پہونچائی جاتی ہے
یہان ہمکو بالکل پتہ نہین چلتا کہ فلان رقم کہان غائب ہوگئی اور فلان کہان چھپا دی
گئی ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ مین پھر کھڑا رہتا ہون اور سی۔ آئی۔ ڈی کی طرف گورمنٹ کی توجہ
دلاتا ہون اور بھی زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ مسٹر ایشڈون جو ایک قابل تقلید افسر
ہین جنکا مین نہایت ہی ادب ولحاظ کرتا ہون ہمسے اس سال پولیس کا بجٹ نقائص
سے پر چھوڑکر رخصت ہوتے ہین۔ تاہم یہ ہمارا فرض ہے کہ ان نقائص کی طرف گورمنٹ
کی توجہ دلائین۔ ایک امر جسکی طرف مین صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی توجہ دلانا
چاہتا ہون۔ وہ سی۔ آئی۔ ڈی مین مختصر نویس رپورٹرون کی قابلیت اور تعداد
کے متعلق ہے قابلیت کے متعلق آنریبل راجہ صاحب نے سال گذشتہ مین ہمین یقین
دلایا تھا کہ پولیٹیکل تقریرون کی نہ کہ معمولی تقریرون کے رپورٹرون کی قابلیت کے
متعلق اصلاح کیجائے گی۔ مجھے معلوم نہین کہ وہ اس سال اس بارہ مین ہمین اطمینان
دلاسکتے ہین یا نہین کہ مابعد اسکے اصلاح ہوئی مجھے تو یہ اطلاع ملی ہے کہ جہانتک
قابلیت کا تعلق ہے الہ آباد مین چھہ رپورٹرون مین سے ایک بھی گریجویٹ نہین ہے
مسٹر ایشڈون میری غلطی کی اصلاح کرین گے۔ بلکہ بعض مین سے میٹرک پاس بھی
نہین ہین۔ اور بعض انگریزی بھی نہین سمجھتے۔ تعداد کے متعلق یہ ہے کہ الہ آباد مین
سیاسی تقریرون کی رپورٹ کرنے والے چھہ آدمی ہین ان مین سے چار انسپکٹر ہین
اور دو سب انسپکٹر انکو خاص الاؤنس ملتے ہین مین تمثیلاً بتاؤن گا کہ کسطرح پر بہتون
کی بکھیر ہوتی ہے۔ اول سب انسپکٹر کو لیجئے وہ ۷۰ ۔ ۱۵۰ ماہوار تنخواہ اپنے گریڈ

گریڈ کی پاتے ہین - پندرہ روپیہ ماہوار انکو کرایہ مکان کا ملتا ہے اور تیس روپیہ ماہوار رپورٹ کرنے کا الاؤنس اب انسپکٹرون کو لیجیے انکو ۱۸۰ - ۳۰۰ گریڈ کی تنخواہ ملتی ہے - ستر روپیہ ماہوار ی آئی ڈی کا الاؤنس تیس روپیہ ماہوار کرایہ مکان کا الاؤنس - سی آئی ڈی کیون نہ انمین سے پانچ کو واپس بھیجدے اور ایک گریجویٹ مہارت یافتہ بطور رپورٹر کے رکھے - فی زمانہ انکو زیادہ کام کرنا نہین ہے سیاسی جوش مین آجکل سکون ہے - میرے خیال مین اتنی بڑی تعداد کی ضرورت نہین ہے -

۲۴ - مارچ سنہ ۱۹۲۵ء

مین تحریک کرتا ہون کہ ۱۳۹۸۰ روپیہ کے مطالبہ دوبارہ ٹکنولاجیکل انسٹیوٹ کانپور بہ صفحہ ۱۰۳ مفصل تخمینہ جات مین لقدر ایک روپیہ تخفیف کردیجاے - میرا مقصد اس تحریک سے صرف گورنمنٹ سے واقفیت حاصل کرنا ہے - انسٹیوٹ ایک معینہ مقصد مدنظر رکھکر قایم کی گئی تھی اور حال ہی مین ایک ریزولیوشن کونسل مین میرے دوست راے بہادر وکرما جیت سنگہ نے دربارہ قایمی ٹکنولاجیکل یونیورسٹی کے پیش کیا تھا - ٹکنولاجیکل انسٹیوٹ کی طرف بھی مباحثہ ہوا تھا - جن امور پر مین چاہتا ہون کہ گورنمنٹ روشنی ڈالے وہ یہ ہین - کیا گورنمنٹ نے ٹیکنولاجیکل انسٹیوٹ کی حالت موجودہ کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے - دوسرے الفاظ مین یہ کہ کیا گورنمنٹ اسکو اصلی ٹیکنولاجیکل انسٹیوٹ بنایگی جسمین مختلف مضامین کی تعلیم ہوگی اور بالآخر کسی یونیورسٹی سے اسکے ملحق کرنیکا انتظام کرے گی - بہ الفاظ دیگر یہ کہ آیا ٹیکنولاجیکل انسٹیوٹ اپنی آپ ایک مکمل درسگاہ ہوگی یا یونیورسٹی کے درجہ کی کی درسگاہ

سے ملحق کی جاتی ہیں۔ دوسرا سوال جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو طلبا اس درسگاہ میں فی الحال تعلیم پا رہے ہیں انکی حالت کس درجہ کی ہے۔ کیا یہ امر واقعہ ہے یا نہیں ہے کہ جو طلبا اب وہاں تعلیم پا رہے ہیں انکو ایسی ڈگری عطا نہیں ہوتی جسکو ہندوستان یا انگلستان کی دیگر یونیورسٹیاں تسلیم کرتی ہیں۔ یہ واضح ہے کہ میں محض ڈگریوں کی خاطر زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ میں کسی شخص کی قابلیت کے اصل جوہر کی قدر کرتا ہوں۔ محض نمائش کا خیال نہیں کرتا۔ لیکن اب آپ کو اس اثر کا اندازہ کرنا ہے جو طلبہ پر ڈگریاں ہونے سے پڑتا ہے۔ مجھے ایسے طلبہ سے واسطہ پڑا ہے جو گو بہت قابل اور بے حد ذہین تھے۔ مگر ملازمت سے اس وجہ سے محروم رہے کہ امتیازی درجہ یعنی طلبا ڈگری حاصل نہ کر سکے۔ یہ دوسرا سوال ہے جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ کیا گورنمنٹ ٹیکنولاجیکل انسٹیٹیوٹ میں انڈر گریجویٹ کورس کا کوئی انتظام کرے گی یا نہیں کریگی یا پوسٹ گریجویٹ درسگاہ ہو جائے گی جہاں وہی اشخاص جنہوں نے جی۔ ایس۔ سی۔ امتحانات پاس کئے ہوں داخل ہو سکیں گے۔ آنریبل وزیر صاحب نے ابھی ذکر کیا ہے کہ چندہ ہو رہا ہے اور ایک لاکھ روپیہ کا وعدہ ہو چکا ہے۔ اگر میں غلط کہتا ہوں تو وہ اسکی صحت فرمائیں گے (اسپر آنریبل لفٹنٹ نواب محمد احمد سعید خانصاحب نے فرمایا کہ ایک لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے) اچھا تو ایک لاکھ روپیہ جمع ہو گیا اور تین لاکھ روپیہ کا وعدہ ہوا ہے مجھے فی الواقع بڑی مسرت ہوئی کہ اس اپیل کا ایسے فیاضانہ طریقہ سے جواب دیا گیا ہے اور امید ہے اور چاہتا ہوں کہ اور روپیہ جلد جمع ہو جائیگا۔ مگر وہ مقصد جسکے واسطے یہ رقم جمع کی گئی ہے بنایا جائے مفقود کیا تھا۔ کیا اس درسگاہ

کا بعض محدود مخصوص درجات لائنون پر قایم کرنا تھا یا یہ مدنظر تھا کہ اس رقم کو بالآخر کسی ایسے مقصد مین لگا یا جا سکے جو اس درسگاہ کے لئے قرار پائے دیگر یہ کہ آیا فراہمی چندہ بربنائے معینہ پالیسی ہے یا اسکا امکان ہے کہ یہ قسم کسی نہ کسی نہج پر بعد کو صرف ہو۔ مین یہ امر دیگر بھی معلوم کرنا چاہتا ہون وہ یہ کہ ٹیکنیکل یونیورسٹی کا قایم کرنا ہے۔ کیا گورنمنٹ نے فیصلہ کر لیا ہے یا اب وہ سیاہ کرنیکا ارادہ رکھتی ہے جس سے سینجر یونیورسٹی کے سکول آف ٹیکنولاجی کی حیثیت اور درجہ کی درسگاہ قایم ہو سکے۔ ایسا ہے تو کیا اس نے اس کے صرفہ کے مسئلہ پر جو اسپر ہوگا غور کیا ہے۔ کیا اس انسٹیٹیوٹ کے واسطے گورنمنٹ اورا ستادون کا اضافہ کرے گی۔ جہانتک اسکے پرنسپل کا تعلق ہے مین اس کا نہایت ہی ادب کرون گا۔ مین چاہتا ہون کہ گورنمنٹ خاص قابلیتون کی شرط قایم کرے۔ اور ان قابلیتون کا معیار اس قسم کی تعلیم سے قایم ہو جسکا اب وہ انتظام کرنا چاہتی ہے۔ آخر مین جبکہ گورنمنٹ اس مسئلہ پر غور کرنے کے واسطے کمیٹی قایم کرلے۔ مین امید کرتا ہون کہ وہ یونیورسٹی لکھنؤ واِلہ آباد اور دیگر درسگاہون کے ممبران کو بھی اس کمیٹی مین شامل کرے گی۔ ٹیکنولاجیکل انسٹیٹیوٹ کی اڈوائزری کمیٹی ہی تک تحقیقات محدود نہین رکھیگی کنوند صاحب کے اطمینان بخش جواب کی بنا پر مین اپنی تحریک واپس کرتا ہون۔

نوٹ از مترجم

یہ تقریر ڈاکٹر صاحب نے بھرت کے کام کے متعلق جو مرادآباد مین ہوتا ہے فرمائی اور گورنمنٹ کی اس اہم صنعت کی طرف توجہ

توجہ مبذول کرائی اور بتلایا کہ یہاں کی یہ صنعت کوئی معمولی صنعت نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ صنعت ہے کہ انگلستان اور دوسرے یورپین ممالک بھی اسکا مقابلہ مشکل ہی سے کرسکتے ہیں۔ ہیز اپنے ایمپائر نمائش میں مرادآباد کی کام کو پسند کئے جانیکے متعلق فرمایا اور اسکی اہمیت بتلائی کہ ہاتھ سے کام ہونیکی وجہ سے مرادآباد کے تاجران یورپین فرمائشوں کو جو انہوں نے بڑی تعداد میں کرنی شروع کردی ہیں پورا نہیں کرسکتے۔ بعض اوقات تھوڑی سی فرمائشوں میں بعد عرصہ لگ جاتا ہے جو کسی طرح تجارت کے لحاظ سے فائدہ مند نہیں جسکی وجہ سے اس ترقی کرنیوالی تجارت میں بڑی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ گورمنٹ کو فوراً توجہ اس امر کیطرف کرنی چاہیے کہ وہاں مشینری طریقہ شروع کیا جاوے تاکہ تجارت میں ترقی ہو اور تمام فرمائشیں پوری ہوسکیں۔ اور گورمنٹ سے نہایت ہی پرزور طریقہ سے سفارش کی کہ فوری توجہ اس اہم تجارت کی ترقی دینے کی طرف ہونی چاہیے۔ اور روپیہ کی مدد گورمنٹ کو مشینری قائم کرنیکے لئے دینی چاہیے۔ تاکہ یہ تجارت وسیع پیمانہ پر ہوسکے اور مختلف ذرائع اور طریقے اسکے ترقی دینے کے سوچنے چاہئیں اور گورمنٹ کو اس تجارت کی اہمیت کو بخوبی سمجھنا چاہیے کہ یہ کوئی معمولی تجارت نہیں بلکہ اگر اسکو ترقی دیجاوے تو دنیا کی ایک مخصوص تجارت ہوجاوے گی۔

تقریر ڈاکٹر شفاعت احمد صاحب

پیتل و بہرت کے کام کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ گورنمنٹ کی توجہ پیتل کے برتنوں کے اسکول میں جو مرادآباد میں قائم ہوا ہے۔ ایسے برتنوں کے کام کو ترقی دینے کی ضرورت پر دلاتا ہوں۔ یہ اسکول فی الحال بڑی زبردست اور ترقی کرنے والی درسگاہ ہے۔ قریب دو سال کے زمانہ گزرا اسکی بنیاد رکھی گئی تھی۔ یہ بہت ہی معمولی پیمانہ پر قائم ہوا تھا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ بارہ سو روپیہ سالانہ کی امداد گورنمنٹ نے منظور کی ہے۔ یہ اچھا آغاز ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس سے بھی بہتر حالت ہو۔ کیونکہ میں مرادآبادی کام کو ہندوستان بھر میں نہایت ہی ترقی پذیر بہت ہونہار کام سمجھتا ہوں۔ اس کام کی قدر حال کی سلطنت (برطانیہ) کی نمائش میں نمایاں طور پر دکھائی گئی تھی اور ہمیں اطلاع دی گئی تھی کہ حضور ملک معظم نے مرادآباد کے پیتل کے کام کو نہایت پسند فرمایا صرف یہی نہیں بلکہ مسٹر سنہا اور مسٹر بٹن کی جو رپورٹس جو نمائش میں ممالک متحدہ کی اسٹال کے متعلق تھیں اس امر کی تصدیق کرتی ہیں۔ مرادآباد کے پیتل کا کام اور پیتل کا کام اور پیتل کی مصنوعات عام پسند ہونگی اور کارآمد ہونیکی تصدیق کرتی ہیں۔ میں مختلف مقامات پر گیا ہوں دارجلنگ گیا ہوں۔ اوٹکمنڈ گیا ہوں اور وہاں پیتل کے برتن دیکھے۔ ہندوستان بھر میں مرادآبادی برتن بڑی مقدار میں بھیجے جاتے ہیں۔ میرا ایک دوست اس سال یورپ کو روانہ ہوا اوس نے انگلستان کے مختلف مقامات کا دورہ کیا۔ تاکہ کوئی ایسی ترکیب نکالی جائے

جس سے اس حرفت کی جو عملاً ایک گھریلو حرفت ہے اور جسمین زیادہ تر کام
ہاتھ سے کیا جاتا ہے۔ مشینری کے کام سے اصلاح کیجائے۔ انھون نے
لندن مین ہائی کمشنر سے ملاقات کی وہ چیمبر آف کیمرس کے سکرٹری سے ملے
انھون نے برمنگھم جانیکی ہدایت کی۔ مجھے ہفتہ گذشتہ مین انکی چٹھی ملی ہے کہ وہ وہان
گئے اور برمنگھم مین جو کام نکلتا ہے اسکو دیکھا۔ انھون نے مجھے اطلاع دی ہے
اور مین یقین کرتا ہون کہ صاحب ڈائرکٹر آف انڈسٹریز کو بھی اطلاع دینے والے
ہین کہ برمنگھم مین پیتل کے کام ہاتھ سے نہین بنتے۔ بلکہ مشینری سے بنائے جاتے
ہین۔ فی الحقیقت برمنگھم مین کلین اس غرض سے ایجاد کی ہین کہ وسیع پیمانہ پر جلد پیتل
کا کام تیار کرسکین۔ اولاً مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ مرادآباد مین جسکی قایم مقامی کی کونسل
مین بھی مجھے عزت ہے سال گذشتہ مین پیتل کے برتنون کے سوداگر کو انگلستان سے
براہ راست بڑی کثیر تعداد فرمائشون کی ملی اور وہ وقت مقررہ مین پورا نکر سکے
کیونکہ وہ تمام کام ہاتھ سے کرتے ہین اور ان مین سے بعض کو ۸ سے لیکر ۱۱ ماہ کا
زمانہ فرمائشون کے پورا کرنے مین لگا۔ آپ اندازہ کرسکتے ہین کہ اسقدر دیر مرادآباد
کے پیتل کے برتنون کی اہم حرفت کی ترقی پر کیسا تباہ کن اثر ڈالے گی۔ امر دیگر منقش
اشیاء کی تیاری کے متعلق ہے۔ دو قسم کی چیزین بنتی ہین اولاً معمولی استعمال
کی چیزین ہین۔ پھر بہت نازک کام ہے۔ جسکو قلم کا کام کہتے ہین جو مرادآباد کی حرفت
کی خاص صنعت ہے۔ چونکہ مرادآباد کے لوگون کو براہ راست یورپ سے فرمائشین
ملنے لگی ہین۔ میرے خیال مین یہ بہتر ہوگا کہ کاریگرون کو وہ اور طریقے سکھلائے
جائین جو یورپ مین گاہکون کے مذاق کے موافق ہون۔ اس مقصد کو ملحوظ نظر

رکھتے ہوئے مین مشورہ دیتا ہون کہ بعض ڈیزائن کی لکھنؤ کے سکول آف آرٹس مین عمدہ شکل پیدا کیجائے۔ اور بعض مرادآباد سے اس بارہ مین سیکھنے کیواسطے بھیجے جائین۔ مین خیال کرتا ہون وہ ہمکو اس کام مین بڑی خوشی سے مدد دینگے پھر میرے دوست نے جو کام اور ملکون مین ہوتا ہے۔ جہان پنیل کی صنعت کی طرف خاص توجہ کی گئی ہے کام کا مقابلہ کیا ہے۔ جو ملک مرادآباد کے کام کا مقابلہ کرتے ہین۔ وہ ٹیونس مراکو اور برمنگھم ہین۔ انہون نے اُن ملکون کی اشیار کا مقابلہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہونچے ہین کہ اگر مرادآباد کا کام مناسب طریقہ سے شروع کیا جائے۔ مناسب طور سے ترقی دیجائے۔ مناسب طور سے مالی امداد دیجائے اور مناسب طور سے سلطنت سے مدد ملے تو ان ملکون کی اشیار کی مانگ باقی نہین رہے گی۔ کیونکہ مرادآبادی کام نہ صرف عمدہ بلکہ ارزان بھی ہے اور انہین دوخوبیون کی وجہ سے یوروپین گاہک مرادآباد کے مال کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ مرادآباد کی دوکانون کی نسبت اطلاع ملی ہے۔ اب بھی مختلف یوروپین گاہکون کی فرمائشین پہونچی ہین مگر وہ انکی تعمیل نہین کرسکے۔ فرمائشونکی تعمیل مین اُن کو آٹھ ماہ بعض اوقات ایک سال لگ جاتا ہے۔ اس واسطہ گاہک بالکل فرمائشین نہین روانہ کرتے۔ ایک گاہک کے واسطہ ایک سال انتظار کرنا بڑا تباہ کن ہے۔ اس غرض سے مین مشورہ دیتا ہون کہ محکمہ انڈسٹریز سے مرادآباد کے ظروف کے کارخانہ دارون کو یورپ مین مختلف گاہکون کے متعلق ہدایت کرنے کی غرض سے امداد ملنی چاہیئے۔ ایک قسم کا تجارتی خبر رسانی کا محکمہ یا دوسرا محکمہ مرادآباد کے کارخانہ دارون کے واسطے بہت مفید ہوگا۔

دوسرے مین یہ مشورہ دون گا کہ انڈسٹریل سروے کی رپورٹ مین جو گورنمنٹ نے تیار کی ہی اور جو سوداگرون اور دیگر دلچسپی لینے والے اشخاص کے واسطے بڑے کار آمد ہین۔ دیسی زبان مین ترجمہ کیجائین۔ اور اس طرح پر وہ اُن سب اشخاص کے پاس پہونچ سکینگی جو صوبے کے مختلف صنعتون اور حرفتون سے دلچسپی رکھتے ہین تیسرے مین گورنمنٹ کو مشورہ دون گا کہ یا تو اسے ایسی مشینین جیسی کہ انگلستان مین ملسکتی ہین خرید کیجانا چاہئین۔ میرے خیال مین پندرہ ہزار روپیہ سے زیادہ صرفہ مین نہ پڑیگا یا محکمہ انڈسٹریز کسی ایسی فرم کو مدد دے جو اسکے خریدنے یا مراد آباد مین اُسکے استعمال کرنیکی خواہشمند ہے۔ جناب یہ مشورہ جو مین کرنا چاہتا ہون۔ مجھے یقین ہی کہ اگر ہم مراد آباد کی صنعت کو ترقی دینگے تو یہ صوبہ کی سب سے زیادہ اچھی حالت والی اور سب سے زیادہ مفید انڈسٹری ہوگی۔

سوالات متعلق ضلع مراد آباد

۱۴۔ دسمبر ۱۹۲۵ء

س ۔ کیا گورنمنٹ کی توجہ مسلمانان مراد آباد کے اوس جلسہ کی طرف منعطف ہوئی ہے جو ٹاؤن ہال مراد آباد مین تاریخ ۲۔ اگست ۱۹۲۵ء کو منعقد ہوا تھا جسمین گورنمنٹ سے استدعا کیگئی تھی کہ محرم کے تعزیون کے ساتھ باجہ بجانیکے حکم امتناعی مین کسیقدر نرمی کردے ؟

ج ۔ نہین ۔

۱۵- دسمبر سنہ ۲۵ء

س۲ - کیا گورنمنٹ اس کل معافی کی تعداد بتائے گی جو امروہہ ضلع مرادآباد مین گذشتہ دس سال مین منتقل ہو چکی ہے -

ج تحصیل امروہہ ضلع مرادآباد مین گذشتہ دس سال مین ۲۳۵۶۵- ایکڑ معافی منتقل ہوئی ہے -

س۳ - آیا کانٹھ مین امسال کوئی بلوہ واقع ہوا اور اسمین کتنے سزایاب ہوئے؟

ج ایک مئی مین ضرور ہوا تھا لیکن جملہ ملزمان رہا ہو گئے - فروری مین دو زمینداروں کے ہمراہیون مین سخت بلوہ ہونے کا اندیشہ تھا اور انہون نے پولیس کو مداخلت کرنے سے منع کر دیا - کوئی جھگڑا نہین ہوا اور نہ کوئی گرفتاری عمل مین آئی اور کسی فریق نے چارہ جوئی نہین کی -

س۴ - کیا گورنمنٹ کی توجہ اس امر کی طرف منعطف ہوئی ہے کہ چونکہ مرادآباد مین تعزیون کے ساتھہ باجہ بجانیکی ممانعت تھی لہذا تعزیہ دارون نے اپنے تعزیئے کربلا لیجانے سے انکار کر دیا؟

ج شیعہ تعزیئے اور کچھہ سنی تعزیئے کربلا پہونچا دیئے گئے مگر اکثر نہین گئے اور چونکہ تعزیہ دارون نے کوئی گفت وشنید اس مسئلہ مین مجسٹریٹ ضلع سے نہین کی - لہذا تعزیہ نہ لیجانے کے اسباب گورنمنٹ کے علم مین نہین آئی

س۵ - کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کوتوال مرادآباد نے باجہ والون کو ضمانت دینے پر مجبور کیا کہ وہ محرم مین باجہ نہ بجائینگے؟

ج - فقط وہی معمولی احکامات جاری کئے گئے تھے جو سنہ ۱۸۷۲ء سے برابر جاری

ہوتے رہے ہیں کہ محرم کے جلوس کے ساتھ شہر کے اندر کسی قسم کا باجہ نہ ہوگا

س ۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو کیوں اور کس کے حکم سے کیا گیا۔

ج ۔ یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

س ۷ ۔ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر میں گشت لگا کر تعزیہ داروں سے تعزیہ کربلا لیجانے کا حکم دیا اور تعزیہ داروں نے انکار کر دیا ؟

ج ۔ نہیں ۔

س ۸ ۔ کیا گورنمنٹ کی توجہ کلکٹر مراد آباد کے نوٹس مورخہ ۱۷ ۔ جولائی کی طرف منعطف ہوئی ہے جسمیں پبلک پر سخت پابندیاں عائد کی ہیں ؟

ج ۔ مجسٹریٹ ضلع کا حکم مورخہ ۱۷ جولائی ۲۵ء بابت جلوس محرم ۱۸۷۲ء سے ہر سال برابر شائع ہوتا رہا ہے ۔

س ۹ ۔ آیا گورنمنٹ کی توجہ حکام سنبھل ضلع مرادآباد کے حکم بابت جلوس محرم منعطف ہوئی ہے ؟

ج ۔ گورنمنٹ نے وہ احکامات دیکھے ہیں ۔

س ۱۰ ۔ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سنبھل میں تعزیہ کربلا نہیں گئے ؟

ج ۔ ہاں ۔

۱۸ ۔ دسمبر ۱۹۲۵ء

س ۱۱ کیا گورنمنٹ مہربانی فرما کر اپنے جواب کے سلسلہ میں جو غیر سرکاری چیرمین میونسپل بورڈ امروہہ کے متعلق بنحاحب ذیل امور کا جواب دیگی ؟

(۱) آیا اونکا فیصلہ اس امر کے متعلق گورنمنٹ گزٹ میں شایع ہوا یا نہیں ؟

(۲) آیا اس نے کوئی شرائط ایگزیکیٹو آفیسر اختیارات کے متعلق کی ہیں اگر یہ صحیح ہے تو وہ شرائط کیا ہیں اور کیوں عائد کی گئی ہیں۔

ج (۱) ہاں (۲) کوئی شرط نہیں

س ۱۳ - کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائیگی کہ آیا مندرجہ ذیل مدارس نے گورنمنٹ سے امداد کی درخواست کی ہے؟

(۱) مدرسہ عربیہ واقع موضع سلیم پور ڈاکخانہ کانٹھ ضلع مرادآباد

(۲) امام المدارس امروہہ ضلع مرادآباد

ج (۱) ہاں (۲) نہیں۔

س ۱۴ - کیا گورنمنٹ نے ان مدارس میں امداد دینا منظور کر لیا ہے؟

ج - نہیں - مدرسہ عربیہ واقع موضع سلیم پور کو امداد دینے کا مسئلہ زیر غور ہے

س ۱۴ - کیا گورنمنٹ بتائیگی کہ آیا ڈسٹرکٹ بورڈ مرادآباد نے حیثیت ٹیکس عائد کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے؟

ج - ہاں

س ۱۵ - اس ٹیکس کی مقدار کیا ہے اور کب سے جاری ہے۔

ج - آنریبل ممبر کا مطلب غالباً شرح ٹیکس ہے - اگر یہی مطلب ہے تو شرح ٹیکس ۴ پائی فی روپیہ مقررہ آمدنی قابل ٹیکس پر ہے - لیکن کسی حالت میں کسی شخص سے دو سو روپیہ سے زائد ٹیکس وصول نہیں کیا جا سکتا - یہ ٹیکس یکم ستمبر ۱۹۳۵ء سے جاری ہے -

س ۱۶ - کیا گورنمنٹ ازراہ مہربانی بتلائیگی کہ آیا اہل مرادآباد شہر خاص و اہل

سنبھل ودہنورہ ضلع مرادآباد نے چہلم کے دن اپنے تعزیئے دفن کئے؟

ج اہل سنبھل ودہنورہ نے تعزیئے ضرور دفن کئے لیکن اہل مرادآباد خاص نے ایسا نہیں کیا۔

س۱ - کب اور کیونکر مرادآباد اور سنبھل میں باجے کا مسئلہ متعلق تعزیہ طے ہوا

ج - سنبھل میں باجے کے متعلق جھگڑا نہیں ہوا۔ مرادآباد میں ابتک کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔

سوالات باجلاس کونسل منعقدہ ۱۴ دسمبر ۲۵ء

س۱ - کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بتائیگی کہ آیا الراسویٹ گرلس کالج کے ارباب حل وعقد کی کوئی استدعا یا درخواست گورنمنٹ امداد میں اضافہ کے لئے کی گئی تھی - اگر ایسا ہے تو کیا گورنمنٹ امداد میں اضافہ کریگی؟

ج نہیں -

س۲ - کیا گورنمنٹ براہ عنایت ایسے اسلامیہ مدارس کی تعداد بتلائے گی جنمیں پچاس سے کم طلباء تعلیم پاتے ہیں ؟

ج تعداد مدارس ۵۷۰

س۳ کیا گورنمنٹ بتائیگی کہ لکھنؤ یا الہ آباد یونیورسٹی نے اپنے اخراجات غیر مستقل کے لئے گورنمنٹ سے کسی خاص امداد کی درخواست کی ہی؟

ج ہاں -

س۴ کیا کمیٹی مالیات ان دو اسکیموں پر اسیطرح سے غور کرے گی جس طرح

گورنمنٹ محکمجات کے جدید اخراجات پر غور کیا کرتی ہے ؟

ج جدید اخراجات جنکو گورنمنٹ نے شیڈول (   ) مین شامل کرلیا منظور کرلیا ہے کمیٹی مالیات کے روبرو حسب معمول پیش کی جاینگے -

س ۵ (۱) کیا گورنمنٹ براہ عنایت تبلایگی کہ آیا بورڈ آف ریونیو نے اپنے گشتی چھٹی متعلق التوائے مقدمات بیدخلی جو زمینداران نے سالگذشتہ مین دائر کئے تھے مین ترمیم کردی ہے ؟

(۲) اگر ترمیم عمل مین آئی ہو تو کیا گورنمنٹ ایک نقل اوس حکم کی میز پر رکھیگی ؟

ج (۱) آنریبل ممبر کو جواب سوال نمبر ۱۲ ب و ج مورخہ ۱۲ - اگست ۲۵ء کا حوالہ دیا جاتا ہے -

س ۶ - کیا گورنمنٹ براہ مہربانی اوس اصل مقدار امداد کو تبایگی جو اسلامیہ مدارس و مکاتب کو دیجاتی ہے ؟

ج - آنریبل ممبر کو جواب سوال نمبر ۲۷ مورخہ ۱۹ - اگست ۲۵ء کا حوالہ دیا جاتا ہے -

س ۷ - کیا کسی ڈسٹرکٹ بورڈ نے اس مقدار سے زیادہ صرف کیا ؟ اگر ایسا ہے تو کس ڈسٹرکٹ بورڈ نے کس قدر زیادہ صرف کیا ؟

ج اقل مقدار صرفہ ہر مد کا گورنمنٹ آرڈر نمبر $\frac{۴۹۲}{۱۵}$ و $\frac{۷۶۲}{}$ مورخہ ۷ ستمبر ۲۴ء مین درج ہے سال رواں کے اخراجات کے اعداد معلوم نہین -

س ۸ - اسلامیہ اسکول اور مکاتب کو کن اصولون پر امداد دیجاتی ہے ؟

ج اسلامیہ مدارس و مکاتب کے لئے کوئی علحدہ امداد ڈسٹرکٹ بورڈ کو نہین

نہین دیجاتی ۔

س۹ کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت جدید اسلامیہ مدارس و مکاتب کی اون درخواستون کی تعداد بتائے گی جن کو ڈسٹرکٹ بورڈ نے خارج کردیا اور جن پر ڈپٹی انسپکٹران مدارس اسلامیہ نے امداد کے لیئے سفارش کی تھی۔ ان صوبجات کے ہر ضلع کی ڈسٹرکٹ بورڈ مین جدید مدارس و مکاتب اسلامیہ کی کتنی درخواستین امداد کے لیئے آئین اور کسقدر منظور ہوئین ؟

ج ۔ تحقیقات برابر جاری ہے۔ جواب آئندہ دیا جائے گا ۔

س۱۰ ۔ کیا یہ امر واقع ہے کہ بعض اضلاع مین ڈپٹی کلکٹر ڈسٹرکٹ گزٹ کی ادارت کرتے ہین ؟

ج آنریبل ممبر کو جواب سوال نمبر ۳ مورخہ ۱۶ ۔ مارچ سنہ ۲۵ء کا حوالہ دیا جاتا ہے

س۱۱ ۔ اگر یہ صحیح ہے تو کیا گورنمنٹ اُن ڈپٹی کلکٹران کے نام بتائیگی جو اس کام مین مصروف ہین اور کن اضلاع مین ہین ؟

ج ڈپٹی کلکٹران کے نام نہین بتائے جاسکتے کیونکہ وہ وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہتے ہین۔

س۱۲ ایا ڈپٹی کلکٹران یہ کام گورنمنٹ کے کسی حکم کے ماتحت کرتے ہین ۔ اگر ایسا ہے تو اس حکم کی نقل ممبران کونسل کو دیجائے ؟

ج گورنمنٹ نے کوئی حکم صادر نہین کیا۔ عام قواعد متعلق ادارت گزٹ گورنمنٹ مینول کے پیرے ۳۱۹ مین موجود ہین۔

س۱۳ ۔ ایا ڈسٹرکٹ گزٹ گورنمنٹ کی ملکیت ہین ؟ کیا اونکے لئے کوئی انتظامیہ کمیٹی قایم ہے ؟ اور ڈسٹرکٹ گزٹ اور ان کمیٹیون سے کلکٹران کا کیا تعلق ہے ؟

کمیٹی مین کون لوگ شامل ہین ؟ کس قانون یا حکم کے ماتحت کلکٹران ڈسٹرکٹ گزٹ کا انتظام کرتے ہین ؟

ج کوئی ڈسٹرکٹ گزٹ گورنمنٹ کا نہین ہی۔ ہر ڈسٹرکٹ گزٹ کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے۔ ضلع بدایون۔ کہیری اور شاہجہانپور مین انتظامی کمیٹی کی صدارت کلکٹر کرتا ہے۔ ان کمیٹیون مین مالکان گزٹ مثل ڈسٹرکٹ بورڈ اور امن سبھا شامل ہین۔ کوئی قانون یا حکم اسکے متعلق موجود نہین ہے

س۱۴ آیا ڈسٹرکٹ گزٹ بدایونکی جانب گورنمنٹ کی توجہ منعطف ہوئی ہی ؟ کیا کلکٹر بدایون انتظامیہ کمیٹی مین خاص حصہ لیتا ہے۔

ج گورنمنٹ کو صرف ڈسٹرکٹ گزٹ بدایون کے وجود کا علم ہے۔ کلکٹر بہادر کمیٹی کا صدر ہے۔ مگر انتظامیہ کمیٹی مین کوئی خاص حصہ نہین لیتا۔

س۱۵ کیا گورنمنٹ کو اس بات کا علم ہے کہ سرکاری ڈسٹرکٹ گزٹ مقامی ورنیکلر اخبارات سے اشتہارات مین بے جا مقابلہ کرتا ہے ؟

ج کوئی ڈسٹرکٹ گزٹ گورنمنٹ کی ملکیت نہین ہے۔

س۱۶ کیا گورنمنٹ براہ مہربانی ایک فرد میز پر رکھیگی جسمین امورات ذیل کی تفصیل درج ہو ؟

الف۔ اضلاع صوبہ آگرہ مین کاشتکاران دخیلکار کی تعداد اور اضلاع اودہ مین اسٹیچوٹری کاشتکار۔

ب۔ کاشتکاران موروثی و غیر موروثی صوبہ آگرہ کا ایک دوسرے سے تناسب۔

ج ج اضلاع آگرہ مین آراضی موروثی کی تعداد

د ۔ اضلاع آگرہ مین غیر موروثی آراضی کی تعداد ۔

مثل ۔ مندرجہ بالا سوال کے مطابق آیا ایک بیان شایع کریگی ؟

ج ۔ ۱۹۱۶ء تفصیل حسب ذیل ہے اور گورنمنٹ یو۔ پی گزٹ مین عنقریب شایع کریگی ۔

ضلع	تعداد کاشتکاران موروثی	موروثی اور غیر موروثی کاشتکاروں کا تناسب	رقبہ جو موروثی ہے	موروثی اور غیر موروثی رقبہ کا تناسب
ڈیرہ دون	۷۹۰۲	۱ : ۳٫۵۵	۱۳۲۵۵	۱ : ۴٫۴۸
سہارنپور	۴۱۳۲۸	۱ : ۲٫۴۲	۱۷۹۹۵	۱ : ۱٫۹۹
مظفرنگر	۷۷۵۲۰	۱ : ۱٫۰۳	۲۴۲۹۱۱	۱ : ۱٫۰۸
میرٹھ	۱۲۲۳۱۳	۱ : ۱٫۳۶	۲۶۰۲۴۶	۱ : ۱٫۴۰
بلندشہر	۲۰۱۳۳۲	۱ : ۰٫۶۴	۲۳۱۱۶۸	۱ : ۰٫۶۵
علیگڑھ	۱۱۳۵۲۳	۱ : ۱٫۱۱	۳۶۱۷۳۶	۱ : ۱٫۱۲
متھرا	۷۵۳۰۹	۱ : ۰٫۸۰	۳۷۴۳۷۳	۱ : ۰٫۹۰
آگرہ	۱۳۷۸۳۴	۱ : ۰٫۴۴	۴۹۷۳۸۵	۱ : ۰٫۳۷
مین پوری	۱۰۸۶۴۳	۱ : ۰٫۶۰	۳۸۴۰۴۵	۱ : ۰٫۵۳
ایٹہ	۱۲۱۷۶۵	۱ : ۰٫۸۶	۳۶۱۰۲۴	۱ : ۰٫۷۹

ضلع	تعداد کاشتکاران موروثی	موروثی اور غیر موروثی کاشتکاران کا تناسب	رقبہ جو موروثی ہے	موروثی اور غیر موروثی رقبہ کا تناسب
بریلی	۱۶۴۴۱۲	۱ : ۰٫۷۵	۴۱۱۳۹۹	۱ : ۰٫۸۴
بجنور	۱۲۴۴۸۴	۱ : ۲٫۴۷	۲۲۲۲۷۸	۱ : ۱٫۷۶
بدایون	۱۷۶۷۳۴	۱ : ٫۹۰	۴۳۴۴۷۵	۱ : ۰٫۸۸
مرادآباد	۱۹۹۷۱۵	۱ : ۱٫۲۰	۴۸۹۱۱۲	۱ : ۱٫۰۹
شاہجہانپور	۱۴۰۷۳۸	۱ : ۱٫۱۰	۳۳۹۶۱۱	۱ : ۱٫۰۶
پیلی بھیت	۳۷۹۹۲	۱ : ۱٫۰۶	۱۶۷۷۷۷	۱ ، ۱٫۵۱
فرخ آباد	۱۶۶۶۲۰	۱ : ۱٫۰۰	۳۳۵۴۵۵	۱ : ۰٫۶۹
اٹاوہ	۱۳۳۶۰۲	۱ : ۰٫۴۵	۳۶۴۳۵۱	۱ : ۰٫۴۳
کانپور	۱۴۴۹۳۷	۱ : ۱٫۴۴	۲۹۸۰۵۰	۱ : ۱٫۵۷
فتحپور	۱۸۲۵۲۱	۱ : ۰٫۴۹	۳۸۷۷۸۳	۱ : ۰٫۴۲
الہ آباد	۲۷۱۷۳۱	۱ : ۰٫۷۵	۶۰۱۷۱۵	۱ : ۰٫۷۵
جہانسی	۳۸۷۵۸	۱ : ۲٫۷۰	۱۴۹۷۳۲	۱ : ۳٫۵۱
جالون	۲۹۰۶۳	۱ : ۳٫۰۰	۱۲۸۶۸۸	۱ : ۲٫۳۰
ہمیرپور	۲۰۶۳۲	۱ : ۵٫۶۲	۸۱۰۳۶	۱ : ۶٫۸۹

باندہ	۳۷۹۱۷	۱ : ۴،۰۰	۱۴۹۱۴۷	۱ : ۳،۳۹
بنارس	۱۱۴۷۰۴	۱ : ۰،۹۳	۱۲۲۵۸۲	۱ : ۰،۷۲
مرزاپور	۴۰۲۰۹	۱ : ۲،۶۳	۱۱۰۴۷۶	۱ : ۳،۱۳
جونپور	۱۲۲۹۰۱	۱ : ۱،۳۰	۱۴۱۴۴۹	۱ : ۰،۹۸
غازی پور	۱۲۰۲۴۳	۱ : ۰،۹۶	۲۱۵۰۰۵	۱ : ۰،۷۸
بلیا	۱۲۸۶۸۹	۱ : ۰،۹۲	۱۷۷۶۳۲	۱ : ۰،۹۲
گورکھپور	۱۰۱۵۰۰۵	۱ : ۰،۶۱	۱۱۱۹۴۷۶	۱ : ۰،۴۹
بستی	۳۵۳۴۶۵	۱ : ۱،۳۸	۴۷۷۳۴۰	۱ : ۰،۸۸
اعظم گڑھ	۲۹۰۰۶۸	۱ : ۴،۶۴	۱۳۵۱۰۹۸	۱ : ۰،۷۰
نینی تال	۷۵۴۸	۱ : ۳،۴۵	۲۵۶۷۳	۱ : ۵،۹۹

اووہ

نام ضلع	تعداد اسپیچوری کاشتکاران	نام ضلع	تعداد
لکھنؤ	۱۰۱۳۴۸	فیض آباد	۳۶۲۸۵۹
اناؤ	۱۶۵۶۲۰	گونڈا	۴۳۱۳۰۹
رائے بریلی	۱۰۲۵۹۳	بہرایچ	۲۴۲۱۳۵
سیتاپور	۲۳۵۷۰۵	سلطان پور	۱۹۵۹۹۵
ہردوئی	۳۱۳۰۸۸	پرتاب گڈھ	۱۶۸۱۸۰
کھیری	۲۱۳۲۶۶	بارہ بنکی	۲۷۴۴۷۴

سوالات مورخہ ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۵ء

س ۱ میونسپل حدود سے اخراج طوائف کے مسئلہ مین میرے گذشتہ سوالات کے سلسلہ مین آیا گورنمنٹ ایک بیان امورات مندرجہ ذیل کے متعلق دیگی؟

الف۔ تعداد اون میونسپلٹیون کی جن مین یہ مسئلہ پیش ہوا۔

ب۔ تعداد اُن میونسپلٹیون کی جنمین یہ تجویز پاس ہوی۔

ج۔ تعداد اُن میونسپلٹیون کی جنہون نے اپنی حدود سے طوائفون کو خارج کر دیا۔

ج ۔ اطلاعات حسب ذیل ہین۔

(الف) ۶۶ (ب) ۳۶ (ج) ۲۷

س ۲ کتنی میونسپلٹیون نے جذامیون کو اپنی حدود سے خارج کرنے کی تجویز کو پاس کر دیا ہے اور کتنی میونسپلٹیون نے اس پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے؟

ج جواب نفی مین ہے۔ سوال کا دوسرا حصہ پیدا نہین ہوتا۔

س ۳ ایا گورنمنٹ ان صوبجات مین کوکین فروشی کے متعلق حسب ذیل اطلاعات کونسل کو بہم پہونچائیگی؟

الف۔ مقدمات دائرہ روہیلکھنڈ کمشنری

ب۔ تعداد ملزمان جو اس معاملہ مین سزایاب ہوے۔

ج

نام سال	تعداد مقدمات	تعداد سزایافتگان
۲۳-۱۹۲۲ سنہ ء	۲۹	۲۴

سنہ ۱۹۲۳-۲۴ء	۲۹	۳۰
سنہ ۱۹۲۴-۲۵ء	۳۴	۳۵

س: کیا گورنمنٹ کو علم ہے کہ کوکین کھانے کی عادت ان صوبجات میں روز بروز بڑھ رہی ہے اور گورنمنٹ ان کوکین فروشوں کے متعلق کیا تدابیر اختیار کرنے والی ہے۔

ج: پہلے حصہ کا جواب اثبات میں ہے (۲) ہر ممکن قانونی کارروائی اختیار کی جاتی ہے بلکہ ارادہ ہے کہ ایسی چیزوں کے لئے ایک خاص علیحدہ قانون پاس کیا جاوے۔ تجربہ شاہد ہے کہ انکا کامل سد باب درحقیقت صرف درآمد بند کرنے ہی سے ہو سکتا ہے اور چونکہ غیر ممالک سے درآمد ہوتی ہے لہذا گورنمنٹ مجبور ہے۔

۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۲۵ء

س: کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بتائے گی کہ آگرہ یونیورسٹی کمیٹی کی رپورٹ پر دستخط کب ہوئے اور کب شایع ہوئی؟

ج: کمیٹی مذکور کا آخری جلسہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء کو ہوا اور بل یعنی مسودہ ۲۸ اپریل سنہ ۲۵ء کے گزٹ میں شایع ہوا۔

س: (۱) گورنمنٹ نے مسودہ قانون آگرہ یونیورسٹی حکومت ہند کو بھیجدیا ہے؟ (۲) اور قانونی منیر کو کب بھیجا گیا۔

ج: (۱) نہیں (۲) بہت کم زمانہ گزرا ہے۔

س — اگر حکومت ہند کو مسودہ نہیں بھیجا گیا تو اوسکے کیا اسباب ہیں ؟

ج — جب مشیر قانونی مسودہ کی جانچ ختم کر چکیگا اسوقت حکومت ہند کے پاس روانہ کردیا جاوے گا ۔

س۷ — آگرہ یونیورسٹی بل کونسل مین کب پیش ہوگا ؟

ج — صحیح تاریخ متعین نہین کیجا سکتی مگر حتی الامکان جلد پیش کیا جاوے گا ۔

س۸ — محکمہ حفظان صحت مین عارضی انجنیرون کی آسامیان کب سے مقرر ہوئی ہین ؟

ج — محکمہ مذکور مین عارضی انجنیرون کی آسامی نومبر سنہ ۱۹۰۸ء مین قایم ہوئین اور یہ آسامیان محکمہ کے کام کے مطابق سال بسال گھٹتی بڑہتی رہتی ہین ۔

س۹ — موجودہ عملہ مین کتنی تعداد ہے ؟

ج — انجنیرون کی دس عارضی آسامیان موجود ہین ۔

س۱۰ — کیا گورنمنٹ ان آسامیون کو مستقل کرنیکا ارادہ رکھتی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو کب ؟

ج — گورنمنٹ کے زیر تجویز ہے کہ صوبجات متحدہ کی انجنیرنگ سروس شعبہ حفظان صحت کا اضافہ کردیا جائے اگر مالیہ نے اجازت دی تو اپریل سنہ ۲۶ء سے جاری کردیجائیگی ۔

س۱۱ — رکارڈ آفس کے متعلق میرے گذشتہ سوالات اور گورنمنٹ کے جوابات کے سلسلہ مین آیا گورنمنٹ بتائیگی کہ اُس نے ابتک کیا کارروائی کی ہے اور ممبران کونسل کو اس معاملہ کے متعلق گورنمنٹ بنگال اور حکومت ہند کی تحریرات سے مطلع کرے گی ؟

ج — کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔ حکومت بنگال سے کوئی خط و کتابت نہین

اس کی وجہ جواب سوال نمبر ۱۵ مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ۲۵ء میں بتلادی گئی ہے گورنمنٹ ہند کی تحریرات قواعد کے ماتحت شائع نہیں کیجاسکتی

س ۱۳ ابتک آپ کی کارروائی کیوں ملتوی کی گئی ؟

ج رقم پاس نہیں ہے۔

س ۱۴ کیا گورنمنٹ کو علم ہے کہ ایسے رکارڈ آفس نہ ہونے سے تحقیقات تاریخی کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے ؟

ج گورنمنٹ کو علم نہیں۔

س ۱۴ کیا گورنمنٹ مسلمانان لکھنؤ۔ بریلی۔ مرادآباد اور آگرہ کے مقدمات طلاق کی تفصیل و تعداد ۱۹۲۱ء لغایت ۱۹۲۴ء بتائیگی ؟

ج

نام ضلع	تعداد
لکھنؤ	۱
بریلی	۱
مرادآباد	۱۰
آگرہ	۵

س ۱۵ کیا گورنمنٹ سنہ ۲۱ء لغایت ۲۴ء میں ایسے مقدمات مسلمانان کی تعداد بتائیگی جن میں عذر کیا گیا تھا کہ شادی قانونی طور سے عمل میں نہیں آئی ؟

ج اس کے متعلق اطلاع اسوقت تک بہم نہیں پہونچ سکتی جبتک تمام کاغذات اور مسائل نہ دیکھی جائیں جسکے لیے گورنمنٹ تیار نہیں۔

س ۱۶ گورنمنٹ نے مسلمانوں کی شادی اور طلاق کی رجسٹری کے متعلق کیا

کارروائی اختیار کی ہے؟

ج کوئی کارروائی نہیں کی گئی -

س ۱ کیا گورنمنٹ براہ عنایت بتائیگی کہ آیا الہ آباد اور لکھنؤ یونیورسٹی نے مالی امداد کے لیئے جو اونکے ضروری اخراجات کے لئے درکار ہے درخواست دی ہے؟

ج ہاں -

س ۸ گورنمنٹ نے ان درخواستون پر کیا کارروائی اختیار کی ہے؟

ج درخواستین زیر غور ہین -

س ۹ ہر یونیورسٹی نے کس قدر روپیہ اور کن اخراجات کیلئے مانگا ہے؟

ج الہ آباد یونیورسٹی نے ۵۷۵۰۰ روپیہ اور لکھنؤ یونیورسٹی نے ۱۹۷۵۲ تفصیلات میز پر دیے گئے -

س ۱ کیا گورنمنٹ نے اس حکم مین کوئی ترمیم کی ہے جسکی رو سے اینگلو انڈین کا تقرر سب انسپکٹر کی جگہ پر نہین ہو سکتا؟

ج نہین - مسئلہ زیر غور ہے -

س ۲ کیا ان صوبجات کے اضلاع مین تحفظ آثار قدیمہ کی کمیٹیان قائم ہین؟

ج ان صوبجات کے تین اضلاع مین کمیٹیان موجود ہین

س ۳ کیا وہ کمیٹیان کلکٹر کی زیر صدارت ہین - انکا نظام اور انکے اختیارات و ضوابط کیا ہین؟

ج صرف جونپور کی کمیٹی کلکٹر کی زیر صدارت ہے اور ممبر ایک ڈویژنل انجینئر انکے

اور دو مسلمان غیر سرکاری ممبر ہیں اور اسکے فرائض مساجد کی مرمت شکست وریخت وغیرہ ہیں۔ ہر معاملہ کثرت رائے سے فیصل کیا جاتا ہے اور جب رائیں برابر ہوتی ہیں تو صدر کو کاسٹنگ ووٹ کا اختیار ہوتا ہے۔ کمیٹی کا جلسہ ہر سال اکتوبر میں آئندہ سال کی ضروریات کے متعلق طے کرتا ہے۔

دہلی جامع مسجد کا انتظام ایک کمیٹی کے زیر نگرانی ہے جس میں ۲۶ غیر سرکاری مسلمان ممبر ہیں۔ مسجد کے متعلق جو روپیہ اور اوقاف ہیں اوسکے زیر نگرانی ہیں۔ کمیٹی مسجد کے تحفظ کی ذمہ دار ہے اور ہر ماہ اسکا جلسہ ہوتا ہے کانپور میں سات پورے ممبران کی ایک انتظامی کمیٹی ہے جو میموریل ویل گارڈن سوسائٹی کی جانب سے نگرانی کرتی ہے اور جسکے فرائض میں اسکی حفاظت اور نگرانی حسب حالت اور روایات داخل ہے۔ اس کمیٹی کے جلسے سال میں کم از کم چار ہوتے ہیں اور ایک عام جلسہ ہونا ضروری ہے۔

س ۲ محکمہ آثار قدیمہ کے دفتر کے متھرا سے ہٹانے کے متعلق گورنمنٹ کو کوئی اطلاع نہیں۔ حکومت ہند نے وقتاً فوقتاً تحقیقات آثار قدیمہ کے لئے اور ایسی چیزوں کے حاصل کرنیکے لئے روپیہ عطا کیا ہے۔

س ۳ مقامی حکومت متھرا میوزیم کو کیا امداد دیتی ہے؟ اور کیا اس امداد میں اضافہ کرنا چاہتی ہے؟

ج مقامی حکومت اس میوزیم کو چلارہی ہے۔ دوسرا حصہ سوال کا پیدا نہیں ہوتا۔

س ۲۵ کیا دار العلوم دیوبند نے گورنمنٹ سے امداد کی درخواست کی ہے اگر یہ صحیح ہے تو کیا وہ درخواست منظور کر لی گئی ؟

ج پہلے حصہ کا جواب نفی میں ہے اور دوسرا حصہ پیدا نہیں ہوتا۔

س ۲۶ کیا الہ آباد یونیورسٹی نے پانچ لاکھ روپیہ کی امداد طلب کی ہے اور آیا درخواست منظور ہو گئی ہے۔

ج ہاں اور درخواست زیر غور ہے۔

س ۲۷ سنسکرت کالج بنارس کے انتظام کے متعلق جو سوال دوران بحث مالیہ امسال پیش کیا گیا تھا اسکے سلسلہ میں گورنمنٹ نے کیا انتظام کیا ہے کیا گورنمنٹ کونسل کو اپنی اسکیم بابت ترمیم و توسیع کالج مذکور بتائیگی؟

ج ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم نے کالج مذکور کا معائنہ ماہ نومبر میں کیا تھا اسکی رپورٹ موصول ہونے پر احکامات جاری کیے جائیں گے۔

س ۲۸ کیا گورنمنٹ ازراہ مہربانی اطلاعات ذیل بہم پہونچائیگی ؟

(۱) ان صوبجات کے اضلاع میں مدارس ڈسٹرکٹ و میونسپل بورڈ میں مسلمان مدرسین کی تعداد

(۲) ہر ضلع کے جملہ مدرسین کی تعداد

ج تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام ڈسٹرکٹ بورڈ	عام مدارس		مدارس اسلامیہ	
	تعداد مدرسین	تعداد مسلمان مدرسین	کل تعداد مدرسین	تعداد اسلامیہ مدرسین
ڈیرہ دون	۱۳۸	۶	۱	۱

نام کمشنری و ضلع	عام مدارس		مدارس اسلامیہ	
	تعداد مدرسین	تعداد مسلمان مدرسین	کل تعداد مدرسین	تعداد مسلمان مدرسین
سہارنپور	۳۷۰	۱۰۸	۲۷	۲۶
مظفرنگر	۲۷۵	۲۰	۴۹	۴۹
میرٹھ	۸۷۰	۹۶	۸۹	۸۹
بلندشہر	۵۱۰	۴۳	۱۳	۱۳
کمشنری میرٹھ	۲۲۷۱	۳۱۳	۱۶۹	۱۲۸
علیگڑھ	۴۸۶	۲۸	۱۷	۱۷
متھرا	۳۸۰	۸	۱۲	۱۲
آگرہ	۵۵۲	۸	۱۰	۱۰
مین پوری	۴۳۰	۸	۲۵	۲۵
ایٹہ	۴۱۱	۲۲	۴	۴
کمشنری آگرہ	۲۱۴۹	۷۴	۶۸	۶۸
بریلی	۳۲۹	۵۰	۱۸	۱۸
بجنور	۳۸۹	۵۴	۳۰	۳۰
بدایون	۲۹۲	۱۰۶	۲۲	۲۲
مرادآباد	۵۰۷	۱۴۵	۶۲	۶۲
شاہجہانپور	۴۳۹	۳۵	۳۷	۳۷
پیلی بھیت	۲۲۱	۳۳	۲	۲

نام ڈسٹرکٹ	عام مدارس		مدارس اسلامیہ	
	تعداد مدرسین	تعداد مسلمان مدرسین	کل تعداد مدرسین	تعداد مسلمان مدرسین
کمشنری [illegible]	۲۲۷۴	۴۳۱	۱۷۳	۱۷۳
فرخ آباد	۶۴۳	۴۰	۲۴	۲۴
اٹاوہ	۵۵۵	۱۳	۲۱	۲۱
کانپور	۷۵۶	۱۱	۱۴	۱۴
فتحپور	۴۵۳	۳۶	۱۸	۱۸
الہ آباد	۹۰۱	۱۷۳	۱۷	۱۷
کمشنری الہ آباد	۳۳۰۸	۲۷۳	۹۴	۹۴
باندہ	۴۹۸	۲۵	۱۰	۱۰
ہمیرپور	۴۳۵	۵۱	۵	۵
جہانسی	۵۱۹	۲۲	۱۷	۱۷
جالون	۴۶۱	۲۰	۱۹	۱۹
کمشنری جہانسی	۱۹۱۳	۱۱۸	۵۱	۵۱
بنارس	۹۵۰	۵۷	۴۰	۴۰
مرزاپور	۴۹۹	۲۰	۱۴	۱۴
غازیپور	۶۸۹	۳۷	۴۱	۴۱
جونپور	۹۱۲	۴۵	۸۷	۸۷
بلیا	۸۵۴	۱۲	۵۰	۵۰

نام کمشنری یا ضلع	عام مدارس: تعداد مدرسین	عام مدارس: تعداد مسلمان مدرسین	مدارس اسلامیہ: کل تعداد مدرسین	مدارس اسلامیہ: تعداد مسلمان مدرسین
کمشنری بنارس	٣٩٠٤	١٧١	٢٢٤	٢٢٢
گورکھپور	١٣٦٦	٤٧	٣٣	٣٧
بستی	١٠٩١	١٣٥	١٦	١٦
اعظم گڑھ	٩٨٣	٨٣	١٤	١٤
کمشنری گورکھپور	٢[illegible]	٢٦٤	٩٠	٩٠
لکھنؤ	١٠٤٤	١٠٤	١٨	١٨
اناؤ	٤٣٣	٦٠	٨	٨
رائے بریلی	٧٠٥	١١٥	٣٧	٣٧
سیتاپور	٥٣٢	٧٤	٣٤	٣٤
ہردوئی	٧٥٣	١١٤	٢٣	٢٣
کھیری	٣٤٦	٦٠	٧	٧
کمشنری لکھنؤ	٣٢٣٥	٥٣٧	١٢٧	١٢٧
فیض آباد	٥٧٠	٩٤	٨	٨
گونڈہ	٤٩٠	١٢٤	٨	٨
بہرائچ	٤٨٩	١٠١	٤٤	٤٤
سلطان پور	٤٧٩	٥٧	٢٤	٢٤
پرتاب گڑھ	٥٣٧	٧٦	١١	١١

نام ڈسٹرکٹ بورڈ	عام مدارس — تعداد مدرسین	تعداد مسلمان مدرسین	مدارس اسلامیہ — کل تعداد مدرسین	تعداد مسلمان مدرسین
بارہ بنکی	۴۱۵	۱۰۰	۳۳	۳۳
کمشنری فیض آباد	۲۹۶۲	۵۵۲	۱۱۸	۱۱۸
صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ	۲۶۴۱۸	۲۷۴۰	۱۱۳۴	۱۱۳۳

س ۲۹ - کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بتائیگی کہ اس سے کتنی مرتبہ ہر ضلع کے مسلمانوں کی تعلیمی کمیٹی یون سے مدارس اسلامیہ و مکاتب کے واسطے بجٹ کو وقت مشورہ کیا؟

ج آنریبل ممبر کو جواب سوال نمبر ۱۷۳ مورخہ ۱۴ دسمبر ۲۵ء کا حوالہ دیا جاتا ہے -

س ۳۰ گورنمنٹ نے گذشتہ دو سال مین کن کن مقامات کے کتنے ورنیکولر اخبارات کو امداد دی

ج کسی اخبار کو امداد نہین دی -

س ۳۱ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ نہر کے ضلع دار - آبکاری کے انسپکٹران اور دوسرے آفیسران کو جنکو مہینے کے بیشتر حصہ مین کیمپ مین رہنا پڑتا ہے ترمیم شدہ قواعد کے ماتحت خاص شرح سے بھتہ دیا جائے گا؟

ج آنریبل ممبر کو فنانشل ہینڈ بک جلد سوم ضمیمہ نمبر ۲ کا حوالہ دیا جاتا ہے یہ قواعد پرانے ہین اور سول سروس ریگولیشن سے نقل کر دیئے گئے ہین

س ۳۲ کیا یہ صحیح ہے کہ سب ڈپٹی انسپکٹران مدارس کو کوئی ترقی نہین دیگئی ؟

ج بکم اپریل ۱۹۲۵ء سے تائم اسکیل یعنی قواعد ترقی و اضافہ تنخواہ باعتبار مدت ملازمت کے مطابق اضافہ کیا جاتا ہے۔

س ۳ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سب ڈپٹی انسپکٹران مدارس کو قواعد بھتہ کی نظر ثانی سے پیشتر خاص شرح سے بھتہ دیا جاتا تھا ؟

ج ہاں ؟

س ۳۴ کیا گورنمنٹ اُنکے استثناء کی وجہ بتائیگی ؟

ج بھتہ کے جدید قواعد کے ماتحت معائنین ضلع یعنی وہ افسران جو اپنے ضلع میں معائنہ کریں بھتہ کی خاص شرح سے مستثنی ہیں یہ مسئلہ زیر غور ہے

س ۳۵ - کیا یہ صحیح ہے کہ گورنمنٹ اسکولوں کے فارسی - اردو اور سنسکرت کے مدرسین بھی ایک سو روپیہ تنخواہ پہونچنے کے بعد دس سالانہ کا اضافہ پاتے ہیں ؟

ج - نہیں -

س ۳۶ - کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سب ڈپٹی انسپکٹران مدارس ایک سو روپیہ تنخواہ کے بعد بھی پانچ روپیہ سالانہ اضافہ پاتے ہیں ؟

ج ایک سو بیس روپیہ تک پانچ روپیہ سالانہ اضافہ بعدہ دس روپیہ سالانہ کا اضافہ ہوگا۔

س ۳۷ کیا گورنمنٹ اس تفریق کو دور کرنے کے لئے تیار ہے ؟

ج یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سوالات باجلاس کونسل منعقدہ ۱۹۔ دسمبر سنہ ۲۵ء

س ۱۔ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ حفظان صحت مین پراونشل سروس کے انجنیرون کی کچھہ آسامی سنہ ۱۸۸۶ء سے عارضی طور پر کام کر رہے ہین؟

ج۔ نہین آنریبل ممبر کو ۱۸۔ دسمبر سنہ ۲۵ء کے سوال نمبر ۱ کے جواب کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

س ۲۔ ایسی آسامیون کی کیا تعداد ہے اور انکی پنشن کے لئے کیا انتظام کیا گیا ہے؟

ج۔ یہ سوال پیدا نہین ہوتا۔

س ۳۔ کیا یہ صحیح ہے کہ گورنمنٹ اونکو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

ج۔ گورنمنٹ کے زیر تجویز ہے کہ صوبجات متحدہ کی محکمہ حفظان صحت مین شعبہ انجنیرنگ سروس کا اضافہ کر دیا جائے اور بعض عارضی انجنیرون کو مستقل کرنیکا ارادہ ہے۔

س ۴۔ کیا گورنمنٹ براے مہربانی بتلائے گی کہ اونکو مستقل کب تک کیا جائیگا؟

ج۔ آنریبل ممبر کو ۱۸۔ دسمبر سنہ ۲۵ء کے سوال نمبر ۳ کے جواب کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

س ۵۔ کیا گورنمنٹ براہ عنایت بتائیگی کہ آیا گورنمنٹ کسی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کرنے والی ہے؟

ج۔ سپرنٹنڈنٹ کی سات آسامیان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹون کو ترقی دیکر پر کردی گئی ہین اور حکومت ہند اس تعداد مین اضافہ کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے

س۶ - کیا گورنمنٹ بتائے گی کہ آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے لیے اراضی حاصل کرنیکی تدابیر کو فی الحال کسی وجہ سے روک دیا ہے؟

ج ہاں -

س گورنمنٹ نے یونیورسٹی مذکور کو کب - کن شرائط اور کس قدر معاوضہ پر اراضی حاصل کرنیکی اجازت دی؟

ج - یونیورسٹی نے ابتک اراضی حاصل نہیں کی ہے -

س کیا اراضی کے حاصل کرنے کے مراحل سب طے ہو گئے تھے؟

ج - جہاں تک گورنمنٹ کو علم ہے ابتک نہیں ہوئے - آنریبل ممبر کو ۱۱ - جولائی کے گزٹ حصہ اول کے صفحات ۸۰۱ لغایتہ ۸۰۳ - اور ۸۲۶ کا حوالہ دیا جاتا ہے -

س۸ - کیا یونیورسٹی کو اراضی حاصل کرنے کا کامل وثوق دلادیا گیا تھا - اگر یہ صحیح ہے تو معاملہ کیوں ملتوی کر دیا گیا؟

ج - مقامی حکام کو گورنمنٹ نے مطلع کر دیا تھا کہ گورنمنٹ قانون حصول اراضیات کے مطابق اراضی یونیورسٹی کے لئے حاصل کرنے کو تیار تھی - فی الحال بوجہ چند معروضوں اور اعتراضات کے جنکی تحقیقات مقامی حکام کر رہے ہیں کارروائی کو ملتوی کر دیا ہے -

س۹ - کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بتائے گی کہ تعلیم یافتہ متوسط طبقہ میں مسئلہ بیکاری پر غور کرنے کے لئے مطابق تجویز کونسل منعقدہ ۔ اگست ایک کمیٹی مقرر کرے گی؟

ج - گورمنٹ نے اس مسئلہ کو بورڈ ترقیات جسمین اس کونسل سے پانچ منتخبہ ممبر بھی شریک ہونگے رجوع کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے۔

س ۱۱ - کیا گورمنٹ ازراہ عنایت بتائیگی کہ آیا وہ مسلم یونیورسٹی اور ہندو یونیورسٹی کو مطابق تجویز کونسل آئندہ سال سے امداد دیگی ؟

ج - گورمنٹ آئندہ سال کے بجٹ (مالیہ) کے متعلق اسوقت کوئی بیان نہیں دیسکتی ۔

یہ تقریر ڈاکٹر صاحب کی جو موڈی من کمیٹی کے رزولیوشن کی بابت ہے نہایت ہی اہم اور مفاہلانہ ہے ۔ آپنے مسئلہ اقلیت کو اسطرح حل کیا ہی اور فرمایا کہ ہمکو قلیل التعداد لوگوں کے حقوق کی حفاظت کا خیال بدرجہ اتم رکھنا چاہیئے اور سیلف گورمنٹ یا ہوم رول یا سوراج کی کوئی اتنی شکل کی اسکیم کے پیش ہونے سے قبل ہمکو قلیل التعداد جماعت کی حقوق کی نگہداشت و محافظت کافی وشافی طریقہ سے کرلینی چاہیئے ۔ آپنے خصوصًا مسلمانوں کا خیال کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ کہین ایسا نہو کہ اپنی ترقی مین کبھی سوراج چلے کبھی ہوم رول اور پھر ہم تھوڑی تعداد مین ہونیکی وجہ سے کثیر التعداد جماعت مین منقسم ہوکر اپنی قومیت کو بالکل کھوءین کہین ہمارے حقوق پائمال نہون جمہوری ملکی ترقی ہماری قومیت کی پائمالی کا باعث نہو۔ گو آپنے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا خیال کیا ۔ لیکن ساتھ ہی مین یہ بھی فرمادیا کہ ہم اپنی جماعت کا مستقبل کسی طرح

گورنمنٹ سے وابستہ نہیں کرنا چاہئے۔ اور نہ اس ہی یہ مطلب ہے کہ ہم سوراج کے معاملہ میں روکاوٹ ڈال رہے ہیں۔ ہم اپنے گھر کے معاملہ کو اپنی ترقی کے سوال کے ساتھہ خلط ملط کرنا نہیں چاہتے۔ پھر آپ موڈی مین کمیٹی کی اُن سفارشوں کی طرف متوجہ ہوئے جو کونسل کے متعلق تھیں۔ اور آپ نے موجودہ کونسل کو بالکل بے سود بتایا اور کہا کہ کسی ملک کا یہ طریقہ نہیں ہے جو یہاں روا رکھا گیا ہے اور بہت سے اہم معاملات پر جسکا تعلق کونسل کے حقوق سے تھا ایک نہایت ہی مدلل طریقہ سے ہر پہلو پر توجہ فرمائی اور پھر اُنکے ازالہ کی صورتیں فرمائیں۔ اور وزراء کے مسئلہ پر نہایت ہی قابلیت کے ساتھہ نظر ڈالی اور بتلایا کہ یہ معاملہ کتنا اہم ہے جو بالکل گورنر صاحب بہادر کے ہاتھہ میں ہے۔ پھر منتقل شدہ محکموں کی مشکلات کی طرف توجہ فرمائی۔ اور اس کونسل موجودہ کو جن کی پارٹیشن سے تغیر کیا جسکو نہ کچھہ اختیارات ہیں اور جو نہ کچھہ اپنا اثر رکھتی ہے۔ فی الواقع آپنے ہر پہلو پر نہایت ہی قابلانہ اور مدلل طریقہ سے تقریر فرمائی اور ہر مسئلہ کی اہمیت کو پورے طور سے بتلایا۔ ہم آپکی ان تمام محنتوں اور مشقتوں پر داد دیتے ہیں کہ اتنے قلیل عرصہ میں جو کچھہ آپنے کونسل میں کیا وہ فی الواقع بہت کچھہ کیا اور امید ہے کہ آئندہ بھی آپ ایسی ہی پبلک کے حقوق کی نگہداشت کرتے رہیں گے اور پبلک کی دعائیں لیتے رہیں گے۔ (مترجم)

تقریر ڈاکٹر شفاعت احمد خانصاحب

(متعلق رزولیوشن بابت موڈی من کمیٹی رپورٹ)

مجھے افسوس ہے کہ مین محرک صاحب کی تقریر کے وقت یہان نہین تہا۔ مین یہان آیا تو وہ پولینڈ یا ایک یا دو دوسرے ملکون کا حوالہ دے رہے تھے۔ ہمارے سامنے جو سوال ہے وہ دو حصون پر منقسم ہے۔ اول قلیل التعداد فریقون کے مسئلہ پہ دوسرے ہندوستان نظام آئینی کے مستقبل کے مسئلہ پر۔ قلیل التعداد فرقہ ہائے آبادی کے سوال مین پہلے لیتا ہون۔ یہ بڑا پیچیدہ سوال ہی۔ اس صوبہ مین آپکو ایسے قلیل التعداد فرقے ملین گے جنکی اپنی روحانی۔ سیاسی اور تہذیب وشایستگی کی روایات ہین۔ مدبرین کے سامنے یہ سوال ہی کہ کیونکر اور کس حد تک قلیل التعداد گروہون کی حقوق کی نگہداشت کی جاسکتی ہی۔ میری رائے یہ ہے کہ سلیف گورنمنٹ کی کوئی سکیم آئینی شکل مین لانے سے قبل قلت تعداد کا سوال معقول طریقہ سے ہاتہہ مین لینا چاہیے۔ جب مین یہ کہتا ہون کہ قلیل التعداد گروہون کا سوال جہانتک کہ ہمارے سوراج کے مطالبہ کا تعلق ہے نہایت ہی اہم سوال ہی تو مجھے یقین ہے کہ مین کم از کم اس صوبہ کے مسلمانون کے جذبات کا اظہار کر رہا ہون۔ درباہ تفصیلات جو میرے دوست ڈاکٹر ضیاءالدین صاحب نے یہان کی ہین میرا خیال ہی کہ یہ مناسب جگہ ایسے مباحثون کی نہین ہی۔ کونسل کا فرش مناسب جگہ اس قسم کے مسائل پر بحث و مباحثہ کے واسطے نہین ہی۔ جہانتک مسلمانون کی جماعت کا تعلق ہی۔ میرا بیان غیر مبہم واضح ناقابل ترمیم و بلا شرط صرف اسقدر ہوگا کہ جبتک اس صوبہ کے مسلمانون کے

واسطے مناسب حفاظت نہین ہوگی ہندوستان کو سلیف گورمنٹ ملنے کا مطلقاً امکان نہین ہوسکتا۔ جناب اگرچہ یہ شرط لازمی ہے۔ مگر کونسل کو یہ خیال نہین کرنا چاہیے۔ کہ قلت تعداد کا سوال صرف مسلمانون ہی پر اثر ڈالتا ہے۔ تقریباً ہر ایک ملک جو اپنی تاریخ رکھتا ہے اس سے متاثر ہوا ہے۔ کم از کم یورپ کے تمام ملکون نے اس مسئلہ کا حل معقول اور رواداری کے طریقہ پر کیا ہے مجھے یقین ہے کہ اگر ہم بھی معقول رویہ اختیار کرین تو ہم بھی اس مقصد تک پہونچ جائین گے جس کی ہم آرزو کررہے ہین۔ دوسرا امر جو مین بیان کرنا چاہتا ہون یہ ہے کہ ہمارا قلیل التعداد جماعتون کے حقوق کی نگہداشت پر زور دینے سے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ ہم گورمنٹ پر بھروسہ رکھنا چاہتے ہین۔ کسی طرح یہ عوام کا خیال ہوگیا ہے کہ مسلمانون کی جماعت بالخصوص آجکل گورمنٹ کے رتھ کے پہیون سے بندہی ہوئی ہے مین نہایت ہی پر زور طریقہ سے اس بیان کی تردید کرتا ہون۔ مین گزارش کرتا ہون کہ گو کہ ہم چاہتے ہین کہ ہماری جماعت کے حقوق محفوظ ہون مگر یہ ہرگز نہین چاہتے کہ اس جماعت کا مستقبل گورمنٹ کے مستقبل سے وابستہ ہو ہم محض ہندوستانی قوم کا جزو ہونا چاہتے ہین۔ ہم علیحدہ نہین رہنا چاہتے ہین اور نہ ہم چاہتے ہین کہ ہمارے ہر ایک مستقبل کا فیصلہ گورمنٹ کے رحم وخیال کی بناء پر ہو۔ یہ دوسرا نتیجہ ہے جو مین کونسل کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہون۔

تیسرا امر یہ ہے کہ گو ہم پر زور طریقہ سے اپنے حقوق قایم رکھنا چاہتے ہین مگر یہ نہین چاہتے کہ یہ سمجھا جائے کہ سوراج کے مطالبہ مین ہماری جانب سے ہم ڈھیل ڈالی جاتی ہے۔ یہ ہی نہین سمجھنا چاہیے کہ چونکہ جماعت اسلامی اور دیگر قلیل التعداد

جماعتین اپنے حقوق کے قیام کا مطالبہ کرتی ہین۔ لہٰذا یہ بطور خود ایک اچھا اور بہ ظاہر معقول بہانہ سوراج عطا کرنے مین دیر کرتا ہے۔ جو لوگ ہماری قومی آرزون کے مخالف ہین انکو یہ خیال نہین کرنا چاہیئے کہ چونکہ مسلمان اپنے حق کی حفاظت کے خواہشمند ہین۔ لہٰذا کوئی امکان سوراج کے جلد ملنے کا نہین ہی۔ ہندوستانی عام رائے کا ہر حصہ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان یا عیسائی یا پارسی اس امر پر زور دیتا ہے کہ باقاعدہ (آئینی) ترقی کے سوال کو اپنے گھر کے معاملہ یا یون کہو مختلف جماعتون کے باہمی تعلقات کو محدود وسعت رکھنے والے سوال مین خلط ملط نہین کرنا چاہیئے۔ لہٰذا مین بڑے پرزور طریقہ سے گزارش کرتا ہون کہ سوراج کے سوال کو اپنے گھر کے سوال مین جسکا تعلق ہندوؤن مسلمانون اور دیگر جماعتون سے ہے نہین ملا دینا چاہیے۔

اب مین موڈی مین کمیٹی کے بڑے حصہ کی سفارشون کی طرف متوجہ ہوتا ہون جبکہ مین کونسل مین داخل ہوا تھا تو میرا داخلہ اعتبار اور بھروسہ کے خیالات کے ساتھہ تھا۔ مین معترف ہون کہ میری امیدین اس سے بڑھکر تھین۔ یہی حالت ہر ایک شخص کی اسوقت تھی جب وہ کونسل مین داخل ہوا تھا۔ مین اور پہلے زمانہ کا ذکر کرونگا سنہ ۱۹۲۱ء مین بہی سابق کونسل کے ممبران امید بھرے خیالات اور ہمارے صوبجات اور ہمارے ملک کے مستقبل کی اچھی توقعات کے خیالات لیکر داخل ہوتے تھے۔ جناب ہمارا خیال تھا کہ (یہ نئی کونسل جو بنایا گیا ہے ہمارے ملک کی اقتصادی۔ سیاسی اور سوشیل ترقی کے واسطے استعمال کیا جاسکے گا) کہ یہ قایم شدہ کونسل ہمارے اقتصادی پولیٹکل اور سوشیل ترقی کا ذریعہ

ہو گی۔ جناب ہمارا خیال تھا کہ ہم کم از کم کچھہ اختیارات عمل مین لا سکین گے جس سے قبل از اصلاح زمانہ اور اُس زمانہ مین جو ایکٹ کے پاس ہونے سے عین مابعد کا زمانہ تھا کچھہ نہ کچھہ فرق نظر پڑے گا۔ لیکن پچھلی کونسل والون کو جنھون نے سنہ ۱۹۲۱ء سے سنہ ۱۹۲۳ء تک نشست کی مایوسی ہوئی۔ مجھے کہنا چاہیے کہ مین بھی مایوس ہوا ہون سنہ ۱۹۲۴ء سے مین واقعات کی رفتار دیکھہ رہا ہون۔ لیکن کوئی علامت کوئی نشان ترقی کا کسی محکمہ مین نہین دیکھا بعض محکمون مین سوائے بے پروائی کے کچھہ نہین دیکھا۔ . . . . ۔ مُدی مین کمیٹی کی رپورٹ اکثریت کا بیان ہے کہ ایک پر معقول جذبات لیکر عمل نہین کیا گیا میرے خیال مین یہ بالکل بے بنیاد ہے۔ یہ خیال کرنے کی کوئی وجہ نہین کہ معتدل اور معقول خیالات رکھنے والے اشخاص جو سنہ ۱۹۲۱ء مین کونسل مین داخل ہوئے تھے اور جنکو معاملات کا عملی تجربہ تھا وہ کونسل کو تباہ و برباد کرنیکے تصور سے مغلوب ہو گئے تھے۔ وہ نئی کونسل کو کامیاب بنانیکی غرض سے گئے تھے مگر انہون نے کیا دیکھا بجائے اسکے کہ انکی خواہشین پوری ہوتین انہون نے دیکھا کہ ریزروڈ ٹرانسفرڈ محکمجات ایک دوسرے کے مقابلہ کے واسطے تلے ہوتے ہین اور سب کی مشینری فی الواقع معطل ہو گئی تھی۔ دو عملی کی ناکامی کا بڑا سبب کیا ہے خواہ کیسے ہی معقول جذبات کوئی جماعت اشخاص رکھتی ہو وہ اچھے نظام آئینی کے بجائے کام نہین دیسکتی جبتک کہ خود کنسٹیٹیوشن ہی اصلی طور پر بے نقص نہ ہو خواہ کتنی ہی مصالحت کو کام مین لایا جائے متوسط العمر اشخاص کا عیب یعنی مصالحت کی محبت خواہ کتنی ہی کیون نہ ہو کبھی ایسے نظام آئینی کو جسکی بنیاد دو عملی پر ہے

کامیاب نہین بنا سکتی۔ جناب نظام آئینی کے نقائص ایکٹ سے لاینفک ہین۔ دوسرا امر یہ ہے کہ وزرا کی حیثیت اصلی ذمہ داری کی نہین ہی۔ کم از کم اس صوبہ کے وزرا کی رپورٹ سے اگر نہین اور صوبون کی وزرا کی رپورٹ سے ہم جانتے ہین کہ انکو وہ اختیارات نہین دیئے گئے ہین جو انکو کونسل کے منتخب ممبرون کے مطالبات پورا کرنیکے واسطے حاصل ہونی چاہئین وہ مختلف طریقون سے محروم کئے گئے ہین۔ مجھے تفصیلات بیان کرنیکی ضرورت نہین ہی۔ یہی کہنا کافی ہی کہ انکے ہاتھہ فائنانس پر اختیار نہونیکی وجہ سے بند ہے ہوئے ہین گورنمنٹ کے دونون نصف نصف حصون مین متحدہ موثر مشورہ کا دستور بعض صوبون مین نہین پایا جاتا۔ مدراس میرے خیال مین مستثنیٰ ہے متحدہ ذمہ داری کے طریقہ پر کسی صورت مین یکسان طور پر عمل نہین کیا گیا۔ جناب میرے نزدیک دوسرا اہم نقص ہے۔

تیسرے یہ کہ گورنمنٹ تقریبًا ہر جگہ وزرا سے انفرادی طور پر سروکار رکھتی ہے۔ مجموعی ذمہ داری کی بناء پر نہین یہ بڑا اہم آئینی قاعدہ ہی اسپر متعجب ہے کہ گورنمنٹ کے اس رویہ کی تائید کرنیکی کوشش کیجاتی ہی۔

دوسرے الفاظ مین اس سے یہ مطلب ہے کہ وزرا محض ملازم ہین اور وہ صوبہ کے گورنر کی مرضی و خیال سے مقرر ہوتے ہین۔ مین یہ بالکل واضح کرنا چاہتا ہون کہ کسی ملک مین اب آئینی دستور نہ کبھی رہا ہے نہ ایسا موجود ہی اگر آپ چاہتے ہین کہ آئینی گورنمنٹ مین کامیابی ہو تو آپ کو بالاشتراک ذمہ داری رکھنی چاہیئے اور ایسے وزرا رکھنے چاہئین جن کا تقرر اور برخاستگی بالاجمال

ہی ہو جو ایک ہی ساتھ عہدہ پر آئینی اور دوسرا اٹھا دیا جائے۔ اب رہا مالی حالت کا سوال میرے خیال میں آئینی ترقی کی تحریک میں فیصلہ کن جز ہے۔ جبتک کہ آپ کے پاس روپیہ نہیں جبتک کہ آپ مالیات کی مناسب تقسیم نکریں آپ کسی منتقل شدہ محکمے کو کامیابی کے ساتھ نہیں چلا سکتے۔ اگر آپ پانچ سو کو تعلیم پاتے ہیں۔ اگر آپ ضروری روپیہ کی کمی کی وجہ سے پالیسی پر عملدرآمد نہیں کر سکتے تو میرے خیال میں کسی وزیر کی سپرد ایسا محکمہ کرنا جسمین تیسرے درجہ کی ضرورت ہو ایک مذاق ہی۔ اس تمام مسئلہ کی بس یہی اصلی شکل ہے۔ اس طریقہ کو کامیاب بنانے سے قبل ہمیں لارڈ میسٹن صاحب کے تصفیہ کیطرح کرنا چاہیئے۔ آخر میں محکمہ فائنانس کی نگرانی محدود ہونی چاہیئے۔ میرے علم میں صرف ایک ممبر فائنانس یعنی آنریبل مسٹر سنہا بہادر اڑیسہ میں ایسے ہیں جنکا تقرر برائے کامیابی ثابت ہوا ہے۔ لیکن یہ سنکر آپ متحیر ہونگے کسی اور صوبہ میں ایک بھی ہندوستانی آپ کو نہیں ملے گا۔ جو ممبر فائنانس کے اہم عہدہ کے قابل ہو۔ بعض آنریبل ممبران نے کہا کہ گورنمنٹ کی نگاہ میں قابل گورنمنٹ کی رائے جو قابل اس عہدہ کے ہو۔ جبتک یہ قابل نفرت فرق جو میں یقین کرتا ہوں قومیت پر مبنی ہے دور نہو گا۔ ہمکو کسی منتقل محکمہ میں ترقی کرنے والی بات کی توقع نہیں ہو سکتی۔

جہان موجودہ نظام کے متعلق میرے یہ بڑے اعتراضات ہیں مجھے یقین ہے کہ صوبہ وار حکومت خود اختیاری لازمی ہی۔ مجھے یقین ہی کہ جبتک ہم منتقل شدہ محکمجات اور محفوظ محکمجات کا فرق نکرینگے کامیاب نہیں ہو سکتے۔

مجھے مزید ی کہنا چاہیے کہ یہ کونسل جیسا کہ فی الحال مرتب ہی ایک نقل پارلیمنٹ ہے ایک بچون کی پارلیمنٹ اور ایک بے اختیار بلاحقوق کمی اور کوئی اثر نہ رکھنے والی پارلیمنٹ ہے۔

نوٹ از مترجم

۲۸ - جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

یہ تقریر ڈاکٹر صاحب نے صدر بلدیہ امروہہ کے انتخاب کے متعلق فرمائی اور گورنمنٹ کو وہان کے واقعات اور حالات پر نظر رکھتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ وہان غیر سرکاری چیرمین کا ہونا ضروری ہی اور گورنمنٹ کا یہ طرز اور رویہ اور منشا کہ وہان سرکاری چیرمین رکھنا ضروری ہی کسی طرح مناسب نہین اگر گورنمنٹ ایسا کرتی ہی تو سخت حق تلفی وہان کے لوگون کی کرتی ہی امروہہ کوئی معمولی قصبہ نہین ہی۔ آپنے گورنمنٹ کو اسطرف متوجہ کیا اور بتلایا کہ وہان کی پبلک کے جذبات کے خلاف گورنمنٹ کر رہی ہے جو شہریت کے حقوق کو پائمال کرتا ہے اور لارڈ رپن کے سنہ ۸۲ء کے اعلان کی طرف گورنمنٹ کی توجہ دلائی جو میونسپلٹیون مین غیر سرکاری چیرمین سے متعلق تھا۔ اور گورنمنٹ کے موجودہ طرز عمل کو بالکل نامناسب قرار دیتے ہوئے فوری توجہ اس امر کیجانب دلائی کہ گورنمنٹ فوراً اس مسئلہ کی اہمیت پر غور کرے اور چالیس ہزار آدمیون کی حق تلفی نکرے۔ خدا کا شکر ہے کہ

اب ڈاکٹر صاحب کی کوششوں کی بدولت گورنمنٹ نے
باآلاخر یہ طے کر دیا کہ آئندہ بورڈ خود اپنا چیرمین منتخب کریگی۔

(مترجم)
ترجمہ تقریر ڈاکٹر شفاعت احمد خانصاحب در اجلاس کونسل
مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء
متعلق انتخاب صدر بلدیہ امروہہ ضلع مرادآباد

میں نے کونسل میں حسب ذیل سوال کیا تھا کہ "میونسپل بورڈ امروہہ نے ۲۲ اگست سنہ ۱۹۲۳ء کو ایک قرارداد بدین مضمون پاس کی کہ گورنمنٹ سے استدعا کیجائے کہ وہ اجازت دے کہ وہ خود اپنا چیرمین منتخب کرے جسمیں بارہ ووٹ موافق اور ایک مخالف تھا، اگر ایسا ہے تو کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائے گی کہ آیا وہ بورڈ کے ممبران کی خواہش کو پورا کرے گی اور اسکو اپنا چیرمین منتخب کرنیکی اجازت دیگی،، ۔ اب حکومت نے جو اسکا جواب دیا وہ بہت دلچسپ ہے، آپ کی اجازت سے میں اسکو پڑھوں گا "سوال کے پہلے حصہ کا جواب اثبات میں ہی قرارداد دراصل ایک سمجھوتہ کا جز ہے جسمیں اور شرائط بھی شامل ہیں جو ایک پارٹی ہرگز منظور کرنے کو آمادہ نہیں ہی اور جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مخالف جماعت اب منتخب شدہ چیرمین کے بالکل خلاف ہی ابھی تک سخت کشمکش ہی اور فی الحال گورنمنٹ اسکو زیادہ عقلمندی کا کام سمجھتی ہی کہ سرکاری چیرمین کچھ اور عرصہ تک رہے،، اب میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ یہ واقعات صحیح طرح سے نہیں بتائے گئے ہیں اور میری یہ دلیل ہی کہ میں تین ماہ گذرے امروہہ گیا تھا اور وہاں مجکو یہ اطلاع دیگئی کہ کوئی سمجھوتہ نہیں

ہوا جہانتک میرا علم ہے غیر سرکاری چیرمین کے متعلق کوئی سمجھوتہ نہین ہوا تھا گورمنٹ کا یہ خیال ہی کہ بورڈ کے ۲۲۔ اگست کے اجلاس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ بدین شرط کہ ایک ایگزیکٹیو آفیسر موجود ہو کوئی غیر سرکاری چیرمین ہونا چاہیے غالباً یہ وہ سمجھوتہ ہے جو اُسکے دماغ مین تھا جبکہ اُس نے ۲۰ دسمبر سنہ ۲۶ء کو جواب دیا تھا۔ مین اعتراف کرتا ہون کہ گذشتہ سال ۲۲ اگست کو کسی قسم کا سمجھوتہ نہ تھا کیونکہ چند ممبران نے یہ سوال اُن سے کیا تھا جو صدر رہے تھے اور جنھون نے جواب دیا تھا کہ کسی قسم کا سمجھوتہ نہ تھا۔ لہذا مین اُس جواب کو قابل اطمینان خیال نہین کرتا امروہہ کی آبادی چالیس ہزار ہے۔ یہ کوئی غیر معمولی یا غیر معروف جگہ نہین ہے امروہہ کے لوگ تمام ہندوستان مین باہر جاتے ہین اور انھون نے مختلف طرز زندگی مین بڑی شہرت حاصل کی ہی۔ گورمنٹ کے اس جواب کے بعد فوراً ہی جو ۲۰ دسمبر کو دیا گیا تھا امروہہ کے لوگون کا ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ جس نے متفقہ طور پر گورمنٹ کے اس جواب کو غلط بتلایا۔ اس جلسہ کا حال اخبار لیڈر مین شایع ہوا تھا اُن لوگون نے جو جلسہ مین شریک تھے برملا کہا تھا کہ کسی قسم کا سمجھوتہ نہین ہوا تھا۔ مین اسیجگہ یہ دعوے سے کہتا ہون کہ تا حد میرے بہترین علم و یقین کے کوئی سمجھوتہ کسی قسم کا نہین ہوا تھا۔ مین یہ بھی کہتا ہون کہ اگر آپ امروہہ کی صنعت و حرفت اور سنیٹیشن (حفظ صحت) کو ترقی دینا چاہتے ہین تو امروہہ مین ایک غیر سرکاری چیرمین ہونا چاہیے۔ مین آپکو ابھی تبلاؤن گا کہ اس قصبہ کی حالت کیا ہے۔ تمام سڑکین خوفناک حالت مین ہین اور وہان کی حفظان صحت بدترین ہے۔ لوگ خود بہت پسند کرتے ہین کہ کوئی ایسا شخص ہو جسپر انکا اعتماد ہو لوکل سلیف گورمنٹ کی

روح ہے کہ ہمکو ایک شخص پر کافی اعتماد ہونا چاہئے۔ اگر اسپر اعتماد ہی تو اس نظام میں کیا مباہی ہوگی۔ مجھکو اس کونسل کو یاد دلانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ لارڈ رپن کے زمانہ سے ایک غیر سرکاری چیرمین کی سفارش کی گئی ہے یہ البتہ بہت دنوں کا واقعہ ہے اب سنہ ۱۸۸۲ء کے وقت سے جبکہ لارڈ رپن کے احکامات شائع ہوتے تھے اور اس زمانہ سنہ ۱۹۲۵ء پر غور کیجئے کہ کہانتک دیر دار رکھی گئی اور ملاحظہ فرمائیے کہ کہانتک ایفائے وعدہ کیا گیا ہے جناب عالی اتبک امروہہ میں چار عام جلسے منعقد ہوچکے ہیں اور ان تمام جلسوں میں امروہہ کے لوگوں نے مطالبہ مبہم الفاظ میں نہیں کیا ہے۔ میں صرف ایک جلسہ کا ذکر کرونگا جمال میں بابو رام چندر صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی کی زیر صدارت ۲۴۔ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء کو منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ میں اہل امروہہ نے ایک غیر سرکاری چیرمین کی درخواست کی۔ میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں۔ کیونکہ مجھکو یقین ہے کہ اگر چالیس ہزار کی آبادی کے قصبہ کو محروم کرنا چاہتے ہیں اور ایسے قصبے جو مختلف طریقوں سے مشہور ہے اور اگر آپ اُسکے حق سے اُسکو محروم کرنا چاہتے ہیں تو آپ وہاں کے باشندوں کو شہری زندگی سے اور حقوق شہریت سے محروم کرتے ہیں۔ میں اس قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں اور مجھکو اسبات کا یقین ہے کہ تمام کونسل میں قرارداد کی متفق اور متحد ہوکر تائید کریگی۔

۲۸۔ جنوری سنہ ۲۵ء

اس موقعہ پر ڈاکٹر صاحب نے رائے بہادر وکرماجیت صاحب کے رزولیوشن بابت قیام متعلق صنعتی حرفتی یونیورسٹی کا نپور کی تائید

چند ضروری اور اہم وجوہات کی بنا پر کی اور فرمایا کہ موجودہ وقت میں چندان یونیورسٹی کی ضرورت نہین۔ کیونکہ یہان فی الحال چند یونیورسٹیان موجود ہین اور ہر جگہ جتنی یونیورسٹیون کی ضرورت ہوتی ہے اسکے یہ معنی نہین ہین کہ کنیڈا یا کسی اور جگہ کے مقابلہ مین یہان اگر یونیورسٹیون کی کمی ہے۔ تو یہان بھی بلحاظ آبادی زیادہ یونیورسٹیان ہون۔ آپنے یونیورسٹیون کی زیادتی کی مخالفت اس اصول پر کی معیار گر جلنے سے قدر و قیمت تعلیم کی جاتی رہتی ہے اور آپنے اس امر پر زور دیا کہ معیار یونیورسٹیان یکسان کرنے کی عام تعلیم سے بالکل جدا ہین اور ایسا ہی ہندوستان مین کرنا سودمند ہوگا اور آپ نے کہا کہ یونیورسٹی کا خیال موجودہ واقعات اور ضروریات کو دیکھتے ہوئے جنکی آپ نے اچھی طرح سے تفصیل بتلائی اور ثابت کیا کسی طرح مناسب نہین لہذا فی الحال اس تجویز کو ملتوی کیا جائے اور رائے بہادر کے اس اصول کی مخالفت کی کہ روپیہ کم صرف ہوگا گویا ان کے خیال سے ایک رجسٹرار اور چند کلرکون کا تقرر کافی ہوگا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ایسی یونیورسٹی سے قطعاً یونیورسٹی کا نہونا بہتر ہے۔

(مترجم)

ترجمہ تقریر ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب در اجلاس کونسل مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۲۵ء

در مخالفت قیام صنعت و حرفتی یونیورسٹی کانپور

مجھے اس قرارداد سے جو رائے بہادر بابو وکرماجیت سنگھ صاحب نے پیش کی ہے ہمدردی ہے۔ لیکن میرا خیال ہی کہ کانپور مین یونیورسٹی کے قیام کا وقت ابھی نہین آیا ہی۔ جسکے مین وجوہات تبلاؤن گا۔ سب سے پہلے مین یہ صاف کردینا چاہتا ہون کہ میری خواہش جو التوائے تجویز کی ہے وہ کسی طرح شہر کانپور سے خصومت کی بناء پر نہیں ہے مین کانپور کو اس صوبہ کے ایک نہایت ترقی کرنے والے شہرون مین تصور کرتا ہون اور میرا خیال ہے کہ وہان ایک یونیورسٹی ہوگی۔ لیکن تعمیر یونیورسٹی کے معاملہ مین ہم جس رفتار سے جا رہے ہین اور وہ حد سے زیادہ تیز ہے اور مجھکو خوف ہے کہ اگر ہماری یہی رفتار رہی تو ہمارے لئے معیار (Standas) کا قایم رکھنا بہت ہی مشکل ہوگا۔ میرا یہ عقیدہ نہین ہی کہ یونیورسٹیون کی زیادتی برائی ہی۔ اگر یونیورسٹی کی تعلیم کے معیار قایم رکھے جاسکین اور اگر گورنمنٹ اُنکے لئے کافی ذرائع مہیا کرے تو ہمین جسقدر یونیورسٹیان ممکن ہون لے لینی چاہئین۔ آنریبل صادر کی اجازت سے مین چند اور اعداد نقل کرون گا۔ علاوہ اُنکے جو میرے قابل قدر دوست ڈاکٹر گنیش پرشاد صاحب نے نقل کئے ہین۔ ہندوستان مین جیسا کہ رائے بہادر صاحب نے فرمایا ہے پندرہ یونیورسٹیان ہین۔ کینڈا مین جس کی آبادی نو ملین ہے تیس یونیورسٹیان ہین۔ جسمین تعداد طلبہ درج رجسٹر ۲۰۔۲۴

جسمین سے نو ہزار عورتین ہین اور آسٹریلیا مین جسکی آبادی ساڑے پانچ ملین ہے بارہ یونیورسٹیان ہین۔ جن مین نو ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہین اور جنوبی افریقہ مین جسکی نو آبادی کی آبادی ڈیڑہ ملین ہے چار یونیورسٹیان ہین جن مین تین ہزار طلبا ہین۔ لہذا اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ان نو آبادیون کی یونیورسٹیون کی زیادہ تعداد سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ انکو یونیورسٹیون کی ضرورت نہین ہے انکا فائدہ ہر ملک کی ضروریات پر منحصر ہوگا۔ ان صوبون مین مجھکو یقین ہے۔ اسوقت اتنی یونیورسٹیان ہین جتنی کہ ہمکو درکار ہین دوسرا سوال یہ ہے کہ ان مختلف کالجون کی کیا حالت ہے جن کا رائے بہادر صاحب نے ذکر کیا ہے سنہ ۱۹۲۲ء مین خود مین کانپور گیا تھا اور چند کالجون کو دیکھا۔ لیکن عہدہ دارانہ حیثیت مین مینے نہیں دیکھا تھا مین کرائسٹ کالج اور ڈی اے ڈی کالج مین گیا۔ لیکن مین سناتن دہرم کالج جسکے رائے بہادر صاحب سکرٹری ہین نہین دیکھ سکا وہ نہایت عمدہ درسگاہین ہین حالانکہ ان مین سے وہ ایک انٹرمیڈیٹ کالج کے درجہ تک کر دیا گیا ہے۔ لیکن میرے خیال مین وہ مجھسے اتفاق کرینگے کہ نہ تو سناتن دہرم کالج نہ آریہ کالج اس قابل ہین کہ یونیورسٹی کے درجہ کو پہونچ سکین خواہ آرٹس مین تمام مضامین مین درحقیقت بی۔اے کے درجہ تک سناتن دہرم کالج کے الحاق کا سوال الہ آباد یونیورسٹی کے زیر غور ہے میرا ذاتی خیال ہے کہ جبتک یہ دونون کالج ایم۔اے کے درجہ کو نہین پہونچ جائینگے اور جنکو مین تمام یونیورسٹی کا مضمون کہہ سکتا ہون اسوقت تک یہ قبل از وقت ہوگا کہ انکو یونیورسٹی کالج کہنے کی اجازت دین۔ ہمکو انتظار کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ اس معاملہ مین پبلک کے کیا مطالبات ہین۔ دوسرا

سوال خرچہ کے متعلق ہے۔ رائے بہادر صاحب نے بیان کیا ہے کہ خرچہ مقابلتہً کم ہوگا انکا یہ خیال ہی کہ چند کارکون اور ایک رجسٹرار کا تقرر غالباً یونیورسٹی کے لئے کافی ہوگا۔ اگر اسی قسم کی یونیورسٹی ہم کانپور مین قایم کرنا چاہتے ہین تو ہمارے لئے یہی بہتر ہوگا کہ مطلق کوئی یونیورسٹی نہو مین فیڈریشن (federates) یونیورسٹی کی اسکیم کی تائید نہین کرنا چاہتا جسمین ایسی درسگاہین ہون جو یونیورسٹی کے معیار تک نہ پہونچی ہون۔ ہم کو مقامی کالجون کو اصلی یونیورسٹی کالجون کی صورت مین ترقی دینا چاہیئے۔ قبل اسکے کہ ہم کانپور مین ایک یونیورسٹی کے قیام کا خیال کرین اور علاوہ ازین اگر آنریبل ممبران اس قرارداد کا بغور ملاحظہ کرین تو انکو معلوم ہوگا کہ علاوہ ان امور کے جن کا ذکر رائے بہادر صاحب نے کیا ہے۔ رائے بہادر صاحب نے سیدھے سادے الفاظ مین یہ بھی کہا ہے "کہ اور ایسی دوسری بھی جنکی ضرورت ہو،، اسکے یہ معنی ہوئے کہ یونیورسٹی مین صرف حرفتون زراعت وتجارت وآرٹس کے ہی شعبے نہین ہونگے بلکہ اور ایسے دوسرے شعبے بھی ہوںگے جو ضروری خیال کئے جائینگے۔ یہ صرف یونیورسٹی کا ایک سادہ خاکہ پیش کرنا ہے۔ جسکے کوئی ایسے ذرائع نہین ہین جو ہم دیکھ سکین۔ پھر اسکے بعد انھون نے زراعتی کالجون کا ذکر کیا ہے۔ یہ کالج دراصل ایک نہایت ہی ترقی کرنے والی درسگاہ ہے۔ لیکن انکا یہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ ایک لمحہ مین یہ یونیورسٹی کے رتبہ کا زراعتی کالج ہوسکتا ہے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ اگر وہ اسکو اسدرجہ کی ترقی دینا چاہتے ہین تو انکو بہت زیادہ رقم صرف کرنی ہوگی اور زراعتی قسم کے مضامین کے تحقیق وتفتیش کے متعلق بہتر آسانیان

بہم پہونچانی ہونگی۔ جو درسگاہ میرے نزدیک یونیورسٹی کے تعلیم کے درجہ تک پہونچتی ہے۔ صرف وہی صنعت وحرفت کی درسگاہ ہی۔ مجھکو درحقیقت بڑی خوشی ہوگی اگر وہ اپنی تجویز مین تبدیلی کرین اور صرف ایک صنعتی وحرفتی یونیورسٹی پر قانع رہین میرے خیال مین ٹکنولاجیکل انسٹیٹوٹ آگے چلکر یونیورسٹی کی شکل مین تبدیلی ہوسکتی ہے اور اسکو مین ایک نہایت ہی ترقی کرنے والی درسگاہ خیال کرتا ہون انکو چاہئے کہ وہ نامربوط شعبون کی باہمی آمیزش کو علیحدہ کردین جو انکی قرارداد مین شامل ہین جرمن مین ٹکنولاجیکل یونیورسٹیان ہین جو عام تعلیم سے بالکل جدا ہین۔ ہم اس قسم کی درسگاہین ہندوستان مین بھی چاہتے ہین اور واقعی ہمکو ازحد خوشی ہوگی اگر میرے دوست آنریبل محرک اپنی قرارداد مین تبدیلی فرمائین گے اور پھر کونسل مین آکر ٹکنولاجیکل یونیورسٹی کا قیام چاہین گے جسمین وہ مضامین شامل نہون گے جن کے لئے کانپور کی موجودہ درسگاہین اسوقت تک ناقابل ہین سب سے آخر مین مجھکو خوف ہی کہ کہین ہماری یونیورسٹیون کا معیار گر نہ جائے یہ خوف فضول نہین ہے۔ مین آپ کے سامنے وجوہ بیان کرون گا مختلف یونیورسٹیون کے طلبار کا یہ میلان ہی کہ وہ ایک یونیورسٹی کو چھوڑکر ایسی یونیورسٹیون مین جمع ہوتی ہین جہان کا معیار وہ کم خیال کرتے ہین اور آگے بڑھون گا اور کہون گا کہ طلبار صرف ایک یونیورسٹی سے دوسری یونیورسٹی ہی کو نہین جاتے ہین بلکہ وہ ایک صوبے سے دوسرے صوبہ کو جاتے ہین بہت سے طلبار بہار سے کلکتہ کو جاتے ہین۔ کیونکہ انکا خیال ہے کہ وہان ڈگریان سستی ملجاتی ہین اگر سستی ڈگریون کا سوال یا خیال ایک مرتبہ بھی دماغ مین آجاتا ہے تو یونیورسٹی کے

وجود کا سبب دماغ سے جاتا رہتا ہے۔ یہ ایک دوسرا سبب ہے جسکی وجہ سے مین فی الحال التوائے قرارداد چاہتا ہون۔ اگر مجھکو اجازت دیجائے تو مین کہون گا کہ ہم نے آگرہ یونیورسٹی کمیٹی کی رپورٹ ابھی ختم کی ہے اور غالباً بہت جلد شایع ہو جائے گی میرا خیال ہے کہ اب ہمکو ذرا انتظار کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ کیا مالی ذمہ داریان اس صوبہ کی ہین قبل اسکے کہ ہم ایک نئی اسکیم کی بنیا ڈالین۔ مین اسکو سب سے زیادہ قوی سبب التوائے تجویز کا خیال کرتا ہون اسکو دوبارہ ایک عملی شکل مین موزون وقت مین آنے دیجئے اور مجھکو یقین ہے نہایت ہی ہمدردانہ طریقہ سے اسپر غور کرین گے۔

نوٹ از مترجم۔ مورخہ ۳ مارچ ۲۵ء

یہ ایک بڑی اہم تقریر ہے جو ڈاکٹر صاحب نے کونسل کے حقوق کے متعلق فرمائی ہے۔ آپ نے نہایت فاضلانہ طریقہ سے تمام دوسرے ممالک کی پارلیمنٹون اور کونسلون کا حوالہ دیا ہے اور ہاؤس آف کمنس کے حقوق بتلائے ہین۔ اور پھر ثابت کیا ہے کہ جبتک ہم کو اندرونی اختیارات کل کونسل کی کارروائیون کے متعلق حاصل نہون جبتک ہماری کونسل کا وجود بالکل بیکار ہے۔ موجودہ ہمارے اختیارات ایک میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے زیادہ نہین ہین۔ لہذا انہون نے کونسل کے اختیارات و حقوق قانوناً تسلیم کئے جانیکے متعلق قرارداد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمین ہر اسکانی کوشش اپنے حقوق کے بڑھانے کی کرنا چاہیئے۔ اور فرمایا کہ تادہی اختیارات

ہمکو دیئے جانے لازمی ہین۔ آپنے ہر پہلو کو نہایت ہی تفصیلی
نظر سے بیان کیا ہے اور اپنی مشکلات کا پورا پورا نقشہ کھینچا ہے
اور پھر حقوق دیئے جانیکے متعلق ایک تاریخی بحث و مباحثہ کرتے
ہوئے انکی ضرورت بتائی اور ہر مسئلہ پہ پورے طور سے روشنی
ڈالی ہے جس سے نہایت ہی اعلے درجہ کا علم دوسری جگہون کے
کنسٹی ٹیوشن کے متعلق ہوتا ہے اور پارلیمنٹری حقوق کا بھی پتہ
چلتا ہے۔ (مترجم)

مین حسب ذیل قرار داد پیش کرتا ہون۔

"یہ کونسل حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ اس امر کے لیئے کارگر تدابیر اختیار کیجائین کہ اس صوبہ کی قانونی کونسل کے اختیارات و حقوق قانوناً تسلیم کرلئے جائین"

اس قرار داد کا مطلب یہ ہے کہ کونسل کو اپنے اندرونی معاملات مین اعلے رتبہ رکھنی ہو اسوقت دار العوام انگلستان کو جو حقوق ہین وہ دو قسم کے ہین سب سے اول دار العوام کو اپنی اجتماعی حالت مین حقوق حاصل ہین علاوہ اسکے اراکین کو چند اختیارات دیئے گئے ہین اور وہ اختیارات بحیثیت ایک ممبر ہونیکے عطا کئے گئے ہین۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ حقوق کیا ہین؟ پہلا اہم اختیار جو میرے نزدیک ہے وہ یہ ہے کہ ممبران گرفتاری سے آزاد ہین لیکن ایسی آزادی سے یہ مطلب نہین کہ اگر کوئی جرم کیا گیا ہو تو گرفتاری عمل مین نہ آئے۔ اگر کسی شخص نے کوئی جرم یا نقض امن کیا ہو تو گرفتاری عمل مین نہ آئے۔ اگر کسی شخص نے کوئی جرم کیا ہے تو وہ ہرگز گرفتاری سے بچ نہین سکتا اور جس نے عدالت کی تحقیر کی وہ بھی بچ نہین سکتا۔ دیوانی کے مقدمہ

کے دائر ہونے کی صورت مین گرفتاری سے آزادی ہونی چاہیئے۔ علاوہ بریں ممبران کو اسپیکر درجو ریوشننے مستثنیٰ کردیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کونسل کو اسقدر اختیار ہونا چاہیئے کہ اپنے اندرونی معاملات کا خود انتظام کرے۔ یہ امر میرے نزدیک اسکے فرائض کے انجام کے لئے نہایت ہی ضروری معلوم ہوتے ہین۔ تقریبًا ایک سو پچاس سال کا عرصہ گذرا کہ ایک مشہور قانون دان نے کہا تھا کہ دارالعوام کو مناسب اختیارات ہین کہ وہ اندرونی معاملات کو فیصل کرے اور کسی بیرونی حاکم کو یہانتک کے عدالتون کو اسکے اندرونی انتظام مین دخل دینے کی اجازت نہین ہے۔ یہ بات اصلاحات کی کامیابی کے لئے ضروری معلوم ہوتی ہے اور مین مختصراً اسکا سبب بھی بتلاؤن گا۔ اگر کوئی بیرونی حاکم آنریبل صدر کو انکے فرائض کی انجام دہی مین ہمیشہ دخل دیتا رہے جیسا کہ ہمارے اسٹینڈنگ آرڈرس (Standing order) مین درج ہے تو آنریبل صدر اور کونسل دونون کے لئے اپنا کام اچھی طرح چلانا ناممکن ہوگا۔ اگر آنریبل ممبران مسٹر جسٹس گھوش جج کلکتہ ہائی کورٹ کا فیصلہ ملاحظہ کرین تو انکو معلوم ہوگا کہ فاضل جج نے ایک اصول مرتب کیا ہے کہ بنگال کونسل کے اسٹینڈنگ آرڈرس صرف ممبران کونسل ہی کے لئے لازمی ہین۔ نہ کہ کسی بیرونی آدمی کے لئے۔ علاوہ ازین انہون نے یہ بھی فرمایا کہ ہائی کورٹ ایک ایسی عدالت ہے جسکی کارروائیان ضبط تحریر مین لائی جاتی ہین اور بطور شہادت کے مانی جاتی ہین۔ کونسل کا صدر خواہ کچھ کرے ہائی کورٹ اس ذمہ داری سے بری نہین ہوسکتی کہ وہ کسی دیوانی کے مقدمہ پر غور کرے یہ بات ہمارے لئے بہت ناممکن معلوم ہوتی ہے کہ ہم اطمینان سے اپنا کام چلاسکین

جبتک کہ کونسل کو اپنے اندرونی معاملات کے انتظام کرنیکے اختیارات نہون گے اور یہ بات مجھکو نہایت اہم معلوم ہوتی ہے۔ مین آئین ایسا جرم جو کونسل مین سرزد ہوا ہو شامل کرنا نہین چاہتا اسکی جانچ یا دیکھ بھال بیرونی حکام کرین گے مجھکو ایک ایسا واقعہ یاد ہے کہ جسمین دارالعوام کے چھ ممبران نے ہاؤس آف کمنس کے سپیکر پر حملہ کیا تھا۔ ایسی صورت مین مین تسلیم کرتا ہون کہ عدالتون کو حق حاصل ہے کہ مداخلت کرین۔ لیکن مین دعوے سے کہتا ہون کہ اندرونی معاملات اور انتظام مین کسی عدالت کو مداخلت نہین کرنی چاہیئے۔ مین یہان اس مقدمہ کا حوالہ دیتا ہون جو بریڈلا بخلاف گاسٹ ہوا ہے۔ لارڈ مارلے نے اس مقدمہ کا ایک طویل حال دیا ہے آئین یہ بات طے کر دیگئی ہے کہ تمام وہ معاملات جو ہاؤس آف کمنس کی کارروائی کے متعلق ہون انپر عدالتین سوال نہین کرسکتین۔ دوسرا اہم اختیار جو مین چاہتا ہون کہ عطا کیا جائے وہ سزا دینے کے متعلق ہے مجھکو امید ہے کہ آنریبل ممبران اس خیال سے خوف زدہ نہون گے کہ کونسل کو سزادہی کے اختیارات عطا کئے جائین اگر آپ کو یہ اختیار دیتے ہین کہ وہ خود اپنے معاملات مین نگرانی کرے تو آپ کو اسے تادیبی اختیارات دینے چاہیئین۔ یہ دونون باتین قاعدہ اور قانون کی رو سے ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہین جبتک کہ آپ ایسا نکرین گے تو کونسل کی تمام باتین ایک مباحثہ کی کلب کی مانند ہونگی درحقیقت یہی رائے کچھ عرصہ گزرا انگلینڈ کی عدالتون کی اوس کے صوبون کی قانونی مجلسون کے متعلق تھی بعض صورتون مین اتبک عدالتون کی یہ رائے ہے کہ صوبہ کی قانونی مجالس جبتک کہ حقوق و اختیارات انکو صاف طور سے عطا نہ کئے جائین صرف مباحثہ کی

انجمنین رہین گی یہ بات ضروری ہے کہ اس کونسل کو ایسے تادیبی اختیارات ہون کہ اگر کوئی شخص یا اخبار یا درسگاہ اس ہاؤس پر ہتک عزت کرے تو ہمکو اسقدر اختیار ہونا چاہیے کہ ہم اُس کو اپنے ہان بلا لین اور اگر ضروری ہو تو اُنکو مقید کر دین۔ اب سوال یہ ہے کہ ہماری موجودہ حالت کیا ہے؟ کیا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت ہمکو اختیارات حاصل ہین یا نہین۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۷۲ ڈی اور ضمنی دفعہ ۷ مین یہ ہے کہ اسٹینڈنگ آرڈرس مرتب کئے جا سکتے ہین۔ جن مین کونسل کی کارروائی چلانے اور ضابطہ جسکا عملدرآمد ہو جہانتک کے قواعد مرتبہ از روئے قانون مذکور مین انکا ذکر نہو۔ لوگ خیال کرین گے کہ یہ ایک جامع نقرہ موجود ہے جو صوبہ کی اور صدر کونسل کو وسیع اختیارات عطا کرتا ہی مین عرض کرتا ہون کہ ایسا نہین ہے۔ کیونکہ اگر آپ صوبون کی پارلیمینٹون کی نوآبادیون کے اُن عدالتی فیصلون کی جو اختیارات کے متعلق ہین جانچ کرین تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ صاف طور سے بتلاتی ہین کہ نوآبادیون کی پارلیمنٹون کو ایسے حقوق حاصل نہین ہین۔ ہم بھی بغیر ان حقوق کے ہین اور یہ دفعہ بالکل بےکار اور بےسود ہے ہمکو اسقدر حق حاصل نہین ہے کہ ایسا ایکٹ پاس کر سکین جن مین ایسے حقوق کا ذکر ہو۔ اب مین اور دوسری دفعہ کی طرف متوجہ ہوتا ہون جو آزادی گفتار کے متعلق ہے۔ یعنی نمبر ۶۔ اسمین آزادی گفتار کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن مجھکو یقین نہین ہے کہ ممبران پر مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی چل نہین سکتا اگر وہ اپنی تقریرون کو ایک کتاب کی صورت مین شائع کرادین اب مین ایک اور مسئلہ کی طرف متوجہ ہون گا جسکو نوآبادیون کی پارلیمنٹون کے مختلف نظائر نے اٹھایا ہے

ہماری موجودہ حالت بالکل ویسی ہی ہے یا بدتر ہے۔ جیسی کہ چند نوآبادیوں کی پارلیمنٹوں کی ہے اور آسٹریلیا کے چند صوبوں کی قانونی کونسلوں کو کوئی اختیارات نہیں دیئے گئے تھے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب کبھی ان کونسلوں نے کسی ممبر کو نکالدینا چاہا تو عدالت نے انکو ایسا کرنے سے باز رکھا۔ مجھکو ایسے کم از کم تین واقعات معلوم ہیں۔ جسمیں کہ ایسا اتفاق پیش آیا۔ نوآبادیوں کی چند پارلیمنٹوں میں ایسی صورت حال کا تدارک کیا گیا ہے۔ مثلاً آسٹریلیا میں ہاؤس آف کمنس کے حقوق کم سے کم ہیں جو کامن ویلتھ کو حاصل ہیں حالانکہ اگر یہ چاہے تو معمولی قانون سازی سے انکے حقوق اور آراضیات میں اضافہ کردے۔ لیکن ابھی تک اس نے ایسا نہیں کیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں کتاب قانون میں یہ بھی انتظام کیا گیا ہے کہ اگر پارلیمنٹ کو اور زیادہ حقوق کی ضرورت پیش آئے تو وہ ایسا کرسکتی ہے۔ علاوہ ازیں جنوبی افریقہ ایکٹ ۱۹۰۹ء کی دفعہ ۵۷ کی رو سے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ یونین کے حقوق جبتک کہ پارلیمنٹ اسکے خلاف فیصلہ نکرے وہی ہونگے جو کیپ لور ہاؤس کے ہیں اس نے اپنے مجموعہ قوانین کے ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۹۱۱ء کی رو سے حدود قایم کردیئے ہیں اور آئندہ قوانین پر آئینی پابندی عائد کی ہے کہ وہ حقوق و اختیارات جو کام میں لائے جاتے ہیں ہاؤس آف کامنس سے وقتاً فوقتاً بڑھنے نہیں چاہئیں۔ ٹرانسوال اور آرینج فری اسٹیٹ میں آئین (constituents) ہر ہاؤس کو اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ بذریعہ قانون سازی وہ ایسے حقوق لے سکتے ہیں جو وقتاً فوقتاً ہاؤس آف کمنز کے حقوق لے سکتے ہیں اور اس سے کمتر درجہ کے حقوق بھی لے سکتے

اور پارلیمنٹ پر ایکٹ بابت ۱۹۰۶ء کی رو سے ٹرانسوال نے اس حق سے فائدہ اٹھایا ہے جس قسم کے حقوق کہ عطا کیئے گئے ہین وہ البرٹا کے قانون بابت ۱۹۰۶ء سے معلوم ہو سکتے ہین جو اس جماعت کے حقوق کی تشریح کرتا ہے وہ بہت زیادہ وسیع ہین۔ اسمبلی کو حق حاصل ہی کہ وہ اشخاص کو اپنے سامنے حاضرین کے واسطے مجبور کرے۔ ہر کمیٹی ہر گواہ کا حلفیہ بیان لے سکتی ہے۔ اور ان اختیارات کو جو اسکی رو سے عطا ہوتے ہین عمل مین لانے کی صورت مین وہ تمام لوگ جو ہدایات پر چلتے ہین ان پر کوئی قانونی گرفت نہین ہو سکتی اور تمام شیرف اور کانسٹبل اور تمام لوگون کا فرض ہے کہ انکی مدد کرین۔ دوران اجلاس مین اور اس سے ۲۰ روز قبل اور بعد سوائے نقص امن کی صورت کے کوئی دیوانی مقدمہ کی وجہ سے نہ گرفتار کیا جائے گا اور نہ قید کیا جائے گا اور نہ اسکو تکلیف دیجائے گی اور اس زمانہ مین وہ تمام ممبران اور البرٹا اسمبلی کے تمام افسران اور گواہ جو اسکے سامنے بلائے گئے ہون وہ بحیثیت جوری کے کام کرنے سے بری کردیئے جاتے ہین جو بات اور بھی زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ اسمبلی کو ایک عدالت کے اختیارات دیئے گئے ہین اسکو اختیار ہے کہ حملون توہینون کی جو اُس پر کیئے جائین سرسری طور پر سزا دیدے یا جو اسمبلی کے کام مین رشوت لے یا دے یا افسران اسمبلی کے دوران فرائض مین حملہ کرے یا مداخلت کرے یا اسمبلی یا کمیٹی کی روبرو کی شہادت کے متعلق گواہان کو بہکائے یا اسمبلی مین جعلی دستاویز پیش کرے۔ یا اسمبلی مین کاغذات مین جعل بنا دے یا کسی ممبر پر کسی ایسے امر کے متعلق جو اس نے اسمبلی مین کیا ہو مقدمہ چلائے یا گرفتار کرائے یا کسی ممبر کو کسی مقدمہ دیوانی مین گرفتار کرنے یا دق

کرسے منرا دے سکتی ہے۔ یہ ایکٹ بطور تمثیل کے ہی۔ لہٰذا مین یہ تجویز کردن گا کہ ہمکو حتی الامکان اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم پارلیمنٹری حقوق ایکٹ حاصل کرین جو ہمکو تمام حقوق دے گا جو نوآبادیون کی پارلیمنٹون کو حاصل ہین میرے خیال مین اس معاملے کے متعلق حکومت ہند سے پرزور طریقہ سے درخواست کرنی چاہیئے اور ایک جامع بل پارلیمنٹری حقوق کا تیار کرنا چاہیئے۔ جسکی رو سے اسمبلی اور کونسل ہائی کورٹ کے حملون سے محفوظ رہے اس سلسلہ مین ہمکو اس بات کی ضرورت ہے کہ مین بنگال ہائی کورٹ کے ایک مقدمہ کی طرف اشارہ کرون جولائی ۱۹۲۴ء مین دائر ہوا تھا وہان پر یہ صاف صاف کہا گیا تھا کہ جو کچھ صدر کونسل اسٹینڈنگ آرڈرس کے مطابق طے کرے تو ایسے فیصلہ پر عدالت طے کرنے پر مجبور رہیگی دوسرے الفاظ مین " اسٹینڈنگ " صرف ممبران کونسل ہی پر لازمی ہین نہ کہ ہائی کورٹ پر جب آپکی حالت ایسی ہو اور جبکہ قانون سازی کا اختیار نہایت اہم معاملات کے متعلق صرف ایک ڈسٹرکٹ بورڈ میونسپل بورڈ کے رتبہ کا ہو تو میرے نزدیک یہ ہم ممبران کے لئے لازم ہے کہ اسکے دفعیہ کی کوشش کرین۔ قبل اسکے کہ مین بیٹھ جاؤن مین ان چند بیانات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہون جو چند مقامات سے کئے گئے ہین اور وہ یہ ہے کہ اگر آپ کونسل کو چند حقوق دیتے ہین تو وہ انکو پبلک کے خلاف کام مین لائے گی۔ اور تب ان حقوق کا پیہم استعمال کرنا شعار پبلک کے منافی ہوگا مین اس اتہام کی تردید کرتا ہون میرے خیال مین ہر وہ شخص کہ جسنے ہاؤس کامنس کی کارروائی کو سرسری نظر سے بھی دیکھا ہے تو اسکو معلوم ہوگا کہ یہ بات ہاؤس کے لئے ناممکن ہوگی کہ بغیر اس قسم کے اختیارات کے اپنے کارروائی کرسکے اور

جناب میرا خیال یہ ہے کہ دو عملی D Jaichary ہندوستان مین ناکامیاب ثابت ہوئی اور مجھکو یقین ہے کہ موجودہ انتظام زیادہ عرصہ تک نہین رہسکتا لیکن مین کہتا ہون کہ جو کچھہ ہمین حاصل ہوا اسکو کامیاب بنانا چاہیے۔ اگر ہم اس کونسل کو چند وہ اختیارات دین جن کا بیلنے اوپر تذکرہ کیا ہے تو مجھکو یقین ہے کہ ہم آیندہ بہت سی مشقت سے بچ جائین۔

نوٹ از مترجم۔ تقریر ۱۶ دسمبر ۲۴ء

اس موقعہ پر ڈاکٹر صاحب نے نہایت پر زور طریقہ سے گورنمنٹ کی توجہ ہندو مسلمانون کی باہمی کشیدگی کے متعلق دلائی ہے اور بتلایا ہے کہ گورنمنٹ کو اسکی تحقیقات نہایت ہی مستند شخص کے ذریعہ کرنی چاہیے اور بتلایا یہ کوئی ہندوستان مین ہی نئی بات نہین آئرلینڈ اسکی مثال پیش کرتا ہے۔ کینیڈا کی حالت بھی ایک زمانہ مین یہی تھی آپ نے اسکی مخالفت کی ہے کہ گورنمنٹ کا یا کسی اور شخص کا یہ خیال ہونا کہ ہندو مسلمان کے باہمی مناقشات سیلف گورنمنٹ وغیرہ کے منافی ہین بالکل غلط ہے اگر کوئی ایسا کرنا چاہتا ہے تو وہ آڑ لیتا ہے۔ کیونکہ ہندوستان ہی مین اکبر بادشاہ اعظم نے صلح کل کی پالیسی پر اس زمانہ مین عمل کیا۔ جبکہ تمام یورپ باہمی جنگ جدال مین غرق تھا نہ صلح تھی نہ امن ایک سیاسی ہیجان کا زمانہ تھا آج اگر ہمارے اوپر یہ الزام لگایا جاتا ہے تو بالکل غلط ہے۔ پھر آپنے ہندوستان کے بلوؤن کی وجہ تسمیہ بتائی ہے اور فرمایا ہے کہ چند

اشخاص یا نام نہاد لیڈران انکے باعث ہین اور ایک تعلیم یافتہ طبقہ جو اپنی عزت اور فوری اقتدار کا خواہشمند ہے ایسے معاملات مین بڑا حصہ لیتا ہے اور غلط افواہین پھیلا کر اسمین لقبادم کر دیا جاتا ہے۔ پھر گورنمنٹ کی توجہ ان امور کی طرف منعطف کرائی ہے جو اسکو اختیار کرنے چاہئین اور ان باتونکا تدارک کرنا چاہیئے کہ وہ ایک کمیٹی مقرر کرے تاکہ وہ اصلی واقعات معلوم کر سکے اور اسطرح گورنمنٹ بھی اپنے اس الزام سے جو اسپر لوگ لگاتے ہین اور کہتے ہین کہ گورنمنٹ ہی ان فسادکی بانی ہے۔ بچے اور لوگون پر ظاہر ہو جائے کہ گورنمنٹ کا کوئی ہاتھ اسمین کام نہین کر رہا ہے۔ آپنے ان تمام امور بالا کو نہایت فصاحت سے اور نہایت ہی قابلیت سے تاریخی مثالین دے دے کر بتایا ہے اور ہر بات کو اچھی طرح اور اعلیٰ طریقہ سے ثابت کیا ہے۔ (مترجم)

ہندو مسلم فسادات

تقریر ڈاکٹر شفاعت احمد خانصاحب ۱۶۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء

مین اُن چند سوالات پر گفتگو کرنا نہین چاہتا۔ جنپر مسٹر موہن لال نے بحث و مباحثہ کیا ہے۔ میرے نزدیک یہ اشد ضروری ہی کہ ایک ایسا مستند شخص تحقیقات کرے جسکو مسٹر سکسینا نے بتلایا ہے۔ مین کونسل کو یہ بتانا چاہتا ہون اور نہایت مختصر طور پر کہ مین ایسا کیون چاہتا ہون۔ سب سے پہلے صرف ہندوستان ہی ایسا ملک نہین ہی جہان اس قسم کے مذہبی جھگڑے پھیلے ہوتے ہین اگر آپ آئرلینڈ کی تاریخ ملاحظہ کرین تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آئرلینڈ کے کتھالک،

لوگ اپنے ملک کی بہت سی قومی زندگی سے خارج کر دیئے گئے تھے انکو پارلیمنٹ
و مجسٹریسی اور دیگر عہدون سے خارج کر دیا گیا تھا۔ کینیڈا مین بھی آپ بالکل یہی
حال پائین گے۔ مجھکو وہ بیان بھی یاد ہے جسکو کہ سر جیمس کریسے نے ۱۸۳۰ء مین
پڑہا تھا۔ انہون نے بتلایا تھا کہ کینیڈا مین دو قسم کے لوگ تھے جنکے درمیان مین
کوئی شان اتفاق و ہمدردی نہ تھی۔ لارڈ ڈرہم نے اپنی مشہور رپورٹ مین جو کینیڈا
کے آئین سلطنت پر دی گئی تھی کہا تھا کہ انکو اصولون واسطہ نہین پڑ رہا ہے
بلکہ مختلف قومون سے اور وہ ایک جنگ و جدال کرنے والے ملک مین ہین۔
اس سے مین بتلا دینا چاہتا ہون کہ صرف ہندوستان ہی ایسا ملک نہین ہے
کہ جہان اس قسم کے جھگڑے برپا ہین مین اور زیادہ تر کہون گا اور یہ کہون گا کہ
ہندوستان ہی پہلا ملک تھا جس نے صلح کل اصول قایم کیا یہی سب سے پہلا
ملک تھا جس نے اسکو بادشاہ اکبر کے زمانہ مین بنایا اور اسپر عملدرآمد کیا صرف
اسکا بنانا کچھ بڑی بات نہین ہے بلکہ امورون پر عمل کرنا ہے۔ مین کہتا ہون اور
دعوے کے ساتھہ کہتا ہون کہ یہ صلح کل کا اصول صرف اکبر بادشاہ ہی کے زمانہ
مین ایک منطقی نتیجہ تک پہونچا۔ اسوقت یورپ مین مذہبی جماعتون کی کیا حالت
تھی ایک قوم کے مختلف فرقون میں ہمہ وقت جھگڑا تھا اس زمانہ مین تمام یوروپین
ممالک مین جنگ و پیکار جاری تھی۔ مجھکو امید ہے کہ کونسل اس مختصر تاریخی نظر
ثانی کو معاف فرمائے گی۔ بلکہ مین صرف یہ بتلا دینا چاہتا ہون کہ ہندوستان ہی
صرف ایسا ملک نہین ہے جہان اس قسم کے پودے اُگتے ہین اور آئینی حکومت
ان جھگڑون کی بدولت ناممکن ہے۔ مجھکو معلوم ہے کہ ایسے دلائل موجود ہین جو اکثر

کیے جاتے ہیں کہ ہمکو حکومت خود اختیاری کبھی ہرگز میسر نہیں آسکتی جبتک کہ صفائی قلب کے ساتھ ان دونوں قوموں میں اتفاق و اتحاد نہو گا آج ہی صبح میں سر مالکم ہیلی کی تقریر جو انہوں نے لیجیلیٹو اسمبلی میں کی ہے پڑھ رہا تھا انہوں نے فرمایا کہ ان قومی جھگڑوں کی وجہ سے یہ بات حکومت کے لئے ناممکن ہے کہ وہ اپنا اولین فرض ترک کر دے اور قلیل التعداد لوگوں کے حقوق کی حفاظت نکرے۔ میں اس بیان کی تائید اس بنا پر کرتا ہوں کہ اگر ہم ایک سمجھوتہ تک پہونچنے کی رضامندی کا اظہار کریں تو ہم گورمنٹ سے کہیں گے کہ آئینی ترقی کے خلاف اس دلیل کا ملک میں کہوں گا عذر کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو یہ مشکلات برپا کرتے ہیں؟ مجھکو الہ آباد میں حال ہی میں یہ تجربہ ہوا۔ جہلم سے دس روز قبل تمام الہ آباد میں اس قسم کی افواہیں گرم تھیں اور لوگوں کی یہ زبان پر تھا کہ دونوں قوموں میں بلوہ ہوگا۔ جب اس بازاری گپ نے افواہ کی صورت اختیار کی تو اسکو خفیہ رکھنا ناممکن تھا اور یہ خبر بجلی کی تیزی کی مانند تمام میں پھیل گئی۔ جہلم سے تین روز قبل یہ اسقدر شدید اور عام ہوگئی کہ میں نے خیال کیا کہ ایک نازک وقت ہے اور میں نے ہر دو جماعتوں کے لیڈروں کو یکجا جمع کیا اور کہا کہ ایسی قرار دادیں پاس ہونی چاہئیں کہ بلوہ کا امکان نہ ہے چنانچہ ہم سب جمع ہوئے اور دو گھنٹہ میں ان امور کے متعلق جنکو اختیار کرنا تھا فیصلہ کر لیا۔ ہمنے تمام بازاروں میں اشتہارات چھپوا کر تقسیم کیے۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جہلم کے روز تمام ہندو اور مسلمان لیڈران دونوں جلوسوں کے ساتھ ساتھ پھرے کوئی واقعہ پیش نہ آیا۔ کوئی واقعہ کیوں پیش نہ آیا؟

کیونکہ عوام دل ہی سے صلح کے آرزومند تھے اور محبت امن و آشتی کے ساتھ رہنا پسند کرتے تھے۔ یہی وہ نام نہاد لیڈران نے اس قسم کے لیڈران کے واسطے امریکہ والوں نے ایک خاص نام تجویز کیا ہے وہ انکو ملفوظ میں سیاست دان لکھتے ہیں اور وہی ملک کے سیاست دان بھی کہلائے جا سکتے ہیں یہ وہی سیاست دان اور گروہ عوام کے لیڈران نے جو شہرت حاصل کرنا چاہتے تھے جنہوں نے یہ تمام ہلچل تھوڑی دیر میں برپا کر دی تھی یہ ایک سبب ہے دوسرا سبب جو مسٹر سکینا بتلاتے ہیں پورے طور سے نہیں بلکہ کسی حد تک صحیح ہے وہ فرماتے ہیں کہ سب یہ طرز عمل کالج کے گریجویٹوں کا تھا۔ میرے خیال میں یہ امر واقعہ ہے کہ مفصلات میں اور الہ آباد اور لکھنؤ میں بھی آپکو ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے کالجوں میں تعلیم پائی ہے اور جو فوری شہرت جیسا کہ وہ اسے کہتے ہیں لوگوں سے لیڈرشپ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور انکو یہ بات صرف اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ ان دونوں قوموں کے درمیان قومی اختلاف پیدا کرائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ دونوں پارٹی میں بہت سے لوگ شامل ہیں۔ خوش قسمتی سے ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ بلکہ بعض ایسے موجود ہیں جنکو ایسی باتوں میں مزہ آتا ہے کیونکہ اس تجارت میں انکو بڑا فائدہ ہے۔ مذہبی پیشوا بننے سے نہیں فائدہ ہوتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں بدقسمتی سے مذہب انکے نقطہ نظر سے انکے لئے ایک تجارتی شئے بن گیا ہے۔

اب میں آخری حصہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں وہ یہ کہ حکومت کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے۔ اسکے متعلق میرے نزدیک اگر حکومت ایک کمیٹی کے تقرر

کو ان شرائط کی بناء پر جنکو قرار داد مین واضح کر دیا گیا ہے منظور کرلے تو کوئی نقصان واقع نہوگا۔ کیونکہ یہ کہنا مین اپنا فرض خیال کرتا ہون کہ ایک جگہ یا ایک قصبہ مین نہین بلکہ تمام قصبون مین مختلف قسم کی خبرین پھیلی ہوئی ہین کہ حال کے بلؤن کا کچھہ تعلق حکومت سے ہے مجھکو نہین معلوم کہ کہانتک یا کس حدتک یہ افواہین سچ ہین۔ مین کوئی خاص الزام نہین لگاتا ہون مین صرف وہی دوہرا رہا ہون جو لوگ کہتے ہین بلکہ میرے نزدیک اپنی شہرت کو صاف کرنیکے لئے اور اس قبیح الزام سے اپنے نام کو پاک کرنیکے لیئے حکومت کو چاہئیے کہ ایک کمیٹی مقرر کرنے پر رضامند ہو کیونکہ اُسے کچھہ چھپانا تو ہے نہین۔ اگر حکومت کے کارنامے پاک اور صاف ہین اور اگر اسمین کوئی ایسا کام نہین کیا گیا ہے جس سے اُسپہ شبہ پیدا ہو تو اسکو بہ ملا یہ کہدینا چاہیے۔ "اور ہم موجود ہین۔ ہم نے اپنی تمام باتین ظاہر کر دی ہین۔ ان کو دیکھو۔ ہم بالکل رضامند ہین کہ تمام تحقیقات وہ اشخاص اور کمیٹی کرے جس کا تم نے تذکرہ کیا ہے۔ مسٹر سکسینا کی تجویز کی تائید کرتا ہون۔ کیونکہ مجھکو یقین ہے کہ اس سے ہند و مسلم اتحاد قوی ہوگا۔

نوٹ از مترجم ۱۹- دسمبر ۱۹۲۴ء

یہ تقریر ڈاکٹر صاحب نے اس رزولیوشن کی تائید مین فرمائی جس مین حضور گورنر جنرل صاحب سے یہ استدعا کی گئی تھی کہ وہ اس صوبہ کو اس رقم کی ادائیگی سے معاف فرمادین یا کمی کرین جو اس کو ہر سال دینی پڑتی ہے۔ کیونکہ اس سال سیلاب کی وجہ سے مالی حالت درست نہین رہی ہی۔ اسمین آپنے گورنمنٹ کے اُن وعدون کا ذکر کیا ہی جو اس

رقم کے کم کرنے یا بالکل بند کردینے کے متعلق تھین اور گورنمنٹ کو یاد دلایا ہے کہ وہ ان وعدون پر عمل کرے اور ایفائے وعدہ کرے اور کمیٹی کی سفارشات کی طرف توجہ دلائی ہے اور لارڈ میسٹن کے تصفیہ کے متعلق جو اس امر کے بارے مین تھا نکتہ چینی کی اور بتلایا کہ وہ کسی طرح منصفانہ نہ تھا۔ لہذا گورنمنٹ کو فوری توجہ ہماری عرض پر کرنی چاہیئے اور یہ رقومات ہمیشہ کے لیئے حسب وعدہ کردینی چاہئین۔ آپنے انمین سر مالکم ہیلی صاحب و سر بیسل بلیکٹ صاحب کے وعدون اور اظہار خیالات کا حوالہ دیا ہے اور واقعات سے انہین ثابت کرکے انکی اہمیت بتلائی ہے۔ (مترجم)

تقریر ڈاکٹر شفاعت احمد خانصاحب متعلق اس رزولیوشن کے کہ حضور گورنر جنرل با اجلاس کونسل سے استدعا کیجائے کہ صوبہ سے جو رقم بھیجی جاتی ہے وہ بوجہ نقصانات سیلاب کے معاف فرمائی جائے

گورنمنٹ ہند نے صرف ایک دو مرتبہ ہی نہین بلکہ کئی مرتبہ وعدے کئے ہین کہ اگر صورت حال و واقعات اجازت دین تو اس رقم مین تخفیف کردیجائیگی جو ہر صوبہ گورنمنٹ ہند کو ادا کرتا ہے۔ مین آنریبل ممبران کو جائنٹ کمیٹی کی رپورٹ کا حوالہ دیتا ہون۔ اسکی رپورٹ ہے کہ ابتدائی رقومات مین جو ہر صوبہ کو ادا کرنی ہوتی ہین۔ کسی حالت مین اضافہ نہین ہونا چاہیئے۔ اس لئے ان صوبون

کو بھی جو بہت ہی قلیل مقدار میں ادا کر رہے ہیں۔ اس رقم سے زائد نہیں دینا
چاہیے۔ لیکن مجموعی رقومات کا بتدریج گھٹنا ہی ان قیاسی اعداد کو
(standard) تک پہنچاتا ہے جنکی کمیٹی نے سفارش کی ہے علاوہ
ازین کمیٹی مذکور کا یہ بیان ہے کہ آخر الذکر تجویزات کو منظور کرنا اس مقصد پر زور
دینا ہے کہ جو رقوم صوبجات مرکزی گورنمنٹ کو ادا کریں وہ بلحاظ سے جلد
بند ہو جانی چاہیئں۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں سر مالکم ہیلی نے وعدہ کیا تھا کہ گورنمنٹ ہند
اس معاملہ پر غور کرے گی اور سنہ ۱۹۲۲ء میں [illegible] نے کہا کہ وعدہ ہی نہیں ہے
بلکہ یہ قطعی پالیسی ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں ہوا تھا بلکہ سنہ ۱۹۲۳ء میں جناب سر بیسل بلیکٹ
ممبر مال کے زمانہ میں ایک اور تجویز پاس ہوئی تھی اس وقت غرض یہ مطالبہ
تھا کہ حضور گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل فوری تدابیر اختیار فرمائیں کہ مالگذاری
کا ایک حصہ اس غرض سے علیحدہ کریں کہ صوبجات کی رقم کی ضرورت عرصہ چھ
سال میں باقی نہ رہے موجودہ ممبر مال نے سنہ ۲۳ء میں کہا کہ میں اعتراف
کرتا ہوں کہ ہر صوبہ اپنے معاملات میں گہری دلچسپی لیتا ہے۔ شاید یہ استثنائے
صوبہ بمبئی کے جو اپنے معاملات کو خود اپنے ہی طور پر طے کرنا چاہتا ہے۔ تمام
صوبے گورنمنٹ ہند کے منتظر ہیں کہ جلدی ان کی رقوم جو وہ ادا کرتے ہیں کم کر دیجائیں
سنہ ۱۹۲۳ء میں یہ حالت تھی۔ میں نے گذشتہ بجٹ کے مباحثہ کے موقعہ پر
سر بیسل بلیکٹ کا جواب دیکھا ہے۔ اپنی تقریر میں انہوں نے فرمایا اور اعتراف
کیا کہ جو تصفیہ لارڈ مسٹن صاحب نے کیا تھا وہ منصفانہ تصفیہ نہ تھا اور آئین
ترمیم کی ضرورت ہے لیکن وہ اس سے آگے نہیں بڑھے۔ گذشتہ سال خود لارڈ

لارڈ مسٹن نے متعدد لکچر دیئے وہ لکچر آئین حکومت ہند پر ایک تصنیف میں شائع ہوئے ہیں۔ جب وہ اُن تجاویز کے مالی پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہیں جو انکی کمیٹی نے ترتیب دیئے ہیں تو وہ طبعًا ان پر کوئی تنقیدانہ نظر نہیں ڈالتے لیکن ہمارا یہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ اس فیصلہ میں جو پالیسی مضمر ہے گو کہ وہ بعض صوبجات کے لئے سخت غیر انصافانہ ہے مگر وہ عمل میں صرف ایک پالیسی تھی جس پر اس زمانہ کا خیال کرتے ہوئے عمل پیرا ہو سکتے تھے۔ یہی وہ رائے ہے جو خود لارڈ مسٹن صاحب رکھتے ہیں لیکن جیسا کہ آنریبل ممبران نے اُن شہادتوں پر جو مختلف صوبوں کے اشخاص نے انکوائری کمیٹی کے روبرو دی ہیں غور کیا ہوگا تو انکو معلوم ہوا ہوگا کہ کوئی صوبہ موجودہ صورتِ حال سے مطمئن نہیں ہے۔ صوبہ مدراس نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ متعدد موقعوں پر اسکے خلاف کرنیکی کوشش کی ہے۔ مجھے تسلیم ہے کہ بمبئی کی حالت مختلف ہے۔ لیکن اگر ممبران جوائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ ملاحظہ کریں گے تو انکو معلوم ہوگا کہ صوبہ بمبئی کے معاملہ میں استثنا کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے اس امر کی اجازت دیدی ہے کہ بمبئی انکم ٹیکس کی آمدنی کا جزا اپنے پاس رکھے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر فرماتے ہیں کہ ہم انکو انکم ٹیکس میں سے کچھ اور زائد رقم دینے کے لئے آمادہ ہیں جو انہوں نے تین پیسہ فی روپیہ قایم کی ہے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کوئی صوبہ جسکو ابتدا ایک رقم ادا کرنی ہے اسکو لارڈ مسٹن صاحب کی سفارشات کے بموجب اور زیادہ رقم ادا کرنیکی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ تیسرے جوائنٹ سلیکٹ کمیٹی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ صوبے جو اپنے جائز حصہ سے زیادہ دینے پر مجبور کیئے گئے ہیں انکو جلد سے جلد سبکدوش کرنا چاہیئے اور گورنمنٹ اپنی مالی پالیسی بہ لحاظ اس

مقصد بنالے۔ یہ بات صاف ہی وہ صوبے جنہوں نے سب سے زیادہ نقصان برداشت کیا ہے وہ صوبجات ممالک متحدہ اور مدراس ہین۔ مدراس نے سخت جدوجہد کی۔ لیکن مجھکو نہیں معلوم کہ آیا اس صوبہ کی طرف سے بھی کوئی خاص تحریک کی گئی۔ مجھکو یقین ہے کہ گورمنٹ نے اسکے متعلق بہت کچھ کیا ہے اور مین اس بات کا معترف ہون کہ انہون نے حکومت ہند کی پرزور طریقہ سے توجہ دلائی۔ لیکن میرے نزدیک زیادہ پرزور زیادہ پراثر اور زیادہ برمحل طریقے اختیار کئے جاتے تو ہماری شکایات کو گورمنٹ ہند توجہ کے ساتھ سنتی۔

تقریر در سلسلہ تعزیت مسٹر سی۔ آر داس و سر ایس این بنرجی و راجہ بہادر حکیم تیج پرتاب سنگھ ۱۹ اگست ۱۹۲۵ء

مین اپنے پیشرو مقررین کے ایک ایک لفظ کی تصدیق کرتا ہون جو مسٹر سی آر داس و سر سریندرا ناتھ بنرجی اور راجہ بہادر حکیم تیج پرتاب سنگھ کے بارے مین کہا گیا ہے۔ مسٹر داس وہ پہلا شخص ہے جس نے ہندوستان کے مسلمانون کو بتلا دیا کہ ہندو مسلم اتحاد کے عقدہ کا حل ممکن ہے اور بنگال کے بعض مسلمانون کے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہون کہ وہ لوگ اس جلیل القدر لیڈر کے کارنامون سے مطمئن بھی نہیں ہوئے بلکہ اس کے امداد و اعانت کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا۔ یہ ناممکن ہے کہ مین مسٹر داس جیسی شخصیت کے اقتدار کی جو بنگال کی عام پبلک پر تھا ابتدائی حالت بیان کرون۔ مسٹر موصوف کی شخصیت مین ایک مقناطیسی کشش بھی اور جو قریب جاتا تھا اس کو کھینچ لیتی تھی۔ ان کے لئے کوئی چیز نہ چھوٹی تھی اور نہ بہت بڑی تھی اور نہ بہت دور تھی

جو لوگ اُن کے شریک کار تھے اور جنہون نے انکی اپنے ادائے فرض مین بے لوث
وبے غرض اور مخلصانہ مصروفیت دیکھی ہے انکو معلوم ہے کہ مسٹر داس اُن جنگ
مین جو حق وباطل کے درمیان برپا تھی فتحیاب ہوئے۔ مسٹر داس نے متعدد قربانیان
بغیر کسی شکوہ وشکایات کے اپنی قوم کی خدمت مین کی ہین۔ کسی شخص کے طرز عمل اور رویہ
سے اتنا خلوص اور صداقت نہین ظاہر ہوتا۔ جیسا مسٹر داس کے طرز عمل سے معلوم
ہوتا تھا۔ بلکہ ان کا طرز عمل ہندوستان کے لیڈرون کے نمونہ کا ہوگا۔

اپنے زمانہ کار کے ابتدائی مدارج مین سر سریندر ناتھ بنرجی بھی جنگ حق وباطل
کے مرد میدان تھے۔ دو سال ہوئے کہ میری سر سریندر ناتھ بنرجی سے ملاقات
ہوئی تھی۔ باوجود اتنی زیادہ عمر کے جتنی ہمت اور مستعدی ان سے ظاہر ہوتی تھی
مجھے سخت حیرت ہوتی تھی۔ اس ملاقات مین سیاسی تمدنی۔ اخلاقی اور اقتصادی
اہم مباحث پر ان سے گفتگو کر کے مجھکو حظ حاصل ہوا۔ انہین تمام امور مین یکسان
معلومات اور واقفیت تھی جو کام شروع کیا اسمین سرگرمی لیاقت اور جوانمردی سے
کام کیا جو بنگال کونسل مین کیا کچھ کم اہم نہ تھا کلکتہ میونسپل ایکٹ کی کامیابی انکی
ادنی کارگذاری ہے۔ یہ ایکٹ دنیا مین اپنی نوعیت کے تمام ایکٹون سے
زیادہ حاوی ہے یہ ۷۰۰ دفعات کا مجموعہ ہے۔

مین یہان پر اس نقصان کا ذکر کرون گا جو اس کونسل کو راجہ پنج برتاپ سنگھ
صاحب کے انتقال سے پہونچا۔ راجہ صاحب کونسل کے ہر طبقہ اور جماعت
مین ہر دلعزیز تھے اونکے اخلاق حمیدہ اور با اثر شخصیت نے عوام الناس
اور ہر شخص کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔

تقریر متعلق شکریہ صدر کونسل سابق و مبارکباد و صدر منتخب شدہ

۱۹۔ اگست سنہ ۱۹۲۵ء

شکریہ

میں مقررین کی جو مجھسے پہلے تقریر کرچکے ہین حرف بحرف تائید کرتا ہون۔ اس کونسل کا آغاز آشوب و شورش کے زمانہ مین ہوا تھا لہذا کسی شخص کا کسی بات کی بنیاد ڈالنا یا کسی طریقہ اور قاعدے کی مثال قایم کرنا بہت مشکل تھا۔ جناب والا آپ صرف صدر کے اہم فرائض کی انجام دہی مین ہی کامیاب نہین ہوئے جبکہ جمہوری گورمنٹ کی بنیاد ڈالی۔ جناب کی ترقی قابل نمونہ ہے احکامات جو صادر کئے حیرت مین ڈالنے والے ہین۔ ابتدا مین جو لوگون نے مثلاً کونسل کی صدارت جو ایک نہایت مشکل اور اہم کام ہے ایک سرکاری اہلکار کو دیجاتی ہی تو انہون نے ناامیدی سے سر جھکالئے لیکن جب آپ کرسی صدارت پہ جو غیر جانبداری کی کرسی کہلاتی ہے متمکن ہوئے تو آپنے ایک جوشیلے اور اصلی ہندوستانی کی طرح کام کیا ابتدا مین جو مبتدی کی حالت ہوتی ہی سب جانتے ہین مین خود کو سیاست مین دخل در معقولات کرنے والا خیال کرتا ہون۔ مبتدی شروع مین گھبرایا ہوا ان مقامات کو طے کرتا ہے جو کرسی کے قریب پہونچاتے ہین اور بہت خوف زدہ ہوکر حلف کرتا ہی آپنے سب کو جو آپ کے پاس آئے اس معاملہ مین معلومات بہم پہونچائی آپ کی عزت اور غیر جانبداری اور ہمدردی جو آپ کے زمانہ صدارت مین کونسل مین پھیلی ہوئی تھی اس سے ہم لوگون کی دلجمعی تھی۔ آپ کی شخصیت اور غیر جانبداری مسلمہ

اور کونسل جو مختلف خیال اور ہر مذاق کے لوگون سے مرکب ہے، آپ کی تعریف کرتی ہے۔ آپ کے رویہ اور طرز عمل نے آپ کے کونسل ہین کثیر التعداد سوالات کے چھوٹے چھوٹے جوابون نے کونسل کو حیرت مین ڈالدیا تھا آپ کی غیر جانبداری اور منصفانہ برتاؤ ہمدردی اور انتظام کے عوض مین ہم بالاتفاق اس پیشکش کو پیش کرنے مین کہ متفقہ طور سے آپ کی محاسن کا اظہار کیا جائے اور اس کی ہر حرکت کا کونسل چیمبر سے صدا آرہی ہے۔

مبارک باد

اس پیش کش کے ساتھ جو پیش ہوچکی ہین اپنا ہدیہ بھی پیش کرون گا جناب والا آپ کی خوش اخلاقی اور قابلیت مسلم ہے اور کسی کو شک وشبہ کی گنجایش نہین ہے۔ مین نے اس کونسل مین کسی شخص کو نہ پایا جو آپ کی قابلیت کا اعتراف اور اہلیت کو تسلیم نہ کرتا ہو۔ یہ وقت ہے کہ ہم آپ کی قابلیت کی تعریف کونسل مین کرین۔ ہمکو وہ سوالات کے تیرون کی بارش جو آپ ایک گوشہ سے کراس بنچ سے کرتے تھے یاد ہے اور وہ تیر گورنمنٹ بنچ کے لئے کارگر ہوتے تھے۔ اگرچہ اب کراس بنچ کو ایک نقصان ہوا لیکن کونسل کو بہت فائدہ پہونچا اور میرے خیال مین کونسل کا فائدہ اس نقصان کی کافی تلافی کردے گا۔ میرا خیال ہے کہ ایسے عہدہ کو پر کرنا جسپر مسٹر کین جیسے اعلےٰ اور ممتاز قابلیت کا شخص متمکن رہ چکا ہو مشکل ہے لیکن مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جناب کی معلومات اور کونسل کے قواعد وضوابط اور ہر ممبر کونسل سے ذاتی واقفیت اور کام مین جوش

کونسل کے کام کو حسین اس تاریخی اور بڑے صوبہ کے اعلیٰ قابلیت اور باثر لوگ اور پبلک اسپرٹ کے ترجمان موجود ہیں اچھی طرح انجام دینے میں معاون ہونگے آپ اس کونسل کے کام کو یقین ہے بہت اچھی طرح انجام دیتے اور ان الفاظ کی تکرار میں مجھے یقین ہے کہ میں کونسل کے جذبات کی ترجمانی رہا ہوں کہ انجاب نہایت خوش اسلوبی سے اور جوش وشفقت سے کونسل کے کام کو انجام دینگے

سوالات متعلق مرادآباد ضلع مرادآباد

(۳- جنوری ۱۹۲۴ء (نالیوں کی اسکیم)

س - کیا گورنمنٹ کی توجہ شہر مرادآباد کی نالیوں کے اہتمام کی جانب مبذول ہوئی ہے جو بہت غیر مطمئن حالت میں ہی؟ اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ موجودہ سالوں میں شہر مرادآباد کو مختلف امراض کی وجہ سے شدید نقصان اٹھانا پڑا ہے - گویا گورنمنٹ اس بات پر غور کرے گی کہ ایک ایسی کافی رقم بلدیہ مرادآباد کو بطور قرضہ کے دیدیجائے جس سے نالیوں کی اسکیم مکمل ہو جائے؟

ج - شہر مرادآباد کی نالیوں کا انتظام جدید طرز پر کیا جا رہا ہے اور یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہ قابل اطمینان ہی - قرضہ کے متعلق گورنمنٹ کوئی وعدہ نہیں کرسکتی -

سڑک

س - کیا گورنمنٹ کی توجہ کبھی پیپلسانہ بھوجپور کی سڑکون کی ناقابل اطمینان حالت کی طرف مبذول ہوئی ہی؟ کیا گورنمنٹ ایسا کرسکتی ہے کہ ایک اچھی پختہ

سڑک بنوا دے اور اسکو شہر مراد آباد سے ملا دے ؟

ج گورنمنٹ کو اسکی ناقابل اطمینان حالت کی اطلاع ہے لیکن وہ سڑک ایک مقامی سڑک ہے اور گورنمنٹ کو اسکے پختہ کرنے سے کوئی تعلق نہین

س - کیا ڈسٹرکٹ مراد آباد مین پٹیل سٹ کا مرکز قایم کرنے کا ارادہ ہے ؟

ج - یہ تجویز زیر غور ہے کہ ایک مرکز پٹیل سٹ کے کام کے لئے وہین قایم کیا جائے

۲۶ - فروری سنہ ۱۹۲۴ء

(بھانتو اور ہبوڑے)

س - کیا گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ضلع مراد آباد سے بھانتو اور ہبوڑون کی آبادی کو دوسری جگہ منتقل کر دے ؟

ج - گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ بھانتو اور ہبوڑون کی آبادی کو ضلع مراد آباد بریلی - اور بجنور سے دوسری جگہ منتقل کرنے - لیکن فی الحال کوئی خاص امر اس مسئلہ کے متعلق زیر غور نہین ہے - سنہ ۱۹۱۹ء مین ضروری ایسی اسکیم گورنمنٹ کے زیر غور تھی - لیکن بوجہ قلت فنڈ ملتوی کرنا پڑا -

۶ - مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

(سڑک مراد آباد بجنور)

س - کیا گورنمنٹ کی توجہ مراد آباد اور بجنور کی سڑک کی حالت کیجانب منعطف ہوئی ہے ؟ کیا یہ امر گورنمنٹ کی مسرت کا باعث ہوگی کہ اس سڑک کی چند مرمت کرا دی جائے ؟

ج وہ ایک مقامی سڑک ہے اور اسکا تعلق ڈسٹرکٹ بورڈ سے ہے نہ کہ گورنمنٹ سے

۴۔ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

انٹرمیڈیٹ کالج

س (۱) کیا گورنمنٹ کی توجہ عمارت گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج مرادآباد کی طرف مبذول ہوئی ہے؟

(۲) کیا یہ واقعہ ہے کہ کالج کی عمارت کے کچھ حصّہ کی حالت ناگفتہ بہ ہے؟

(۳) گورنمنٹ ان دیواروں کی مرمت کب شروع کرائے گی؟

(۴) کیا گورنمنٹ اپنی اُن تجاویز کو جو کالج کی اصلاح کے متعلق ہیں معرض التوا میں ڈال رکھا ہے؟

ج (۱) ہاں (۲) نہیں (۳) ضروری مرمت ہو رہی ہے (۴) نہیں۔

س ۔ اس کالج کے لئے ابتک کوئی مستقل پرنسپل مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے کہ گذشتہ ۸ ماہ سے وہاں کوئی مستقل پرنسپل نہیں ہے؟

ج ۔ ایک مستقل پرنسپل کا علاج کر دیا گیا ہے۔

۱۶۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء

سیلاب

س ۔ (۱) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت کونسل کو بتلائے گی کہ جبکہ طغیانی کے سنا تو اس نے کیا فوری تدابیر اختیار کیں؟

س (۲) کیا کوئی خاص افسر اس اندازہ کے واسطے کہ طغیانی سے کسقدر نقصان ہوا بھیجا گیا تھا؟

س (۳) کیا گورنمنٹ براے مہربانی یہ بتلائے گی کہ کلکٹر مرادآباد نے گورنمنٹ سے

کس قسم کی اور کتنی امداد تباہ شدہ علاقہ کے مصیبت وافتادہ کرنے کے لیے طلب کی ؟

س (۴) کب ایسی درخواست کی گئی اور کیا نتائج ہوئے ؟

س (۵) کیا حکومت برائے مہربانی وہ نقصانات بتائے گی جو مراد آباد ضلع مراد آباد کی حسب ذیل تحصیلوں کو برداشت کرنے پڑے (۱) مراد آباد (۲) امروہہ (۳) حسنپور (۴) سنبھل (۵) ٹھاکردوارہ ۔

س (۶) کیا گورنمنٹ یہ بتائیگی کہ ضایع شدہ آدمیوں اور مویشیوں کی کیا تعداد ہے اور کیا تباہ شدہ مواضعات اور مکانات کی تعداد بھی ظاہر کرے گی فصل اور ذخیرہ اناج کو کسقدر نقصانات ہوئے ۔

س (۷) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائے گی کہ آیا طغیانی کی تیزی اسوجہ سے تھی کہ پل وغیرہ برے طور سے بنے ہوئے تھے اور ریلوے لائن بھی اچھی حالت میں نہ تھی ؟

س (۸) اگر اسکا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایک ممبران کی باہر کمیٹی اسکی تحقیقات کے واسطے منقرر کرے گی ؟

س (۹) کیا گورنمنٹ براے مہربانی یہ بتائے گی کہ آیا وہ اس بات پر آمادہ ہے کہ ضلع مراد آباد میں فصل خریف کا لگان معاف کردیا جائے ؟

س (۱۰) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتلائیگی کہ قحط انشیورنس فنڈ سے کوئی ایسی رقم منظور کردیگی جس سے ضلع مراد آباد کے لوگوں کی مصیبت کی تلافی ہوجائے اور کاشتکار ہل اور غلہ خرید سکیں اور اپنے مکانات بنا سکیں ؟

س (۱۱) اگر اسکا جواب اثبات مین ہی تو کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت منظور شدہ رقم تبلائے گی ؟

س (۱۲) اور اگر جواب نفی مین ہی تو کیا گورنمنٹ بتائیگی کہ کس وجہ کی بناء پر اس نوٹس ے رقم منظور نہین کی گئی ؟

س (۱۳) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائے گی کہ تحصیل ٹھاکردوارہ مین دریائے ڈھیلہ سے کس قدر نقصان پھونچا ہے ؟

س (۱۴) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت اس دریا پر ایک پل تعمیر کرے گی ؟

س (۱۵) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائیگی کہ طغیانی سے تباہ شدہ تحصیلون مین تحصیلدارون نے اندازہ نقصان کا کیا طریقہ اختیار کیا اور کیا زمیندارون اور کاشتکارون سے بھی مشورہ لیا ؟

س (۱۶) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت اُن تمام زمینون کا ایک اندازہ لگا کر بتائیگی جو طغیانی کی وجہ سے ۔ مرادآباد بدایون ۔ دہرہ دون اور شاہجہانپور مین کاشت کے قابل نہین رہی ہین ؟

س (۱۷) کیا حکومت کے پاس کوئی شکایت طغیانی زدہ اضلاع سے افسران ضلع کے طریقہ اندازہ نقصانات کی بابت پہونچی ہی ؟

س (۱۸) کیا حکومت نے کوئی خاص افسر اس غرض سے ان علاقون مین بھیجے ہین کہ اُن کے اسباب و اثرات پر غور کرین اگر ایسا کیا گیا تو کیا ہوا ؟

س (۱۹) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائیگی کہ اُس نے کوئی ایسا انتظام کیا ہے کہ سیلابی علاقہ مین چارہ کم قیمت اور رعایت کیساتھ فروخت کیا گیا ؟

س (۲۰) کیا حکومت ازراہ عنایت بتائیگی کہ اُس نے سیلاب زدہ علاقون مین کاشتکارون کو بیج مہیا کرنیکے لئے کیا انتظامات کئے ؟

س (۲۱) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائے گی کہ کب اور کس ذرائع سے دریائی طوفانون کی آمد کی خبرین ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو بھیجی گئین کن اضلاع مین یہ خبرین پھونچی اور کب ؟

س (۲۲) کیا عہدہداریون نے فی الواقع کاشتکارون کو طغیانی سے قبل آگاہ کردیا تھا ؟

س (۲۳) محکمجات جنگلات اور زراعت نے سیلابی علاقون کو کیا امداد بہم پھونچائی ؟

س (۲۴) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت مطلع کرے گی کہ کس حد تک محکمجات منتقلہ پر طغیانی کی وجہ سے اخراجات کا بار پڑے گا ؟

جوابات

ضلع مرادآباد مین ۱۰ر۲۵۶ مربع میل رقبہ طغیانی سے تباہ ہوا اور ایک سو ستانوے مواضعات کو شدید نقصان پہونچا اور ۶۷۵ مواضعات کو خفیف نقصان پہونچا اور ۶۹۷۴ مکانات منہدم ہوگئے اور ۲۸ر۱۲۹۰۲ مویشی برباد ہوگئے اور ۱۸۴۴ حل کے مویشی ضائع ہوئے اور ایک سو ستر آدمی ضائع ہوئے اور ۳۰۹۱ آدمی بچالئے گئے اور ۱۸۶ر۱۶۰۱ ایکڑ فصل بالکل برباد ہوگئی اور ۲۶ر۱۹۴۱۰ ایکڑ فصل تھوڑی تھوڑی ضائع ہوئی ہے -

۳۸۰۷۴ روپیہ ۸ر کے ریونیو ملتوی کردیئے گئے اور ۱۶۹۸۷ روپیہ معاف کرنیکی تجویز ہے اور ۴۰۲۴۴ روپیہ کی رقم بطور امداد کے دیگئی ہے جو واپس نہوگی۔ ۲۳۸۴۱۰ روپیہ آٹھ آنہ بطور تقاوی بلاسود تقسیم کئے گئے

اور مقامی ریلیف کمیٹی نے ۲۷ ۱۳۱ روپیہ جمع کیا اور اس سے ۴۰۰ آدمیون کی مصیبتین دور ہوئین

۱۸ - دسمبر سنہ ۲۴ء

بھوجپور پیپل سانہ

س - (۲) کیا یہ امر واقع ہے کہ پیپل سانہ بھوجپور کے لوگونکی صحت پر ریلوے لائن کے برے طور سے بنائے جانیکی وجہ سے برا اثر پڑا ہے ؟

ج نہین (۲) آنریبل ممبر کو اُس جواب کا حوالہ دیا جاتا ہے جو ۱۷ - دسمبر کو دیا گیا تھا -

س (۳) کیا گورنمنٹ کی توجہ اس اثر کی جانب منعطف ہوئی جو مرادآباد سے کاشی پور تک ریل تیار ہو جانیکی وجہ سے وہان کے لوگون کی تندرستی پر پڑا ہے ؟

ج ہان - اس معاملہ کی تحقیقات ایک کمیٹی نے کی تھی جو مئی سنہ ۲۴ء مین بیٹھی تھی اور اُس کمیٹی مذکورہ کی یہ رائے تھی کہ اودھ روہیلکھنڈ کماؤن ریلوے کے پشتہ کی موجودگی کی وجہ سے اس علاقہ مین طغیانی نہین آسکتی برعکس اسکے کمیٹی مذکور کا یہ خیال ہے کہ کنارہ کے ہونیکی وجہ سے لائن کے مشرق اور جنوب مشرق کا ایک بڑا علاقہ سیلاب سے محفوظ رہتا ہے کمیٹی مذکور نے بدیہی شہادت کی بناء پر کوئی ایسی وجہ نہین بتلائی کہ جس سے آن کبھی کبھی آنے والی سخت طغیانیون کا تعلق ریلوے لائن کے پشتہ کی موجودگی کی وجہ سے ہوا -

س (۴) کیا گورنمنٹ حکام ریلوے کو اس بات کی ضرورت بتلائی گی کہ سہال اور

بھوجپور اسٹیشن کے درمیان زیادہ چھوٹے چھوٹے پل بنائے جائیں ؟

ج کمیٹی مذکورہ بالا کی یہ رائے ہے کہ پل وغیرہ نہ ہونیکی وجہ سے ریلوے لائن کے مغربی علاقہ میں طغیانی پر کوئی خلاف اثر نہیں پڑتا ہے اور پلیں وغیرہ نہ ہونیکی وجہ سے مشرق اور جنوب و مشرق کے علاقے کے لوگ بہت کچھ محفوظ ہیں کمیٹی کی یہ رائے ہے کہ کسی حالت میں یہ امر مصلحت نہ ہوگا کہ اور زائد پلیں وغیرہ بنائی جائیں کیونکہ اس سے دریائے ٹیلا کا راستہ پھر جائے گا اور ممکن ہے کہ رام گنگا بھی اس جانب رخ بدلدے ۔

مسلم ہیوٹ اسکول

س (۵) (۱) کیا یہ بات صحیح ہے کہ مسلم ہیوٹ اسکول مرادآباد نے اس سال کے شروع میں گورنمنٹ سے فرنیچر کے لئے مدد چاہی تھی ۔

(۲) کیا یہ امر واقع ہے کہ ارکان سکول کو مطلع کیا گیا تھا کہ اگر اتنی ہی رقم اسکول مہیا کردے گا تو اس رقم کی سفارش کردیجائے گی ۔

(۳) کیا یہ بات صحیح ہے کہ بارہ سو کی رقم کارکنان سکول نے فراہم کرلی ؟

(۴) کیا یہ بات صحیح ہے کہ بعد کو سکول کو یہ اطلاع دیگئی کہ رقم منظور نہیں ہوسکتی اس تبدیلی کا کیا سبب تھا ۔ ؟

ج (۱) ہاں (۲) نہیں (۳) ہاں (۴) نہیں ۔

س (۶) کیا یہ بات صحیح ہے کہ مرادآباد کے ایک اردو اسکول نے پانچہزار روپیہ کی امداد چاہی اور منظور کرلی گئی اس قسم کا فرق کرنیکے کیا وجوہات تھے ۔

ج - سوال کے پہلے حصہ کا جواب اثبات ہی دوسرے حصہ کے متعلق سوال نمبر ۶ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

س (۷) کیا گورنمنٹ بارہ سو کی رقم اس اسکول کے لیے منظور کرے گی

ج - وہ رقم منظور کر دیگئی ہے۔

اسکول ظروف پتیل سازی

س - کیا گورنمنٹ مہربانی فرماکر بتائیگی کہ مرادآباد میں پتیلی کام کے واسطے جو سکول جاری کیا گیا ہے اُسپر کسقدر روپیہ صرف ہوتا ہے۔ تعداد طلبا اور مدرسین کیا ہے ؟

ج - اسکول مذکورہ کا سالانہ خرچ تین ہزار روپیہ ہے جسمیں سے پندرہ سو روپیہ ۱۵۰۰ بورڈ صنعت وحرفت دیتا ہے اور پندرہ سو روپیہ بلدہ مرادآباد ادا کرتا ہے۔ طلباء کی تعداد ۲۲ ہے۔ فی الحال دو استاد ہیں ایک شینگ ماسٹر اور ایک ڈرائنگ ماسٹر۔ اول الذکر ایک مقامی آدمی ہی اور کام میں کافی مہارت ہے اور آخر الذکر ایک لوکل اسکول کے سند یافتہ ڈرائنگ ماسٹر ہیں۔

۳۰ - جنوری ۱۹۲۵ء

علاقہ سیلاب زدہ

س - کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بتلائیگی کہ علاقہ سیلاب زدہ واقع مرادآباد کے متعلق کیا تدابیر اختیار کی گئیں ؟

ج - اس ضلع کے لئے تقریبًا تین لاکھ روپیہ تقاوی کے لئے منظور کیا گیا ہے اور ایک لاکھ روپیہ امداد کے لئے منظور کیا گیا ہے - صحیح اعداد نہین بتائے جاسکتے کیونکہ یہ کمشنر صاحب بہادر کے رزرو (Reserve) فنڈ سے منظور ہوتے ہین - صاحب کلکٹر کو اس امداد کے متعلق آخری تجاویز جو مالگذاری مین ہونی چاہئین ابھی تک موصول نہین ہوئین -

مقدمات بیدخلی ضلع مرادآباد

س - کیا گورنمنٹ از راہ عنایت اون مقدمات بیدخلی کی تعداد بتائیگی جو گذشتہ سال ضلع مرادآباد مین دائر ہوئے ؟

ج - دفعہ ۶۳ - ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۱۱ء کے ماتحت ۱۰۵۸۹ دس ہزار پانچ سو اناسی مقدمات تھے -

۲۱ - اگست سنہ ۱۹۲۵ء

پٹواریان ضلع مرادآباد

س - کیا گورنمنٹ ضلع مرادآباد کے پٹواریان کی تعداد بتائیگی ؟ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ اونکی تنخواہ مین ایک مدت سے اضافہ نہین ہوا - کیا گورنمنٹ کا ارادہ اونکی تنخواہ مین اضافہ کرنے کا ہے ؟

ج - ضلع مرادآباد مین ۷۰۹ پٹواری ہین سنہ ۱۹۲۱ء مین تنخواہ مین اضافہ ہوا تھا اب جدید اضافہ کا خیال نہین ہے -

پٹیالی کامرس کے اسکول کی مدد

س ۔ کیا گورنمنٹ مہربانی فرماکر بتائیگی کہ آپنے اپنے وعدہ متعلق اضافہ امداد اسکول طرزدہی پٹیالی مرادآباد کو کہانتک پورا کیا۔ اگر پورا نہیں کیا تو وجوہ کیا ہین ؟

ج ۔ گورنمنٹ نے ۰۰۰ ۱۵ روپیہ جدید عمارت کی تعمیر کے لئے منظور کیا ہے جو نقشہ آنے پر دیا جائے گا ۔

سوالات متعلق تحصیل امروہہ ضلع مرادآباد

۳۱ ۔ جنوری ۱۹۲۴ء (صنعت و حرفت)

س ۔ محکمہ صنعت و حرفت مین قصبہ امروہہ کی دستکاری کی ترقی کے لئے کیا کارروائی نہین اختیار کی ہے گورنمنٹ بڑی خوشی سے اُس اسکیم پر غور کرے گی جو کہ آنریبل ممبر وہان کی صنعت و حرفت کی ترقی کے لئے پیش کرینگے

۶ ۔ مارچ ۱۹۲۴ء

(بلدیہ امروہہ)

س ۔ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بلدیہ امروہہ نے گورنمنٹ سے اس بات کی درخواست کی تھی کہ وہان ایک غیر سرکاری چیرمین مقرر کیا جائے ؟

س ۔ کیا یہ بات بھی صحیح ہے کہ بلدیہ امروہہ کے سکریٹری کو انتظامی اختیارات (ایگزیکٹو) پاورس بھی دیئے گئے ؟

س - کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بلدیہ کمشنر سے اجازت چاہی کہ ایک غیر سرکاری
چیرمین مقرر کریں؟

س - کیا یہ درخواست گزشتہ سال گئی تھی؟

س - کیا روہیلکھنڈ کے کمشنر نے بلدیہ امروہہ کی درخواست کو نامنظور کیا؟

س - اگر ایسا امر واقعہ ہے تو کیا گورنمنٹ براہ مہربانی ایک سرکاری چیرمین
کے رکھنے کے متعلق وجوہات بتائیگی۔ حالانکہ بلدیہ امروہہ نے ایک دوسری
درخواست پیش کی ہے کہ غیر سرکاری چیرمین ہونا چاہئے؟

س - کیا گورنمنٹ کا ارادہ بلدیہ امروہہ کی درخواست منظور کرنے کا ہے؟

س - اگر ایسا ارادہ ہے تو کب تک بلدیہ امروہہ کو یہ اجازت دیجائیگی کہ وہ اپنا
ایک غیر سرکاری چیرمین انتخاب کرے؟

ج - بعد تحقیقات کے جواب دیا جائے گا۔

۲۷ - فروری ۱۹۲۴ء (سڑک)

س - کیا گورنمنٹ نوگانواں سادات اور امروہہ کے درمیان پختہ سڑک بنوادیگی؟

ج - تحقیقات کیجارہی ہے جواب آیندہ دیا جائے گا۔

۴ - اپریل ۱۹۲۴ء

گورنمنٹ ہائی اسکول

س کیا امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ گورنمنٹ ہائی اسکول امروہہ کا توڑدینے
کا ہے؟ کیا گورنمنٹ اس اسکول کے طلبار کی تعداد بتلائیگی۔ کیا گورنمنٹ کی
توجہ ان متعدد جلسوں کی طرف منعطف ہوئی ہے جو اس غرض سے منعقد

ہوئے تھے کہ اسکول کے توڑے جانے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں ؟

ج ۔ یہ معاملہ گورنمنٹ کے زیر غور ہے اور آنریبل ممبر کو گورنمنٹ کی قرارداد نمبر ۱۳۲ کا حوالہ دیا جاتا ہے جو ۲۳ فروری سنہ ۱۹۲۴ء کو پاس ہوئی تھی طلبا کی تعداد ۲۵۷ ہے ۔ گورنمنٹ کو ان جلسوں میں سے صرف ایک جلسہ کی کارروائی کی اطلاع موصول ہوئی ہے ۔

۱۸ ۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء

گورنمنٹ ہائی اسکول

س ۔ کیا گورنمنٹ نے ہائی اسکول کا نہ توڑا جانا طے کرلیا ہے ؟

ج (۲) اگر ایسا ہے تو کیا گورنمنٹ براہ مہربانی ایک اطلاع بدین غرض شایع کردے گی جس سے امروہہ پبلک کو دوبارہ یقین ہو جائے ؟

ج (۱) ہاں (۲) اس اعلان کی وجہ سے جواب دیا گیا ہے ۔ مزید اعلان کی ضرورت نہیں ۔

۲۶ ۔ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

(بابت انتخاب چیرمین میونسپل بورڈ)

س (۱) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائے گی کہ آیا وہ میونسپل بورڈ امروہہ کو اس بات کی اجازت دے گی کہ وہ خود اپنا صدر بلد منتخب کرے ۔

(۲) اگر ایسا نہ کیا جائے تو کیوں ؟

ج (۱) فی الحال اجازت نہ دیجائے گی ۔

(۲) امن اور شہر کے عام فرقون کے اتفاق باہمی کی بنا ہے۔

۲۰- جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

س- مین نے امروہہ میونسپل بورڈ کے غیر سرکاری چیرمین کے متعلق جو سوالات پہلے کئے تھے کیا گورنمنٹ براے مہربانی بتاے گی کہ آیا اسکے متعلق اس نے کیا فیصلہ کیا؟

ج- فی الحال غیر سرکاری چیرمین رکھا جاے۔

۱۳- مارچ سنہ ۲۵ء

س- (الف) کیا گورنمنٹ میرے پچھلے سوالات کو مد نظر رکھتے ہوے جو چیرمین بلدیہ امروہہ کے متعلق تھے امور ذیل کا جواب دے گی۔

(۱) کب اور کس تاریخ کو بلدیہ امروہہ مین سرکاری چیرمین گورنمنٹ نے رکھنے کا فیصلہ کیا؟

(۲) کس کے مشورہ پر گورنمنٹ نے سرکاری چیرمین رکھنے کا فیصلہ کیا؟

(۳) کب تک سرکاری چیرمین رہے گا!

(ب) آیا وزیر لوکل سلف گورنمنٹ براے مہربانی اون نتائج سے جو بجہ تحقیقات جسکا وعدہ اونھون نے میری تقریر متعلق سمجھوتہ امروہہ مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۲۵ء کے جواب مین فرمایا تھا کونسل کو آگاہ کردے گی؟

ج- تحقیقات برابر جاری ہی اور گورنمنٹ عنقریب ایک نتیجہ پر پہونچنے والی ہی۔

۲۲- اگست سنہ ۱۹۲۵ء

س- کیا گورنمنٹ از راہ عنایت بتائیگی کہ اوس نے بلدیہ امروہہ کے غیر سرکاری

چیرمین کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے۔

ج ۔ بلدیہ امروہہ آیندہ انتخاب کے بعد اپنا غیر سرکاری چیرمین منتخب کریگی۔

سوالات متعلق تحصیل ٹھاکردوارہ ضلع مراد آباد

۳۱ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

(انتظامی)

س ۔ کیا گورنمنٹ بتائیگی کہ آیا یہ امر فیصل ہو گیا کہ ضلع مراد آباد میں تحصیل ٹھاکردوارہ کو توڑ دیا جائے گا؟

ج ۔ ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔

۲۷ فروری سنہ ۱۹۲۳ء

پکی سڑک و ریلوے

س ۔ کیا گورنمنٹ کی توجہ اس امر کی طرف منعطف ہوئی کہ تحصیل ٹھاکردوارہ میں پختہ سڑک نہیں اور ریلوے گذرتی ہے کیا گورنمنٹ ان امور کی طرف توجہ فرمائے گی؟

ج ۔ اس امر کے متعلق تحقیقات کیجارہی ہے جواب آیندہ دیا جائیگا۔

س ۔ تحصیل ٹھاکردوارہ میں دریائے ڈھیلہ پر پل کیوں نہیں بنایا گیا؟

ج ۔ بعد تحقیقات مزید کے جواب دیا جائے گا۔

س ۔ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ موسم برسات میں ٹھاکردوارہ سے مراد آباد کو راستے بند ہو جاتے ہیں اور باشندگان اپنے ضروری کاموں میں معذور ہو جاتے ہیں۔ اگر

صحیح ہے ان تک سڑک پختہ یا ریلوے یا پل وغیرہ کے لئے ... جاتا
کیا اس ضروری معاملہ میں گورنمنٹ ضلع کے ذکا امداد کرے گی ؟

ج ۔ ضروری تحقیقات کے بعد آئندہ جواب دیا جائے گا

۱۱ دسمبر ۱۹۲۴ء

(انتظامی)

س ۔ کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائے گی کہ تحصیل ٹھاکردوارہ کے توڑنے کے متعلق کوئی فیصلہ کر لیا گیا ہے ؟

ج ۔ ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔

۱۹ دسمبر ۱۹۲۴ء

(متعلق قوم جماعتہ)

س ۔ کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتلائے گی کہ ان جماعتوں کے متعلق جو ابھی تک ٹھاکردوارہ اور ضلع مرادآباد کے دیگر حصوں میں گشت لگا رہی ہیں کیا تدابیر اور کارروائی اختیار کرے گی ؟

ج ۔ یہ سمجھا گیا ہے بعض آوارہ جماعتوں کے لئے گشت کرنے کی طرف آنریبل ممبر کا اشارہ ہے ۔ لیکن ان جماعتوں کی تعداد ضلع مرادآباد میں اب بہت ہی کم ہے اور مستقل طور پر جو گشت کرتے ہیں صرف دو تین باقی ہیں ۔

۲۰ جنوری ۱۹۲۵ء

(انتظامی)

س ۔ بسبب سابق سوالات کے متعلق جو ٹھاکردوارہ تحصیل کے توڑنے کے متعلق

کئے گئے تھے کیا گورنمنٹ بتائیگی کہ آیا اس نے کوئی فیصلہ کرلیا ہے؟

ج نہیں۔

۲۸ - فروری سنہ ۱۹۲۵ء

س تحصیل ٹھاکردوارہ کے توڑے جانے کے متعلق میرے پچھلے سوالات کے سلسلہ میں گورنمنٹ کبتک فیصلہ کرے گی؟

ج کوئی تاریخ متعین نہیں کیجا سکتی ہے مگر امید ہے کہ زیادہ مدت درکار نہو گی۔

سوالات متعلق تحصیل سنبھل ضلع مرادآباد

۱۰ - ستمبر سنہ ۲۴ء (بلوہ)

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت اون اشخاص کی تعداد بتلاے گی جو فسادات سنبھل نجیب آباد ضلع بجنور میں مجروح یا مقتول ہوئے۔ کیا گورنمنٹ تعداد اوس نقصان کی بتاے گی جو ان فسادات کی وجہ سے ہوا؟

ج سنبھل میں ۱۵ - آدمی زخمی ہوئے اور کوئی موت واقع نہیں ہوئی نجیب آباد میں نہ کوئی فساد ہوا اور نہ کوئی زخمی ہوا۔ سنبھل میں نقصان کی تعداد ۱۰۱ لیکن اس میں یک ہزار تین سو پانچ روپیہ کی وہ رقم شامل نہیں جو ایک شخص بیان کرتا ہے کہ اس وقت اس کے پاس تھی اور وہ ضائع ہوگئی اور نجیب آباد میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔

سوالات متعلق تعلیم ومحکمہ تعلیم ۲۶ - فروری سنہ ۲۴ء (وظائف بیرونی)

س اُن بیرونی وظائف سے کمیٹی کے متعلق جبکے کئی اجلاس سنہ ۱۹۲۱ء میں نینی تال

ہین ہوئے اور جس نے وظائف کی ایک وسیع اسکیم بھی مرتب کی گورنمنٹ کیا کارروائی اختیار کرے گی ؟

ج سال رواں مین تین بیرونی وظائف دیے گئے تجویز یہ ہے کہ دو اور وظائف ۲۴ سنہ و ۲۵ سنہ عہ مین دیے جائین ۔

س ۔ اس معاملہ کی رپورٹ کیون مخفی رکھی گئی ؟

ج رپورٹ مخفی نہین رکھی گئی ۔ آنریبل ممبر کو اس جواب کا حوالہ دیا جاتا ہے جو سوال نمبر ۴۷ کے متعلق دیا گیا تھا ۔

(ڈپٹی انسپکٹران اسلامی مدارس)

س کیا گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ اسلامی مدارس کے ڈپٹی انسپکٹرون کی جگہون کو توڑ دیا جائے ؟

ج اقتصادی کمیٹی نے ان جگہون کے توڑنے کی سفارش کی تھی اس کمیٹی کے سفارشات گورنمنٹ کے زیر غور ہین ۔

(عجائب خانہ لکھنؤ)

س ۔ لکھنؤ کے عجائب خانہ کی انتظامیہ کمیٹی کے کیا کیا قواعد اور فرائض ہین ؟

ج لکھنؤ مین اس صوبہ کا عجائب خانہ ہے اسکا انتظام ایک کمیٹی کرتی ہے جس مین علم زمانۂ قدیم و علم سکہ شناسی و علم خواص الاشیاء و علم تعلیم و خصوصیت قومیت کے ماہرین شامل ہین اور اسکا صدر قسمت لکھنؤ کا کمشنر ہوتا ہے اس کمیٹی کو گورنمنٹ نے نئی کمیٹی کی سفارش پر منظور کیا ہے ۔ گورنمنٹ نے اسکے ممبران کو اپنی مرضی سے نامزد کیا ہے ۔ یہ کمیٹی اس عجائب خانہ کے انتظام

[illegible] کرتی ہے۔ یہ کمیٹی اُن سے جمع کرنے اور عطیات سے دکھلانے اور
اخراجات کی نگرانی کی بھی ذمہ دار ہے۔

۲۳ - فروری سنہ ۲۴ء

س [illegible] ڈسٹرکٹ بورڈوں میں
[illegible]
[illegible]؟

ج [illegible] صاف نہیں ہے
[illegible]
[illegible]

س [illegible] اسکول جاری
رکھنے کا ارادہ ہے [illegible] ارادہ ہے [illegible] جائے گا؟

ج ایک [illegible] گورنمنٹ [illegible]
[illegible] روپیہ کی تحویل ملتوی کر دیا گیا۔ اس کے [illegible] مقام پر
پسند کیا گیا تھا۔

۱۹ - مارچ سنہ ۲۴ء

س گورنمنٹ اسلامی مدارس کے ڈپٹی انسپکٹران کو کب تک منتقل کرے گی؟

ج معاملہ زیر غور ہے۔

۴ - اپریل سنہ ۲۴ء (گورنمنٹ ہائی اسکول نجیب آباد

س کیا گورنمنٹ کا ارادہ گورنمنٹ ہائی اسکول نجیب آباد کے توڑنے کا ہے

چونکہ نجیب آباد ایک بڑا قصبہ ہے۔ کیا گورنمنٹ صحیح طور پر اس اسکول کے متعلق اپنی پالیسی کا اظہار کرے گی؟

ج ۔ آنریبل ممبر کو جز اول کے جواب کا حوالہ اس جواب سے دیا جاتا ہے جو آج سوال نمبر ۲۷ کے متعلق دیا گیا ہے۔ دوسرے جز کا جواب یہ ہے کہ گورنمنٹ اس مسئلہ پر فی الحال اپنی پالیسی کا کوئی اظہار نہیں کر سکتی۔

تعلیم نابینا و گونگے وغیرہ

س کیا گورنمنٹ بتائے گی کہ آیا ان صوبوں میں۔ بہرے۔ اندھے۔ گونگے کے واسطے کوئی تعلیمی اسکیم تیار کی گئی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو کیا گورنمنٹ اسپر توجہ کرے گی؟

ج ۔۔ راجپور میں اندھوں کے لئے ایک اسکول موجود ہے اوسکو زیادہ ترقی دینے کے سوال پر گورنمنٹ غور کر رہی ہے۔

ڈپٹی انسپکٹران اسلامی مدارس

س (۱) اسلامی مدارس کے ڈپٹی انسپکٹران کب مقرر ہوئے تھے؟

(۲) کیا وہ عارضی طور پر مقرر کیئے گئے تھے؟

(۳) کیا یہ صحیح ہے کہ اونکو ابتک مستقل نہیں کیا گیا؟

(۴) اگر اثبات میں ہے تو کیا گورنمنٹ وہ وجوہات بیان کرے گی جو اونکے مستقل کرنے میں تاخیر کا باعث ہوئے؟

ج (۱) سنہ ۱۹۱۶ء مین اونکا تقرر ہوا تھا اور جن جن جگہ خالی ہوتی گئین اونکا تقرر ہوتا گیا۔

(۲) ہان۔

(۳) ہان۔

(۴) یہ جگہ صوبہ کے قاعدہ کے موافق قایم کی گئی تھین۔

(بیرونی وظائف)

۲۸ ستمبر سنہ ۲۴ء

س کیا گورنمنٹ براے مہربانی بتائے گی کہ اس نے بیرونی وظائف کی کمیٹی کی رپورٹ کی بنا پر جو نینی تال مین سنہ ۱۹۲۱ء مین ہوی تھی کوئی قرارداد مرتب کی ہے۔ ایک نتیجہ تک پہونچنے کے لئے حکومت کو ۳ ۱/۲ سال کا عرصہ کیون لگا؟

ج آنریبل ممبر کو ۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۳ء کے سوال کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

س گورنمنٹ نے بیرونی وظائف کمیٹی کے متعلق جسکا اجلاس نینی تال مین سنہ ۱۹۲۱ء مین منعقد ہوا تھا کیا کارروائی کی؟ کیا گورنمنٹ نے کوئی رزولیوشن کمیٹی کی رپورٹ پر پاس کیا ہے۔

ج گورنمنٹ نے سالانہ پانچ وظائف بیرونی کا عطا کرنا منظور کر لیا ہے کوئی قرارداد رپورٹ پر پاس نہین کی گئی اور نہ کسی کے پاس کرنے کی ضرورت تھی۔

(ڈاکٹری اسکول)

س کیا گورنمنٹ براے مہربانی بتائے گی کہ آیا اس نے اس بات کا ارادہ کر لیا ہے

کہ دہلی مین ایک ڈاکٹری اسکول قایم کیا جائے۔ اگر ایسا نہین ہے تو یہ تجویز کیون بالائے طاق رکھدی گئی ؟

ج کس وقت مین یہ ارادہ کیا گیا تھا کہ ایک دوسرا میڈیکل اسکول کھولا جائیگا اور اسکے لئے مقام دہلی منتخب کیا گیا تھا۔ لیکن قلت فنڈ کی وجہ سے یہ تجویز بالائے طاق رکھدی گئی

رڑکی کالج

س کیا گورنمنٹ یہ بتلائے گی کہ آیا اوس نے اس بات کا فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ ٹامسن کالج رڑکی کو کسی یونیورسٹی سے ملحق نہ کرے ؟

ج جبتک آگرہ یونیورسٹی کمیٹی کی رپورٹ نہ آجائے گی اسوقت تک گورنمنٹ اس معاملہ مین کوئی فیصلہ نہ کرے گی ۔

۱۹ - دسمبر ۱۹۲۴ء

(ریسرچ اسکالر)

س کیا گورنمنٹ کے پاس محکمہ تاریخ کے افسر کے یہان سے کوئی چٹھی اس غرض سے وصول ہوئی تھی کہ وہان کے ایک ریسرچ اسکالر مسٹر وشیشر پرشاد۔ ایم۔ اے کو چند ۰۰ کاغذات جو محکمہ مال مین محفوظ ہین دیکھنے کی اجازت دیجائے جسکی غرض وغایت اٹھارہوین صدی مین روہیلون کی تاریخ کی تفتیش و تحقیق تھی ؟

ج آنریبل ممبر کے یہان سے ایک خط موصول ہوا تھا۔

س ۔ کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت وہ وجوہ بتلائے گی جنکی بنا پر ریسرچ اسکالر کو محکمہ مال کے 'رکرڈس'، یعنی کاغذات کی اجازت نہین دی ؟

(۲) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کاغذات ہندوستان کے اونیسوین صدی کے اوائل حصہ سے متعلق ہین ؟

ج (۱) حاسن کا غذات جو ریسرچ اسکالر دیکھنا چاہتا تھا معلوم ہوا کہ سکریٹریٹ مین موجود نہین تھے اگر تاریخی اہمیت کے خاص کاغذات ایسے ہین تو قاعدہ سے اونکے دیکھنے کی اجازت دیجا سکتی ہے اس سے گورنمنٹ کو اون کے دکھلانے مین کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ سرکاری کاغذات کے عام معاینہ کی اجازت بظاہر اسباب کی بنا پر نہین دیجا سکتی۔

اسلامی مدارس

س کیا گورنمنٹ براے مہربانی وہ رقم تبارے گی جو سنہ ۱۹۲۱ء سے سنہ ۱۹۲۴ء تک اسلامی مدارس و مکاتب کے واسطے منظور کیا گیا ہے ؟

ج ایک رونداد آنریبل ممبر کی میز پر رکھی جاتی ہے

س کیا یہ واقعہ ہے کہ اسلامیہ اسکول الہ آباد کی امداد مین اس سال تخفیف کر دیگئی ہے اگر ایسا ہے تو کیا گورنمنٹ یہ تبارے گی کہ ایسا کیون کیا گیا ؟

ج (۱) ہان (۲) کمی تعلیمی قانون کے پیراگراف نمبر ۳۸۴ کی رو سے کی گئی۔

س کیا گورنمنٹ تبائیگی کہ کن وجوہ کی بنا پر مسٹر وشیشر پرشاد ایم۔ اے ریسرچ اسکالر محکمہ تاریخ الہ آباد یونیورسٹی کو سکریٹریٹ کے محفوظ کاغذات دیکھنے کی اجازت نہین دیگئی ؟

ج۔ آنریبل ممبر کو آج ہی کے تاریخ کے سوال نمبر ۲۱ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

تعلیم موسیقی

س۔ گورنمنٹ نے کونسل کے اس قرارداد کے متعلق جو طلبہ کو اسکولوں میں علم موسیقی سکھلانے کے متعلق تھی ابتک کیا کارروائی کی؟

ج اگر روپیہ کافی ہوا اور کونسل نے منظور کر لیا تو بدقت انٹرمیڈیٹ کالج لکھنؤ میں علم موسیقی کی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا۔

بیرونی وظائف

س کہانتک ممالک غیر کے وظائف کی کمیٹی کی سفارشات پر جو نینی تال میں منعقد ہوئی تھی عمل کیا گیا؟

ج سال حال کی بجٹ میں پانچ وظائف کا انتظام کیا گیا ہے ایک الہ آباد یونیورسٹی کے گریجویٹ کو دوسرا لکھنؤ یونیورسٹی کے گریجویٹ کو اعلےٰ تعلیم کے واسطے ایک مرد اور ایک عورت کو مغربی طریقہ تعلیم سیکھنے کے لئے اور ایک صنعت وحرفت کا وظیفہ دیا گیا۔

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت وہ طریقہ اور اصول جو ۱۹۲۳ء کے ممالک غیر کے وظائف تقسیم کرنے میں اختیار کیا گیا تھا بتلائے گی؟

ج گورنمنٹ نے ایک کمیٹی مقرر کی تھی تاکہ وہ سررشتہ تعلیم کے دیئے ہوئے وظائف کی درخواستوں پر غور کرے۔ اس کمیٹی نے امیدواروں کی سفارش گورنمنٹ کو کی جن میں سے گورنمنٹ نے ایک ایک ہر وظیفہ کے واسطے چن لیا

صنعت وحرفت کا وظیفہ بورڈ صنعت وحرفت کی سفارش پر دیا گیا۔

۲۶ - جنوری ۱۹۲۵ء

مکتب کیمٹیان

س (۱) کیا گورنمنٹ براہ مہربانی مکتب کی کمیٹیون کی تعداد مع انکی تعداد حاضری بتلائے گی؟

(۲) کتنے ضلعون مین ایسی کمیٹیان موجود ہین؟

ج (۱) ایک نقشہ آنریبل ممبر کی میز پر رکھا جاتا ہے۔

(۲) ۲۴ ضلعون مین کمیٹیان موجود ہین۔

۲۸ - جنوری ۱۹۲۵ء

امداد مدارس

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت یہ بتائیگی کہ کسقدر امداد ان مڈل اسکولون اور ہائی اسکولون کو جنکو مسلمان چلاتے ہین گذشتہ دو سال سے دیجاتی رہی؟

ج آنریبل ممبر کو آج کی تاریخ کے سوال نمبر ۴ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

۳۰ - جنوری ۱۹۲۵ء

کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بتائے گی کہ امداد کے متعلق اس نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟ کیا کوئی ایسی کمیٹی موجود ہے جو ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کو مختلف مدارس کے متعلق امداد دینے کے معاملہ مین مشورہ دیتی ہے؟ اگر کوئی ایسی کمیٹی ہے تو کیا گورنمنٹ اسکے اراکین کے نام بتائیگی؟

ج امداد کی درخواست کی جانچ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کرتے ہین اور اسکو گورنمنٹ منظور

منظور کر لی ہے۔ اگر قانونی کونسل کی کمیٹی مالیات بھی اسکو منظور کر لی ہے تو وہ درخواستین امپریل فنڈ کا فی ہو شامل بحث ہو کر کونسل مین پیش کیجاتی ہین۔ کوئی ایسی مشورہ کی کمیٹی نہین ہے۔ تیسرا سوال پیدا نہین ہوتا

چیر مین زبان عربی علیگڈہ یونیورسٹی

۳۰ - جنوری ۱۹۲۵ء

س (۱) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتلائے گی کہ علیگڈہ مین عربی کی چیر chair کب قایم ہوئی (۲) خاص رقم گورنمنٹ نے منظور کی ہے کیا وہ اسپر صرف کیجاتی ہے (۳) اگر یہ درست ہے تو پروفیسر کے تقرر سے متعلق کیا خاص شرائط ہین۔

ج (۱) یکم اپریل ۱۹۲۰ء مین قایم کی گئی (۲) جواب اثبات مین ہے (۳) حسب ذیل شرائط امداد کے لئے مقرر ہین (الف) کالج کے ارباب حل وعقد جو انتخاب کرین اسپر لوکل گورنمنٹ کی منظوری لازمی ہے (ب) اوسکی امداد شرطیہ ہے یعنی کالج عربی کی تعلیم کے لئے کافی انتظام کرے اور طلبا کے لئے کافی گنجایش رکھین۔

س کیا امر واقع ہے کہ کوئی ہندوستانی اس عہدہ کے لائق نہین سمجھا گیا؟

ج جسوقت امداد دی گئی تھی اسوقت یہ ارادہ ظاہر کیا گیا تھا کہ یورپین پروفیسر ہونا چاہئے۔

س اگر یونیورسٹی اسکے متعلق درخواست کرے تو کیا گورنمنٹ اس معاملہ پر دوبارہ غور کرے گی؟

ج - ہان اگر درخواست دیگئی تو اسپر نہایت توجہ سے غور کیا جائے گا -

س کیا گورنمنٹ برائے مہربانی ادن تمام معلومات سے آگاہ کرے گی جو اُس عہدہ کے متعلق اوسکی مدت قیام سے اُسکے علم مین ہین -

ج اسکا جواب نمبر ۴ و ۵ کے جوابات مین دیدیا گیا -

۳۰ جنوری ۲۵ء

شعبۂ تاریخ الہ آباد یونیورسٹی

س - گورنمنٹ نے ادن کاغذات کے متعلق جو سکریٹریٹ اور بورڈ مال کی کتب خانہ مین محفوظ ہین طلبا رعلم تاریخ کے دیکھنے کے لئے کیا قواعد مقرر کئے ہین ؟

ج قواعد کی کاپی موجود ہے تو آنریبل ممبر کی میز پر رکھی جاتی ہے -

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائے گی کہ اس صوبہ کے متعلق جو کاغذات بنگال سکریٹریٹ کے کتب خانہ مین موجود ہین اونکے یہان منتقل کئے جانے کے متعلق کیا تدابیر اختیار کی گئی ہین ؟

ج اس صوبہ کے متعلق کاغذات حاصل کرنے کے متعلق جو سوال ہے، اسپر اسوقت تک غور نہین کیا جا سکتا جب تک کہ ایک رکارڈ آفس قایم نہ ہو جائے -

س کیا گورنمنٹ یہ بتائے گی کہ رکارڈ آفس کبتک قایم کیا جائے گا ؟

ج میرے خیال مین اس کا تعلق محکمہ مال سے ہے -

۲۸ - فروری ۱۹۲۵ء

موسیقی کالج

س کیا گورنمنٹ برائے مہربانی یہ تبلائے گی کہ موسیقی کالج کے لئے کچھہ روپیہ منظور کیا ہے - اگر یہ درست ہے تو کسقدر ؟

ج پہلے جز کا جواب نفی میں ہے اور دوسرا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

س وہ کالج کہاں قایم کیا جائے گا؟

ج گورنمنٹ موجودہ حالت میں کچھہ بیان نہیں کرسکتی۔

امداد مدارس

س کیا گورنمنٹ براے مہربانی بتلائیگی کہ آیا کوئی ایسی کمیٹی قایم کردی گئی ہے جو ڈائرکٹر سرشتۂ تعلیم کو امداد مدارس کے معاملہ میں مشورہ دیا کرے؟

ج گورنمنٹ کی راے میں ایسی کمیٹی کا تقرر ضروری نہیں۔

یونیورسٹی کوآرڈنیشن کمیٹی

س کیا گورنمنٹ نے یونیورسٹی کوآرڈینیشن کمیٹی کی یعنی اس کمیٹی کی سفارشوں پر جو یونیورسٹیوں کے تعلیمی معیار کو مساوی حالت میں کرنے کے لیے مقرر کی گئی تھی عمل درآمد کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے؟

ج رپورٹ زیر غور ہے۔

آگرہ یونیورسٹی بل

س کیا گورنمنٹ براہ مہربانی یہ بتاے گی کہ آیا اس نے حکومت ہند سے آگرہ یونیورسٹی بل پیش کرنے کے لیے اجازت مانگی ہے؟

ج نہیں۔

س آگرہ یونیورسٹی قایم کرنے کے لیے مسودہ اس کونسل میں کب تک پیش ہوگا؟

ج ابھی گورنمنٹ کچھ ظاہر نہیں کر سکتی۔

وظائف بیرونی

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائے گی کہ اُن کل سفارشوں پر جنکو بیرونی وظائف کمیٹی کے جلسہ منعقدہ ۱۹۲۱ء نے پیش کیا تھا عمل درآمد کیوں نہیں کیا گیا؟

ج قلت فنڈ کی وجہ سے۔

جبریہ ابتدائی تعلیم

س (۱) کیا گورنمنٹ مسٹر کچلو کی رپورٹ جو اس صوبہ کے جبریہ ابتدائی تعلیم کے انتظام کے متعلق ہے ممبران کی میز پر رکھے گی؟

(۲) اگر رپورٹ تیار نہیں ہے تو کیا گورنمنٹ اس تاخیر کی وجہ بتائے گی؟

ج پہلے ایسا ہو چکا ہے۔ دوسرا حصہ پیدا نہیں ہوتا۔

امداد ہندو یونیورسٹی بنارس

س (۱) کیا گورنمنٹ کا ارادہ رائے بہادر لالہ سیتارام کی قرارداد متعلق امداد ہندو یونیورسٹی بنارس پر عملدرآمد کرنے کا ہے؟

(۲) اگر نہیں تو کیا وجہ ہے؟

ج (۱) نہیں (۲) رائے بہادر کی قرارداد کی بحث کے دوران میں وجوہ بیان کر دیئے گئے۔

امداد مسلم یونیورسٹی علیگڈہ

س (۱) کیا گورنمنٹ کی توجہ اس بیان کی طرف منعطف ہوئی جو وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے وائسرائے بہادر کی خدمت میں پیش کیا ہے اور جس میں صوبہ کی ناکافی امداد کی شکایت سے مبذول ہوئی ہی؟

(۲) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ نے یونیورسٹی کے قیام کے وقت ایک کثیر امداد کا وعدہ کیا تھا اور جسکو ابتک پورا نہین کیا؟

ج نہین۔

س کیا مسلم یونیورسٹی نے سنہ ۲۱ء لغایتہ سنہ ۲۲ء تک کوئی درخواست اضافہ امداد کے لئے دی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اضافہ مطلوبہ کی تعداد کیا تھی اور کتنی رقم گورنمنٹ سے منظور کی؟

ج پہلے حصہ کا جواب نفی مین۔ دوسرا حصہ پیدا نہین ہوتا۔

س (۱) کیا امر واقعہ ہے کہ مسلم یونیورسٹی کو بطور یونیورسٹی کچھہ امداد نہین دیجاتی ہے۔ بلکہ صرف وہی امداد دیجاتی ہے۔ جو ایم۔ اے او کالج کو دیجاتی تھی

(۲) اگر یہ درست ہی تو کیا گورنمنٹ امداد مین اضافہ کرے گی جو اس کے موجودہ اخراجات کے لئے کافی ہو؟

ج (۱) ہان اگر گورنمنٹ سے مراد گورنمنٹ صوبہ ہو۔ علیگڈہ یونیورسٹی حکومت ہند سے ایک لاکھہ روپیہ سالانہ پاتی ہی۔

(۲) گورنمنٹ اپنی پالیسی کا اظہار حافظ ہدایت حسین صاحب کی قرارداد کے جواب

کرے گی جو ۲۔ مارچ سنہ ۲۵ء کو پیش ہوگی۔

زراعتی کالج

س کیا گورنمنٹ صوبہ کے تمام زراعتی کالجون کی تعداد مع اونکے طلبار کی تعداد کے بتائے گی؟ اونکے اخراجات کیا ہین؟

ج صرف ایک کالج کانپور مین ہے۔ بلندشہر زراعتی اسکول کے طلبار کی تعداد ۴۴ ہے اور سنہ ۲۶-۲۵ء کے لئے تخمینی خرچ ۲۰۰۹۴ روپیہ ہے۔

یونیورسٹی کوارڈی نیشن کمیٹی

۵۔ مارچ سنہ ۲۵ء

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائیگی کہ آیا اوس نے یونیورسٹی کوارڈی نیشن کمیٹی کے متعلق کوئی کارروائی کی ہے اگر نہین تو کب تک ایسا کیا جائے گا؟

ج ان سفارشون کے متعلق جو رپورٹ مین ہین الہ آباد اور لکھنؤ یونیورسٹیون کی رائے دریافت کی گئی ہے اور رپورٹ عام اطلاع کے لئے شائع کردیگئی ہے

امداد اسلامیہ اسکول الہ آباد

س کیا گورنمنٹ کا ارادہ اسلامیہ اسکول الہ آباد کو وہی امداد دینے کا ہے جو سابق مین دیجاتی تھی۔ اگر ایسا ارادہ ہے تو اوسکے وجوہ کیا ہین؟

ج نہین۔ اگر اسکول کے ارباب حل وعقد ایک معقول مدت کے اندر اوس

امداد سے فائدہ اٹھائین جو اس غرض سے کی گئی تھی۔

س کیا گورنمنٹ بتائے گی کہ امداد دیتے وقت کوئی شرط عائد کی گئی تھی۔

ج - ہان وہ ضوابط تعلیم مین درج ہے۔

میڈیکل کالج لکھنؤ

۲۰ - مارچ سنہ ۱۹۲۵ء

س کیا مین انسپکٹر جنرل شفاخانجات سرکاری سے دریافت کرسکتا ہون کہ آیا کوارڈینیشن کمیٹی کی وہ سفارشین جو اس نے ترمیم اور توسیع کالج کے متعلق پیش کی ہین گورنمنٹ نے منظور کر لی ہین ؟

ج جیسا میزانیہ تعلیم کی بحث کے موقع پر کہا جا چکا ہے کہ کوارڈینیشن کمیٹی کی سفارشین یونیورسٹی کے پاس بھیجی گئی ہین اور گورنمنٹ نے کوئی فیصلہ اسکے متعلق نہین کیا ہے۔ یہ امر رپورٹ کمیٹی کی بحث کے وقت واضح کردیا تھا۔

صوبہ کے مکاتب

۲۶ - مارچ سنہ ۱۹۲۶ء

س کیا گورنمنٹ براہ مہربانی صوبہ متحدہ کی مکاتب کی فہرست بہم پہونچائیگی اور ذیل کے متعلق اطلاع بہم پہونچائے گی۔

(الف) مقامی بورڈ مکتب کو کتنی امداد دیتی ہے (ب) طلباء کی تعداد

ج - فہرست مفصل آنریبل ممبر کی [illegible] رکھی جاتی ہے۔

۲۶ - مارچ ۱۹۲۵ء

تعلیم سوشل سروس اور مدارس

س - پنڈت گوبند بلب پنتھ کی قرارداد جو کونسل کے فروری کے اجلاس میں پیش ہوئی تھی اسکے متعلق گورنمنٹ کیا کارروائی کرنے والی ہے؟

ج قرارداد کمیٹی نصاب تعلیم کو غور کے لئے بھیجی گئی ہے -

۱ - اپریل ۱۹۲۵ء

اسلامی مکاتب اور اسکول

س کیا گورنمنٹ مہربانی فرماکر ہر ضلع کے اسلامیہ اسکول اور مکاتب کی تعداد مع تعداد طلباء اور مدرسین بتلائے گی؟

ج تفصیل ممبر موصوف کی میز پر رکھی جاتی ہے -

۲۲ - اگست ۱۹۲۵ء

کمیٹی وائس چانسلر

س کیا گورنمنٹ براہ مہربانی ان قراردادوں کی نقول میز پر رکھے گی جن میں صوبہ کی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلروں نے نینی تال کے جلسہ میں حال میں پاس کی ہیں؟

ج چونکہ جلسہ پرائیوٹ تھا لہذا اسکی کارروائی شائع نہیں ہوسکتی -

س کیا پریس کمیونیک میں گورنمنٹ نے صحیح نقطۂ نظر کا اظہار کر دیا ہے؟

ج ہم نے پریس کمیونیک کو مختصر رپورٹ دی تھی اس سے زیادہ نہیں بتا سکتے

س کیا وزیر موصوف کی تقریر مین گورنمنٹ کی تعلیمی پالیسی کا اظہار ہے ؟

ج چونکہ کانفرنس پرائیوٹ تھی لہذا مین نے محض اپنے نقطۂ نظر کا اظہار کیا تھا۔

س گورنمنٹ لکھنؤ اور الہ آباد یونیورسٹی کمیٹی کی رپورٹ کے بعد ایک اعلے کوارڈی نیشن کمیٹی کیون قایم کرنا چاہتی ہے ؟

ج آنریبل ممبر کو پریس کمیونیک مطبوعہ ۲ر جولائی سنہ ۱۹۲۵ء کا حوالہ دیا جاتا ہی اور اسکی نقل دیجاتی ہے۔

س وائس چانسلرون کی قراردادون کے متعلق گورنمنٹ نے کیا کارروائی اختیار کی ہے ؟

ج تاہنوز کچھ کارروائی نہ کی۔

س کیا اسکے رزولیوشن یونیورسٹی کی انتظامیہ کمیٹیون کو بھیجی گئین ؟ اگر یہ صحیح ہے تو کیا گورنمنٹ انکی آرا و شایع کریگی ؟

ج پہلے حصہ کا جواب نفی مین ہے دوسرا حصہ پیدا نہین ہوتا۔

ٹریننگ کالج الہ آباد

۲۲ اگست سنہ ۱۹۲۵ء

س کیا گورنمنٹ مہربانی فرماکر یہ بتلائے گی کہ پرنسپل ٹریننگ کالج الہ آباد نے طلباء بغیر بغیر مشورہ الہ آباد یونیورسٹی [illegible] کمیٹی کے داخل کئے ہین ؟

ج طلباء کا داخلہ پرنسپل نے کالج نے کیا اور بورڈ داخلہ نے منظور کر لیا۔
س کیا آنریبل وزیر تعلیم کو علم ہے کہ منظوری کے لئے طلباء کے نام نہیں بھیجے گئے؟
ج جہانتک مجھے علم ہے بورڈ نے منظور کر لئے تھے۔
س میں خود اس بورڈ کا ممبر ہوں اور منظوری کے لئے ہمارے سامنے پیش نہیں ہوئے؟
ج کوئی جواب نہیں دیا۔
س کیا کالج کے تقررات کو یونیورسٹی منظور کرتی ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟
ج تقررات سے شاید داخلہ مراد ہے اگر یہ درست ہے تو جواب اثبات میں ہے
س کیا میں یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ تقررات یونیورسٹی نے منظور نہیں کئے تھے؟
ج معاملہ زیر غور ہے۔

۲۱۔ اگست ۱۹۲۵ء

ٹریننگ کلاس

س کیا یہ امر واقعہ ہے کہ الہ آباد میں ٹریننگ کے درجہ توڑ دیئے گئے ہیں؟
ج الہ آباد ڈسٹرکٹ بورڈ میں ۲۵-۱۹۲۴ء میں ٹریننگ کے دو درجے تھے مگر سال رواں میں کوئی نہیں۔
س کیا گورنمنٹ براہ مہربانی دوسرے اضلاع کی بھی فہرست دے گی جنہوں نے ٹریننگ کے درجے توڑ دیئے ہیں؟
ج گذشتہ سال ۱۱۴ درجے تھے مگر امسال صرف ۷۳ ہیں۔

سوالات بابت صنعت و حرفت

۲۶- فروری سنہ ۲۴ء (نجاری اسکول الہ آباد)

س کیا فی الواقع ایسی بات ہے کہ الہ آباد مین نجارون کے اسکول کی تعمیر کے لئے ٹھیکیدارون کے واسطے اشتہار دیا گیا تھا؟

ج ہان۔ ایسا گیا ہے۔

س کیا اس زمانہ کی مالی خرابیون کو دیکھتے ہوئے گورمنٹ کا ارادہ نجارون کے لئے ایک اسکول تیار کرنے کا ہے؟

ج مالی حالت پر غور کرنے کے بعد گورمنٹ نے فیصلہ کر لیا کہ الہ آباد میں اس قسم کے اسکول کی عمارت بنوائی جائے۔

۲۷- فروری سنہ ۱۹۲۴ء

س کیا گورمنٹ برائے مہربانی یہ بتائے گی کہ آیا محکمہ صنعت و حرفت صنعتی تعلیم کو بذریعہ قیام اعلےٰ مدارس صنعتی ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

ج گورمنٹ کا محض ارادہ ہی نہین بلکہ ایسے اسکولون کے جاری کرنے میں گورمنٹ نے عملی کارروائی شروع کر دی ہے۔

س کیا گورمنٹ برائے مہربانی بتلائے گی کہ کن کن ذرائع سے ان صوبجات کی خانہ ساز صنعت و حرفت کو ترقی دی جا رہی ہے؟

۴- اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

س اشتراکی اور صنعتی انجمنون کی تعداد اس صوبہ مین کیا ہے کیا گورمنٹ کا ارادہ

بنارس اور مرادآباد مین صنعتی انجمنون کے قایم کرنیکا ہے؟

ج ۳۰ جون سنہ ۱۹۲۴ء تک تمام قسم کی اشتراکی انجمنون کی تعداد پانچہزار چار سو بیس تھی اور اسی تاریخ تک صنعتی انجمنون کی تعداد ایک سو پینسٹھ ۱۶۵ تک تھی چند پارچہ بافون کی صنعتی انجمنین شہر بنارس مین کچھہ عرصہ قبل قایم کی گئی تھین۔ بنارس کے متعلق جو تازہ تحقیقات کی گئی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہان سے تجربہ پھر کیا گیا تو کامیابی کی امید بہت کم ہے۔ مرادآباد مین پارچہ بافون کی انجمنین قایم کرنیکے لئے برابر کوشش کیجا رہی ہین۔

۱۸- دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء

س گورنمنٹ سالانہ کتنے صنعت وحرفتی وظائف دیتی ہے؟

ج گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ آیندہ سال سے چار صنعتی وحرفتی وظائف دے بشرطیکہ کونسل ضروری فنڈ پاس کردے۔

س (۱) کیا گورنمنٹ براہ مہربانی صحیح صحیح اطلاع ان طلباء کے بارے مین بہم پہونچائیگی جنکو صنعت وحرفت کے وظائف دیئے گئے اور جو اپنی تعلیم ختم کرنیکے بعد ہندوستان واپس آگئے ہین؟

(۲) ایسے طلباء کو گورنمنٹ نے کام مین لگانے کا کیا انتظام کیا ہے؟

ج (۱) سنہ ۱۹۲۱ء سے ابتک تین طلباء واپس آئے ہین (۱) مسٹر ایم- سی- کھنا (۲) مسٹر ایم- پی- بھارگو سنہ ۲۳ء (۳) ایم- این بھگنا سنہ ۲۳ء- پہلا اب اسسٹنٹ ایگزیکٹیو انجنیر ہے محکمہ صحت عامہ کی تیسری انجنیری ڈویژن مین سات سو روپیہ ماہوار تنخواہ پارہا ہے۔ دوسرا دہرہ دون کے ریسرچ

کالج خبگلات مین گورنمنٹ آف انڈیا کے سپیریلیپ ماہر کا ماتحت ہے اور اسکی تنخواہ ۵۰ ... ۱۲۰ روپیہ ہے مع ایک تنخواہ خاص کے جو ایک پچاس روپیہ ماہوار ہے۔ تیسرا ضلع کمایون مین دو تارکا ماہر مقرر ہوا ۲۰۰ روپیہ ماہانہ پر ۱ مارچ سنہ ۲۴ء تک رہا جب تک کہ وہ جگہ تخفیف مین نہ آگئی (۲) نہین۔ آنریبل ممبر کی توجہ ۲ مئی سنہ ۲۴ء کے اعلان نمبری ۵۱۱ x ۷/۱۱ کے پیرا نمبر ۱۰ کی طرف دلائی جاتی ہے۔

س کیا محکمہ صنعت وحرفت نے اس بات کے امکان پر غور کیا ہے کہ اپنے محکمہ کے ایک طالب علم کو یورپ یا امریکہ پیتلی کام کے سیکھنے اور جدید معلومات کرنیکے لیے بھیجا جائے؟

ج اس تجویز پر غور کیا گیا لیکن کارآمد نہ پایا۔

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت تبلائیگی کہ ایا اس محکمہ نے کوئی ایسی کوشش کی ہے کہ دیسی پیتلی کارگرون کا بیرونی کاریگرون سے تعلق یا ربط وضبط ہے۔ اگر ایسا کیا گیا ہے تو کب اور کس حد تک؟

ج ہان۔ لکھنؤ کی منڈی کے ذریعہ اور حال مین برٹش امپائر کے ذریعہ سے۔

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت تبلائے گی کہ ایا ان صوبجات مین ایسا ممکن ہے کہ ایک صنعت وحرفت کا بنک قایم کیا جائے۔

ج ایک صنعتی بنک قایم کرنے کے مسئلہ پر صنعت وحرفت کی کمیٹی غور کر رہی ہے اور کمیٹی مذکور کی سفارشات پر گورنمنٹ اس مسئلہ پر غور کرے گی۔

س (۱) کیا گورنمنٹ برائے مہربانی ان صوبجات کے بنکون کی تعداد مع انکے سرما

داخل کنندگان کے بتائے گی؟

(۳) کس حد تک ان بنکون سے مقامی صنعت وحرفت کو امداد پہونچی ہے؟

ج (۱) آنریبل ممبر کو جوائنٹ اسٹاک کمپنیون اور تنقیحات کا حوالہ دیا جاتا ہے جسکو کمرشل انٹیلی جینس (کمیٹی معلومات تجارت) نے شائع کیا ہے گورنمنٹ کو انکے جمع کنندگان کے متعلق کچھہ علم نہین ہے۔

(۲) یہ معلوم ہے کہ بہت سے بنک مقامی صنعت وحرفت کو مدد پہونچاتے ہین لیکن یہ کہ وہ کس حد تک مدد دیتے ہین گورنمنٹ کو معلوم نہین۔

س کیا گورنمنٹ چند وظائف پیتلی صنعت وحرفت کے لئے مخصوص کرے گی؟

ج وظائف ابتک مرادآباد مین پیتل کے کام کے مدرسہ کو دیئے جاتے ہین اگر مجوزہ پیتل کے کام کا اسکول بنارس مین کھولا گیا تو گورنمنٹ مزید وظائف کے دینے کے متعلق غور وخوض کرے گی۔

س (۱) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائے گی کہ صنعت وحرفت کی کمیٹی نے جس کے صدر مسٹر برن ہین ابتک کس قدر ترقی کی ہے۔

(۲) کیا گورنمنٹ براہ مہربانی ان جگہون کو بتلائیگی جنکا اس نے ابتک معاینہ کیا ہے اور ان اشخاص اور کارخانون کے متعلق بھی بتلائے گی جن سے اس نے مشورہ کیا ہے۔ کیا وہ رقم بھی بتلائے گی جو اس کمیٹی کے دورہ کے سفر خرچ کے لئے محدود کردی گئی؟

(۳) ممبران کمیٹی کے سفر خرچ مین ابتک کسقدر روپیہ خرچ ہوچکا ہے؟

ج (۱) صنعت وحرفت کمیٹی نے جولائی اگست ستمبر واکتوبر سنہ ۲۴ء مین بحث

ومباحثہ غور وخوض کے لئے اجلاس منعقد کئے۔ انہوں نے میرٹھ وجھانسی وآگرہ۔کانپور۔گورکھپور۔الہ آباد۔بنارس۔ ولکھنؤ کے مدارس صنعتی وحرفتی کا معاینہ کیا۔ اُن سوالات مرتبہ کے متعلق جو اخبارات مین شایع کئے گئے تھے اب معلومات قریب قریب مکمل ہو چکی ہے اور اسپر ممبر انفرادی طور پر غور کر رہے ہین اور تھوڑے سے گواہان کی شہادتین بھی لیجا چکی ہین اور زیادہ کی زبانی شہادتین دسمبر مین لیجائینگی۔ علاوہ ان امورات کے جو سوالات سے پیدا ہوتے ہین کمیٹی نے اُن چند سوالات پر اپنی رپورٹ پیش کی ہے جس کا حوالہ خاص طور سے گورنمنٹ نے دیا تھا۔

ج ۲ و ۳۔ اُن اشخاص اور کارخانون کی جن سے مشورہ لیاگیا تھا اور وہ مقامات جنکا کہ معاینہ کیاگیا تھا ان سب کی فہرستین آنریبل ممبر کی میز پر رکھی جاتی ہین اور سوالات مرتبہ سطح کو بھیجدیئے گئے ہین۔ کمیٹی کے غیر سرکاری ممبران کے سفرومین جو اب تک خرچ ہوا ہے وہ بقدر ۱۸۳۶ روپیہ چھ آنہ چھ پائی ہے۔

۱۹۔ دسمبر ۱۹۲۴ء

س کیا گورنمنٹ لکھنؤ کے صنعت وحرفت ودستکاری کے امپوریم بریلی کے لکڑی کے کام کے انسٹیٹیوٹ اور جھانسی کے حرفتی اسکول کے ٹھیک حالات تبلائے گی؟ کیا انہین بالکل گورنمنٹ ہی چلاتی ہے اگر۔ قم کی کل کیا تعداد ہے تو انپر گورنمنٹ صرف کرتی ہے اور اُن سے کتنا نقصان ہوتا ہے۔

ج وہ تمام گورنمنٹ ہی چلاتی ہے اور سالانہ خرچ حسب ذیل ہے۔

امپوریم لکھنؤ — ۹۵،۰۰۰ روپیہ

ڈپی انسٹیٹیوٹ بریلی ۱۸۴۹۰۸۱۵ روپیہ
صنعتی اسکول جہانسی ۲۴۱۸۹ روپیہ

۱۶ - مارچ ۱۹۲۵ء

صنعتی تعلیم صنعت و حرفت

س کیا گورنمنٹ نے اس قرارداد پر جو بابو سیتارام صاحب نے جنوری کے اجلاس کونسل مین بابت تعلیم صنعت و حرفت پیش کی تھی۔ عمل درآمد کرنیکا ارادہ کرلیا ہے؟ اگر نہین کیا ہے تو کیا گورنمنٹ اسکے وجوہ بیان کرے گی؟

ج گورنمنٹ نے اس قرارداد کے متعلق اول یہ طے کیا ہے کہ ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ اور ورنیکولر ایجوکیشن بورڈ کی طرف رجوع کرے تاکہ ان کے خیالات اور مشورہ سے آگاہی ہو۔

سوالات متعلق حفظان صحت عامہ

۲ - مارچ ۱۹۲۴ء (جذامی)

س ان صوبون مین جذامیون کو بالکل علیحدہ رکھنے کے لئے گورنمنٹ کارگر ذرائع بہم کیون نہین پہونچاتی۔ اگر ایسا کرنے کے لئے ایک قانون کے پاس کرنے کی ضرورت ہے تو کیا گورنمنٹ برائے عنایت ایک بل فوراً پیش کرے گی؟

ج جذامیون کو علیحدہ رکھنے کی ایک تجویز فی الحال موجود ہے۔ لیکن روپیہ نہ ہونیکی وجہ سے معرض التوا مین ڈالدی گئی ہے۔ اگرچہ اختیارات قانونی کی کمی نہین ہے۔

۴۔ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

س (۱) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت جذامیون کے علیحدہ کرنے کی کاگ تدابیر ہوگی؟

(۲) کیا اس روپیہ سے جو گورنمنٹ کے پاس ہے یہ اسکیم مکمل ہو سکے گی؟

(۳) اگر نہیں تو کیون نہین اس مد کے لئے بجٹ مین زیادہ رقم مانگی گئی؟

(۴) اگر رقم کافی ہے تو جذامیون کے متعلق گورنمنٹ کبتک اپنی پالیسی کا اعلان کرے گی؟

ج۔ (۱) اس مقصد کے لئے ایک اسکیم مرتب کرلی گئی ہے۔

(۲) نہیں۔

(۳) جذامی خانہ زہرہ دون کے لئے موجودہ سال کے بجٹ مین ۱۵ ہزار کی رقم منظور ہوئی ہے اور زیادہ رقم مانگنا ممکن نہ تھا۔

(۴) یہ سوال پیدا نہین ہوتا۔

۱۸۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء

س کیا گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ایسے بل کا نفاذ کرے کہ اس صوبہ مین سب جذامی ایک علیحدہ مقام پر ایک جگہ ہو جائین؟

ج سنہ ۱۸۹۸ء کا تیسرا ایکٹ قانون جذامی چند اقسام کے جذامیون کو بالکل علیحدہ رہنے کا انتظام کرتا ہے۔ فی الحال گورنمنٹ کا ارادہ اس معاملہ مین اور قانون بنانیکا نہین ہے۔

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائیگی کہ آیا اس نے دیہاتی علاقہ کے حفظان صحت کے لئے کوئی اسکیم تیار کی ہے

ج اس کا جواب اثبات میں ہے۔

۱۹۔ دسمبر ۲۴ سنہ ء

(ڈاکٹر دیہاتی علاقجات کیلئے)

س کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بتائے گی کہ آیا محکمہ صحت عامہ کے پاس کوئی ایسی اسکیم موجود ہے جس سے دیہاتی علاقون مین ڈاکٹر بہم پہنچائے جاسکتے ہین

(۲) اگر ایسی اسکیم موجود ہے تو انہین کیا ترقی کی گئی ؟

ج ۔ ہان ۔ سول شفاخانجات کے انسپکٹر جنرل نے اس قسم کی ایک اسکیم مرتب کی ہے

(۲) یہ مسئلہ زیر غور ہے ۔

۲۸ ۔ فروری ۱۹۲۵ سنہ ء

جذامی

س کیا گورنمنٹ براہ مہربانی تبلائے گی کہ آیا اس نے والسرائے بہادر کی اس کوشش مین جو مرض جذام کے فنا کرنے کے لیئے ہے کسی قسم کی امداد دینے کا فیصلہ کر لیا ہے ؟ ۔ اگر ایسا ہے تو اس اسکیم اور امداد کی انتہا اور نوعیت کیا ہے ؟

ج فی الحال صرف فنڈ کے لئے اپیل کیا گیا ہے اور اسکے متعلق گورنمنٹ نے ایک صوبہ کی کمیٹی قائم کر دی ہے ۔ جو چندہ جمع کر کر مرکزی فنڈ کو بھیجدیگی ۔

۱۳ ۔ مارچ ۲۵ سنہ ء

س کیا گورنمنٹ کی توجہ کرنل کوچرین صاحب کی تقریر کی طرف مبذول ہوئی ہے جو انہون نے جلسہ منعقدہ ۲ ۔ فروری ۲۵ سنہ ء گورنمنٹ ہاؤس لکھنؤ مین

فرمائی۔ آمین انہون نے فرمایا کہ جذامیون کے ایکٹ کی یہ تجویز کہ جذامیون کو لازمی طور سے علحدہ رکھا جائے ایک مرتبہ تجویز ہوگئی ہے؟

ج ہان۔

س کیا گورنمنٹ بتائے گی کہ ایکٹ کے اس دفعہ پر کیون عمل نہین کیا گیا؟

ج جذامیون کے علحدہ جمع کرنے کے لئے جگہ ناکافی ہے۔

س کیا گورنمنٹ نے ڈسٹرکٹ بورڈ اور بلدیات کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے اگر یہ درست ہے تو بورڈ نے کیا تدابیر اختیار کین؟

ج اگر آنریبل ممبر کا مطلب جذام ایکٹ کے متعلق ہے تو پہلے حصّہ کا جواب نفی مین ہے۔ اکثر بورڈون مین جو اس قانون کے ماتحت ان کو اختیارات ملے ہین جذامیون کے لئے علحدہ رہنے کا انتظام کیا ہے۔ جذام کے متعلق کل سوال زیر غور ہین اگر روپیہ کافی ہو تو گورنمنٹ جملہ امور پر عملدرآمد کرنے کو تیار ہے۔

۲۱۔ اگست سنہ ۱۹۲۵ء

دیہاتی شفاخانے

س کیا گورنمنٹ مہربانی فرماکر بتائیگی کہ دیہاتی شفاخانون مین کیا ترقی کی گئی ہے؟

ج اسکیم پر عملدرآمد شروع ہوگیا ہے اور امداد کی درخواستین طلب کی گئی ہین۔

سوالات متعلق قانون وقف و جائداد موقوفہ

۶۔ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت تمام کلکٹران سے اپنے اپنے ضلع کی موقوفہ جائداد کی

فہرست طلب کرے گی کیا گورمنٹ اون سب کو یکجا کر کے شائع کریگی ؟

ج اس سوال کا جواب آئندہ دیا جائے گا ۔

س (ا) گورمنٹ اس کونسل کی اس قرارداد کے متعلق جو ۲۷۔ فروری سنہ ۱۹۲۴ء کو پیش ہوئی تھی اور جو مسلمانوں کے قانون وقف سنہ ۱۹۲۳ء کے اس صوبہ میں نفاذ کے واسطے ہے کیا کارروائی اختیار کرنے والی ہے اور ابتک کیا کارروائی کی ہے ؟

(ب) گورمنٹ کب اس قانون کے نفاذ کا اعلان اس صوبہ کے گزٹ میں کریگی ؟

ج اگر اس بات کا جواب نفی میں ہے تو کیا گورمنٹ از راہ عنایت وہ وجوہات بیان کرے گی جو آئین کونسل کی سفارشات میں مانع ہیں ؟

(د) اگر اس بات کا جواب اثبات میں ہے تو کیا گورمنٹ برائے مہربانی بتائیگی کیا کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے کہ اس قانون کے متعلق چند قواعد مرتب کئے جائیں ۔

ج یہ معاملہ گورمنٹ کے زیر غور ہے ۔

س ۔ کیا گورمنٹ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے تمام اوقاف کی فہرست سرکاری گزٹ میں شایع کرے گی ؟

ج یہ ایک ایسی بات ہے جس پر غور ۲۷۔ فروری سنہ ۲۴ء کی قرارداد کے ساتھ کیا جائے گا ۔

س ۔ کیا گورمنٹ از راہ عنایت اس صوبہ کے اوقاف کی آمدنی بتائے گی

ج اطلاع مفصل نہین ہے ۔

س کن ذرائع سے گورمنٹ کا ارادہ اس قرار داد پر عمل کرنے کا ہے جو اس صوبہ مین مسلمانون کے قانون وقف کے نفاذ کے متعلق آئینی کونسل مین ۲۷ فروری سنہ ۱۹۲۴ء کو پیش ہوئی تھی ؟

ج یہ ۱۰ اد گورمنٹ کے زیر غور ہے ۔

س (۱) کیا یہ بات صحیح ہے کہ بہت سی موقوفہ جائدادون پر متولیان کا قبضہ مالکانہ ہوگیا ہے ؟

(ب) کیا گورمنٹ از راہ عنایت بتائے گی کہ آیا کوئی ایسی تدبیر سوچی گئی ہے کہ جس سے ادن تمام باتون کا صحیح اندازہ ہو سکے ؟

ج گورمنٹ کو اس معاملہ کی کوئی اطلاع نہین ہے ۔ بلکہ یہ ایسا معاملہ ہے جسپر اوس قرار داد کے ساتھ غور کیا جائے گا ۔ جس کا حوالہ آجکی تاریخ سے (۱۰) نمبر ۶ سے دیا گیا ہے ۔

س کیا گورمنٹ اس معاملہ کے متعلق وہ تمام معلومات بہم پہونچا سکتی ہے جو حاکم ضلع قانون گو و دیگر اہلکارون کے ذریعہ سے فراہم کر سکتے ہین اور کیا گورمنٹ اسکو جلد سے جلد شایع بھی کر دے گی ؟

ج آنریبل ممبر کو اس جواب کا حوالہ دیا جاتا ہے جو سوال نمبر ۸ کے متعلق دیا گیا ہے ۔

۴ ۔ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

س کیا گورمنٹ جناب ... کرے گی جو اس نے قانون وقف کی

کی قرار داد کے متعلق کیا گیا اور جو ۲۔ فروری سنہ ۱۹۲۴ء کو پیش ہوئی تھی۔

ج اس معاملہ پر غور کرنے کی غرض سے ایک چھوٹی سی کمیٹی مقرر کر دیگئی ہے اور گورنمنٹ اسوقت تک کوئی اعلان نہین کر سکتی جبتک کہ وہ رپورٹ موصول ہو

س کیا یہ بات صحیح ہے کہ گورنمنٹ نے مسلمانون کے اوقاف کے متعلق ایک کمیٹی مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور ہائی کورٹ کی رائے بھی اس معاملہ مین طلب کی ہے۔ اگر جواب اثبات مین ہے تو کیا گورنمنٹ براے مہربانی معہ جواب کے اس خط کو شائع کرے گی جو ہائی کورٹ کو بھیجا گیا تھا؟

ج گورنمنٹ نے ایک ایسی کمیٹی مقرر کی ہے جو اس مسئلہ پر غور کرے گی کہ آیا سنہ ۱۹۲۳ء کا قانون وقف کا نفاذ ان صوبون مین بھی ہو سکتا ہے یا نہین۔ ہائیکورٹ سے اس معاملہ مین مشورہ نہین کیا گیا ہے۔ سوال کا دوسرا جزو پیدا نہین ہوتا۔

۱۸۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء

س۔ گورنمنٹ کا ارادہ مسلمان وقف ایکٹ کا کب ہے؟

ج ایکٹ نافذ کر دیا گیا ہے۔

س کس حد تک گورنمنٹ ایکٹ کے نفاذ کے وعدہ کے پورا کرنے کے لئے آمادہ ہے؟

ج آنریبل ممبر کو ۶۔ نومبر سنہ ۲۴ء کے اعلان نمبری ۶۲۹/۹ کی طرف توجہ دلائی جاتی

س (۱) کیا مسلمان ایکٹ کے ماتحت گورنمنٹ نے کچھ قواعد مرتب کئے ہین؟

(۲) اگر اسکا جواب اثبات مین ہے تو کیا ازراہ عنایت گورنمنٹ بتائیگی کہ آیا انکو جلد شایع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ وہ کبتک چھپ جائینگے؟

(۳) اگر جواب نفی مین ہے تو براہ عنایت گورنمنٹ اسکے وجوہ ظاہر کرے گی؟

ج۔ آنریبل ممبر کو اعلان ۔ ۔ ۔ اکتوبر ۲۲ سنہ ء کے نمبری ۳۲۹ و ۹۵۔۳۳ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

س کیا گورنمنٹ براہ مہربانی تبلائیگی کہ آیا مسلمانوں کے اوقاف کے کوئی حالات اس صوبہ کی گورنمنٹ نے شایع کئے ہین۔

ج خیر ایسے اوقاف کے حالات شائع کئے گئے ہین۔

س (۱) کیا مختلف اضلاع کے کلکٹروں کے پاس اوقاف کی پوری فہرست موجود ہے؟
(۲) اگر ایسا ہے تو گورنمنٹ اونکو یکجا جمع کرکر مہربانی گزٹ مین شایع کریگی

ج جواب نفی مین ہے۔

س (۱) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت تمام کلکٹروں کو ہدایت کرے گی کہ متوالیون اوقاف تولیون کے ذریعہ سے اپنے اپنے ضلع کی فہرست مرتب کرین؟
(۲) کیا گورنمنٹ برائے مہربانی اونکو شائع کرے گی؟

ج گورنمنٹ یہ کارروائی کرنے کو تیار نہین ہے۔

س (۱) کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت ایک کافی تحقیقات مرادآباد و مظفرنگر و جونپور بلند شہر سیتاپور کے مسلم اوقاف کی تاریخ و نوعیت و انتظام کے متعلق کریگی؟
(۲) کیا گورنمنٹ اوسکو بعد تحقیقات شائع کرادے گی؟

ج ۔ ایکٹ مذکور کے نفاذ کے بعد تحقیقات فضول ہے۔

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتاوے گی کہ آیا حسین آباد ٹرسٹ لکھنؤ کا انتظام کیسا ہی کرتی ہے۔ کیا اسکے کوئی حسابات شائع ہوتے ہین۔ کیا اوسکی جانچ کوئی مستند اڈیٹر (محاسب) کرتا ہے؟

ج ٹرسٹ کا انتظام تین اشخاص کی کمیٹی کرتی ہے۔ سالانہ رپورٹ انکے حسابات گورنمنٹ کے یہان نہ بھیجے جاتے ہین اور ہر سال اونکی جانچ پڑتال کیجاتی ہے حسابات ابھی تک شایع نہیں ہوتے ہین ۔

۳۔ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتاوے گی کہ مسلم وقف ایکٹ کی دفعہ ۵ کے قواعد شائع ہو گئے ہین اگر ایسا نہین ہوا تو ابتک کیون نہین شایع کئے گئے ؟

ج ابتک شائع نہین کئے گئے کیونکہ اعتراضات پر ابھی تک غور نہین کیا گیا ۔

س کیا کوئی تحریر انجمن تحفظ اوقاف الہ آباد سے گورنمنٹ کیخدمت مین قواعد کے متعلق موصول ہوئی ہے ۔ اگر ایسا ہوا ہے تو کیا اسپر کارروائی کی گئی ؟

ج ہان اسپر غور وخوض کیا جا رہا ہے ۔

س کیا گورنمنٹ ان اعتراضات کی نوعیت بتائیگی جو اسپر کئے گئے ہین ۔

ج تاوقتیکہ اونکی جانچ نہ کرلی جاوے اونکی نوعیت نہین بتائی جا سکتی ۔

۵۔ مارچ سنہ ۱۹۲۵ء

س کیا گورنمنٹ کی توجہ اس طرف منبذول ہوئی ہے کہ کیا سر ہری سنگھ کو اس امر کی اجازت دیدیگئی ہے کہ وہ اوقات مذہبی کا بل جو ایک صوبہ سے تعلق رکھتا ہے اسمبلی مین پیش کرین ؟

ج ہان ۔

س لوکل گورنمنٹ کے پاس ایسے امر کی جس کا تعلق صوبہ کی کونسل سے ہو اور اسکو اسمبلی مین اجازت دیجاوے دفیعہ کی کیا تدابیر ہین ؟

ج آنریبل ممبر کو دفعہ ۶۵ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

۱۳- مارچ ۱۹۲۵ء

مسلم وقف ایکٹ

س کیا گورنمنٹ مہربانی فرما کر یہ بتلائے گی کہ قواعد زیر دفعہ ۵ مسلم وقف ایکٹ کب شایع کرے گی؟

ج قواعد مذکورہ گورنمنٹ گزٹ مورخہ ۲۸- فروری میں شایع ہو چکے۔

۲۶- مارچ ۱۹۲۵ء

س کیا گورنمنٹ کو معلوم ہے کہ قواعد زیر دفعہ ۵ مسلم وقف ایکٹ کے نہ ہونے کی وجہ سے متولیان کو سخت دقت کا سامنا ہو رہا ہے۔

ج گورنمنٹ کو کوئی اطلاع نہیں ہے۔ قواعد ۲۴ فروری ۱۹۲۵ء کو شائع ہو چکے۔

س انجمن تحفظ اوقاف کی درخواست کے متعلق کیا کارروائی کی گئی؟

ج آنریبل ممبر کا اشارہ غالباً اس محضر کی طرف ہے جو انجمن تحفظ اوقاف نے قواعد زیر دفعہ ۱۱ مسلم وقف ایکٹ کے مسودہ کے متعلق کیا تھا۔ سوالات کو شایع کرنے سے پہلے اس پر کافی غور کیا گیا تھا۔

س کیا گورنمنٹ کی توجہ ان قرار دادوں کی طرف مبذول ہوئی ہے جو انجمن مذکور نے اپنے سالانہ جلسہ بصدارت مسٹر محمد اسلم سیفی۔ ایم۔ ایل۔ سی۔ میں پاس کی ہیں؟

ج - نہیں -

سوالات متعلق امداد صوبہ وار قرضہ حکومت

۶- مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

س کیا گورنمنٹ براہ مہربانی مطلع فرمائیگی کہ آیا انہوں نے گورنمنٹ آف انڈیا سے اس بات کی ضرورت کے لئے رجوع کیا ہے کہ جو امداد صوبہ وار سرکار ہند کو دیجاتی ہے اسمین کمی کر دیجائے۔ کس تناسب سے اس صوبہ کی تعداد کم کر دیجائے گی؟

ج گورنمنٹ نے سرکار ہند سے اس مسئلہ کے لئے کئی مرتبہ مختلف طور سے رجوع کیا کہ ہر صوبہ کی امداد مین کمی کر دیجائے۔ اگرچہ حال مین کوئی ایسا مرقعہ نہین کیا گیا ہے مختلف صوبون کے حصہ وار رقم کی ادائیگی کا جو طریقہ ہے وہ ڈولیوشن قواعد نمبر ۱۷ و ۱۸ مین درج ہے۔

۱۶- مارچ سنہ ۱۹۲۵ء

قرضہ از حکومت مرکزی

س۔ کیا گورنمنٹ مہربانی فرماکر بتائیگی کہ آیا اس نے حکومت ہند کو ایک قرضہ کیلئے درخواست دی ہے تاکہ اس رقم کو پورا کرے جو اس صوبہ مین سیلاب زدہ علاقہ پر صرف ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو رقم قرضہ اور شرائط کیا ہین؟

ج ہان درخواست دی گئی ہے۔ قرضہ کی تعداد ۴۸۶۹۰۰۰ روپیہ۔ ادائیگی کی مدت پچاس سال ہے۔ شرح سود ابتک معلوم نہین غالباً ۷ فیصدی سے کم ہوگی؟

س کیا گورنمنٹ اور قرضہ لینے کا خیال کر رہی ہے ؟
ج گورنمنٹ کا سوائے اس رقم کے جو بجٹ مین قرضہ کی مد مین دکھلائی گئی ہے اور قرضہ لینے کا ارادہ نہین ہے -

قرضہ حکومت

۲۶ - مارچ سنہ ۲۵ء

س کیا گورنمنٹ مختلف قسم کے قرضوں کی ایک تفصیل کونسل کے سامنے پیش کرے گی اور کس قدر رقم ہر ایک سے خرچ ہو چکی ہے ؟
ج سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء سے لے کر سنہ ۲۵-۱۹۲۴ء اعداد رقوم حسب ذیل ہین -

(۱) قرضہ برائے ترقی صوبہ متحدہ - ۱۹۹۹۸۵۵۱۴ روپیہ خرچ ۲۴۶۴۵۱۶۷ روپیہ
(۲) قرضہ برائے تعمیر سادہ ۲۴،۴۶۲۰۰ روپیہ خرچ ۲۱۴۳۲۸۹۵ روپیہ
(۳) قرضہ برائے نقصانات سیلاب ۱۲۲۵۰۰۰ روپیہ خرچ ۱۲۲۵۰۰۰ روپیہ

قرضہ برائے ترقی صوبہ متحدہ

۲۱ - اگست سنہ ۱۹۲۵ء

س کیا گورنمنٹ امور ذیل کے متعلق اطلاع بہم پہونچائے گی ؟
(۱) قرضہ ترقی صوبہ متحدہ مین جو رقم امسال اور گذشتہ سال لی گئی ؟
(۲) کسقدر رقم قرضہ مذکور مین تعاملہ ہے ؟
(۳) کسقدر سود سالانہ دیا جاتا ہے ؟

ج کو ۱۹۲۴-۲۵ء مین قرضہ ۵ ۹ ۷ ۰ ۸ ۸ ۱ روپیہ تھا۔ بجٹ سنہ ۱۹۲۵-۲۶ء کے مطابق ۲۴ ۱۱ ۳ ۳ ۲ ۲ روپیہ کا تخمینہ ہے (۲) جولائی کے آخر تک اعداد تیار نہین ہین۔ اپریل سنہ ۲۵ تک تقاوی ۷۶ ۰ ۸ ۳ ۸ ۶ ۱۲ روپیہ تھی (۳) ۱۹۹۴۰ وصول ہوا

مرکزی حکومت سے قرضہ

س کیا گورنمنٹ نے ایگزیکٹو کونسل حکومت ہند سے کچھ قرضہ لیا گیا ہے۔ اگر لیا گیا ہے تو کس قدر رقم قرض لی گئی ؟

ج ہان تفصیل سال رواں کے تفصیلات تخمینہ مین درج ہے ۔

سوالات متعلق تقرر ججان ہائیکورٹ و وکلا و سرکاری وہائی کورٹ وغیرہ

۴۔ اپریل سنہ ۲۴ء

س الہ آباد ہائی کورٹ کی جگہ پر کرنے کے لئے کون سفارش کرتا ہے ؟

ج مستقل جگہ جو عارضی طور سے خالی ہو جاتی ہے اوسکو گورنر باجلاس کونسل کی سفارش پر پر کیا جاتا ہے ۔

س کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ نے ایک غیر بیرسٹر جج کو عارضی طور پر ہائیکورٹ کی ججی کے لئے مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے ؟

ج سوال سمجھہ مین نہین آیا ۔

تشریح ۔ ریتین جیہون پر آئی سی ایس اس مقرر ہوتے ہین اور تین جگہون پر

بیرسٹر مقرر ہوتے ہیں جو دفعہ ۱۰۱ کے مطابق ہے۔ دوسری مستقل جگہ پر رائے بہادر پنڈت کنہیالال ممتاز ہیں اور جو پہلے سے اسی صوبہ کے جوڈیشیل سروس کے ممبر تھے۔ آئی۔سی۔ایس کی جگہ جو عارضی خالی ہوتی ہیں انہیں آئی۔سی۔ایس بھی مقرر کئے جاتے ہیں اور اس سال ایک بیرسٹر کی خالی جگہ کو ایک دوسرے بیرسٹر کے تقرر سے پر کیا گیا ہے)

س کیا گورنمنٹ کا ایسا ارادہ ہے کہ ڈسٹرکٹ دسشن جج کی خالی جگہوں پر ایک عیسائی بیرسٹر مقرر کیا جائے؟

ج ڈسٹرکٹ وسشن ججان کی جگہ آئی۔سی۔ایس کے لئے مخصوص ہیں یا سوائے ان لوگوں کے جو یا وشل سروس اور بار کے ممبر ہیں اس قاعدہ مقررہ سے انحراف کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

س کانپور بالشویک سازش کے مقدمہ میں جس وکیل کو مقرر کیا گیا ہے اوسکا کیا مختانہ ہے۔ کانپور میں باہر کے دو وکیل کیوں بھیجے گئے۔ کیا گورنمنٹ کو کانپور ہی میں لائق وکلار نہیں مل سکتے تھے؟

ج سرکار ہند کے احکام کے مطابق اونپر مقدمہ چلایا گیا ہے اور اسمیں مقامی حکومت کا کوئی دخل نہ تھا اسی وجہ سے ان سرکاری پیرو کاروں کو سرکار ہند نے مقرر کیا ہے۔

س کیا یہ بات صحیح ہے کہ گذشتہ ۱۹۲۱ء و ۱۹۲۲ء میں اس کونسل کے ممبران نے گورنمنٹ سے یہ درخواست کی تھی کہ اجنبیوں کو ایسے مقام پر نہیں بھیجا جائے جہاں پر کافی طور سے قابل وکلا ہوں نہیں۔ کیا یہ بات صحیح ہے کہ اس قسم کے عدہ

بھی کیے گئے تھے اگر یہ درست ہے تو گورمنٹ نے کہانتک ایفاء عہد کیا؟

ج - ہان آنریبل ممبر کو مین اپنی اوس تقریر کا حوالہ دیتا ہون جو ۴ ۲ - مارچ سنہ ۲۴ء روئداد کونسل مین درج ہے اور اسمین کوئی جواب نہین دیا گیا تھا کہ کوئی بیرونی وکیل مقرر نہین کیا جاے گا - یہ سوال پیدا نہین ہوتا -

س کیا گورمنٹ براے مہربانی وہ رقم بتاے گی جو چوراچوری کے مقدمہ مین صرف ہوئی ہے اور وہ رقم بھی بتائیگی جو ابتک بالشویک سازش کے مقدمہ مین صرف ہوچکی ہے -

ج چوراچوری کے مقدمہ مین گورمنٹ ۸۶۲۲۵ روپیہ چار آنہ صرف کئے

اودھ چیف کورٹ بل

۲۸ - فروری سنہ ۱۹۲۵ء

س کیا گورمنٹ اوس تمام خرچ کی تعداد بتاے گی جو اس صوبہ کو اودھ چیف کورٹ بل کے پاس ہونے پر برداشت کرنا پڑے گا - کیا اسمین تنخواہ ملازمین دفتر شامل ہے؟ اگر نہین ہے تو کیا گورمنٹ اس کا تخمینہ بتاسکتی ہے؟

ج آنریبل ممبر کو قرارداد مورخہ ۳۱ - جنوری سنہ ۲۳ء کے متعلق قیام اودھ چیف کورٹ کی بحث کا حوالہ دیا جاتا ہے جسمین اسکیم کی تفصیلات اور تخمیناً خرچ پر کافی روشنی ڈالی گئی تھی -

۱۶ - مارچ سنہ ۲۵ء - اودھ چیف کورٹ

س کیا گورمنٹ ازراہ عنایت تبلائیگی کہ اودھ چیف کورٹ کبتک قایم ہوگی؟

کیا امسال اسکے قایم ہو جانے کی امید ہے ؟

ج کوئی تاریخ متعین نہین ہے ۔

۲۲۔ اگست ۱۹۲۵ء

س کیا گورنمنٹ براے مہربانی یہ بتاے گی کہ اودھ چیف کورٹ کب سے قایم ہو گی ؟ کیا گورنمنٹ نے چیف جسٹس کے عہدہ کے لیے کسی شخص کی سفارش کی ہی ؟

ج (۱) کوئی تاریخ متعین نہین ہوئی ہے ۔ لیکن آغاز نومبر مین چیف کورٹ کے قایم ہونے کی امید ہے ۔

(۲) ہان ۔

۲۴۔ اگست ۱۹۲۵ء

ہائی کورٹ مین اڈیشنل ججون کا تقرر

س کیا گورنمنٹ کی توجہ آنریبل چیف جسٹس ہائی کورٹ الہ آباد کی اس تقریر کی طرف مبذول ہوئی ہے جو انہون نے جوڈیشل آفسرون کی انجمن مین امسال فرمائی ہے اور جسمین اڈیشنل ججون کے تقرر پر زور دیا ہے ؟

ج نہین ۔

س کیا گورنمنٹ نے اڈیشنل ججون کے تقرر کا فیصلہ کر لیا ہے اگر ایسا ہے تو کب تقرر ہوگا ؟

ج معاملہ زیر غور ہے ۔

سوالات متعلق بلدیات ڈسٹرکٹ بورڈ

۲۶ - فروری ۱۹۲۴ء (بلدیہ الہ آباد)

س کیا گورنمنٹ کی توجہ اوس ٹیکس کی طرف منعطف ہوئی ہی جو بلدیہ الہ آباد نے مسافروں پر آید کیا ہے کیا کسی اور بلدیہ نے بھی اس قسم کے ٹیکس عائد کئے ہین؟

ج دونون سوالات کا جواب اثبات مین ہے۔

دریوزہ گری

۶ - مارچ ۱۹۲۴ء

س ان صوبون مین دریوزہ گری کے انسداد کے لئے گورنمنٹ نے کیا کارروائی اختیار کی ہے۔ کیا گورنمنٹ کی توجہ ان کارروائیون کی جانب مبذول ہوئی ہے۔ جنپر بمبئی مین عمل کیا جاتا ہے؟

ج ۱۹۲۱ء مین بلدیات کی توجہ قانون بلدیات کے باب دفعہ ۲۴۸ کی طرف دلائی گئی تھی اور کارروائی اسکے علاوہ اختیار نہیں کی گئی اور گورنمنٹ کو اون کارروائیون کی اطلاع نہین ہی جنپر بمبئی مین عمل کیا جاتا ہے لیکن گورنمنٹ اونکی تحقیق ضرور کرے گی۔

س کیا گورنمنٹ نے ان اصولون کے متعلق تحقیقات کرنیکا ارادہ کر لیا ہے جبکہ گورنمنٹ کا تعلق بلدیات وڈسٹرکٹ بورڈون سے مبنی ہے؟

ج نہین۔

مالیات بلدیات

۴ - اپریل ۱۹۲۴ء

س کیا گورنمنٹ بتلائے گی کہ آیا اوسکا ارادہ ایک ایسی کمیٹی مقرر کرنیکا ہے جو
گورنمنٹ اور بلدیات کے مالی تعلق کی پوری تحقیقات کرے؟

ج اگر آنریبل ممبر اپنی اس بات کو تحریر مین زیادہ واضح طور پہ بیان کرین گے اور
ساتھ ہی یہ بھی تبلائین گے کہ تحقیقات سے کونسی بات اونکے حسب منشا ہوگی
تب گورنمنٹ اس معاملہ پر غور کر سکتی ہے۔

س کیا گورنمنٹ از راہ عنایت اس بات کے امکان پر غور کرے گی کہ مالگذاری
کا ایک تھوڑا حصہ بلدیات کو اسواسطہ دیا جاے کہ ابتدائی تعلیم اور صفائی
کا انتظام کافی ہو سکے۔

ج نفی مین جواب ہے

جبریہ تعلیم بلدیات مین

۲۴ - جنوری ۱۹۲۵ء

س کیا گورنمنٹ ان بلدیات کی تعداد بتائیگی جنہون نے گذشتہ سال جبریہ تعلیم
جاری کرنیکی خواہش ظاہر کی تھی؟

ج ایسی بلدیات تعداد گیارہ تھی۔

۲۸ - فروری ۱۹۲۵ء غیر سرکاری چیرمین

س (۱) مولوی ظہور الدین نے جو رزولیوشن کونسل کے اجلاس منعقدہ جنوری

مین پیش کیا تھا اسپر گورنمنٹ نے کیا کارروائی اختیار کی ؟
(۲) ان بلدیات کو جن مین سرکاری چیرمین ہین ۔ اپنے چیرمین انتخاب کرنیکی حق کے متعلق کیا فیصلہ کیا ؟
(۳) اگر جواب نفی مین ہے تو کیا گورنمنٹ بتائے گی کہ اس قرارداد پر ابتک عمل درآمد کیون نہین کیا گیا ۔

ج امید ہے کہ گورنمنٹ جلد ایسا کر دے گی ۔

چیرمین بلدیات

۲۲ ۔ اگست ۲۵ء

س کیا گورنمنٹ براے مہربانی اُن بلدیات کی فہرست میز پر رکھے گی جنمین سرکاری چیرمین کی بجائے غیر سرکاری چیرمین مطابق قرارداد کونسل منتخب ہو گیا ہے ؟

ج سورون ۔ کاسگنج ۔ امروہہ اور بلاسپور کی بلدیات اپنا چیرمین آئندہ انتخاب کے بعد منتخب کرینگی ۔

۲۱ ۔ اگست ۱۹۲۵ء

شرکت مجسٹریٹ ضلع

س کیا گورنمنٹ مہربانی فرما کر ان بلدیات کی فہرست میز پر رکھیگی جنہون نے مجسٹریٹ ضلع یا ڈپٹی مجسٹریٹون کو اپنے جلسون مین شرکت کی اجازت دیدی ہے ؟

ج اسکے فیصلہ کا تعلق بلدیات سے نہین ہے ۔

ڈاکٹران مویشی

س کیا گورنمنٹ کی توجہ ڈاکٹران مویشی کی زیادتی کی ضرورت کی طرف مبذول ہوئی ہے تاکہ علاقہ دیہات مین مویشی کے علاج مین زیادہ توجہ ہوسکے ؟

ج گورنمنٹ کو خوب علم ہے کہ ڈاکٹران مویشی کی تعداد کی زیادتی کی اسوقت سخت ضرورت ہے مگر ڈسٹرکٹ بورڈ جو ایسے ڈاکٹرون کو ملازم رکھتی ہے صرف تعداد کی زیادتی کو نہین بلکہ موجودہ تعداد کو قایم رکھنے سے مجبور رہے ۔

سوالات متعلق پولیس وامن عامہ

۳۱ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

پولیس کانفرنس

س کیا امر واقعہ ہے کہ اس صوبہ کی پولیس کانفرنس کی جو انتظامیہ کمیٹی ہے اس نے پولیس کے انسپکٹر جنرل سے اس امر کی درخواست کی ہے کہ کمیٹی مذکور کے جو معروضات ہین اسکے متعلق کوئی کاروائی اختیار نہ کی جائے ؟

ج اگر اس سوال سے اشارہ اُس پولیس کانفرنس سے ہے جو سرکاری طور سے غیر منظور شدہ ہے تو جواب اس سوال کا اثبات مین ہے ۔

س کیا اس کمیٹی نے پولیس ماتحت کے ممبران کے کسی نمایندہ سے مشورہ بھی لیا ؟

ج جواب نفی مین ۔

س کیا گورنمنٹ کا ایسا ارادہ ہے کہ اس صوبے کے بڑے بڑے شہرون مین پولیس کے

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو کوتوالیون کا انچارج بنادیا جائے اور اونکو عوام پہ مقدمہ چلانے کے اختیارات بھی دیدیے جایئن ؟

ج فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہین ہے۔

س کیا امر واقعہ ہے کہ پولیس کے انسپکٹر اس بات کے امکان سے خوف زدہ ہین کہ پولیس سپرنٹنڈنٹ کو اونکے تخفیف کرنے کا اختیار دیا جائے گا اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اونکو برخاست کر سکین ؟

ج اس صوبہ کی پولیس کانفرنس نے پولیس کے انسپکٹر جنرل کو اس معاملہ پر رجوع کیا تھا۔

س کیا یہ بات صحیح ہے کہ پولیس کے سب انسپکٹر کی ترقی اور سزادہی کے معاملہ مین ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (کلکٹر) کی اتفاق رائے کا خیال کیا جائے گا کیا یہ بھی ارادہ ہے کہ پولیس کے سپرنٹنڈنٹ کو بھی اس بات کا اختیار دیدیا جائے ؟

ج ہان ارادہ یہی ہے۔ درجہ اول مین ترقی دینے کی صورت مین یا برخاست کرنے کی حالت مین پولیس کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل کی اتفاق رائے کی ضرورت ہوگی۔

س کیا یہ امر واقعہ ہے کہ اس صوبہ کی سرکاری پولیس کے عہدہ داران کی ایک تعداد مختلف اضلاع مین قائم مقامی جگہ پر کرنے کے بعد اس وجہ سے اپنی جگہوں کو واپس بھیجی گئین تاکہ امپیریل پولیس کے واسطے جگہ ہو جائی پھر کہا تھا یہ وعدہ پورا ہوا کہ گیارہ فیصدی جگہین اس صوبہ کی پولیس

کے واسطے مخصوص کردیجائینگی ؟

ج ہان اُن سات اشخاص مین ابتک صرف چار کا تقرر ہوا ہے اور اس بات کی اُمید ہے کہ دوسرا تقرر سال رواں مین کیا جائے گا اور تعداد مقررہ سنہ ۱۹۲۵ء تک پوری ہوسکے گی۔

س کیا گورمنٹ ازراہ عنایت بتائے گی کیا اس صوبہ مین پولیس کے عارضی اور قائممقامی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی کیا تعداد ہے ؟

ج کوئی قائم مقام ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نہین ہے جو تقررات عارضی طور سے عمل مین آئے ہین وہ سول لسٹ (civil list) مین درج ہین۔

قوم بھانتو

۶ - مارچ سنہ ۲۴ء

س مسٹر ینگ نے کتنے بھانتو گرفتار کئے ؟

ج قریب ساٹھ بھانتو گرفتار ہوئے مع دو کے جو مارے گئے۔

س کیا گورمنٹ کا ارادہ ایسے لوگون کو کچھ معاوضہ دینے کا ہے جو ظلم کا شکار ہوئے ہین ؟

ج گورمنٹ کے روبرو اس قسم کی کوئی تجویز نہین ہے۔

س کیا گورمنٹ کی توجہ اس صوبہ کی پولیس کے انتظام کی جو رپورٹ سنہ ۱۹۲۲ء کی شائع ہوئی ہے اوسکے صفحہ ۱۹ - کی طرف منعطف ہے۔ کیا گورمنٹ کو انسپکٹر جنرل کی اس تجویز سے اتفاق ہے۔ کہ کوئی تدارک مستقل طور سے اسوقت تک نہین ہوسکتا جبتک کہ نجیب آباد اور مراد آباد اور بریلی کے علاقون کے تمام بھانتو

تو کسی ایسی مناسب جگہ پر نہ بھیجے جاوین جو پہاڑون کے تشبی علاقون سے دور ہو اور جہان اونکے بھاگ جانے کا بھی اندیشہ نہ ہو ؟

ج گورنمنٹ نے اس تحریر کو دیکھا ہے اور اسکے بالکل موافق ہے ۔

س اگر گورنمنٹ اسکے بالکل موافق ہے تو ابتک اس معاملہ مین کیا کارروائی اختیار کی گئی ؟

ج آنریبل ممبر سے گزارش ہے کہ وہ اس جواب کو ملاحظہ کرین جو ۲۷ فروری کی سوال نمبر ۸ کے متعلق دیا گیا تھا ۔

س کیا یہ بات صحیح نہین ہے کہ نوادہ مین بھاتو علاقہ سے مسافرون کا بغیر جان کے خطرہ کے گزرنا ناممکن ہے ؟

ج گورنمنٹ کو نہین معلوم کہ ایسا واقعہ ہے

پولیس کانفرنس

س کیا یہ امر واقعہ ہے کہ اس صوبہ کی پولیس کانفرنس کی پیش کردہ باتون کے متعلق کوئی کارروائی اختیار نہین کی گئی ؟

ج پولیس کانفرنس کی کوئی نیابت ابھی تک گورنمنٹ کو نہین پہونچی ہے ۔

متعلق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس

۲۷ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

کیا یہ بات صحیح ہے کہ پولیس کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جو سنہ ۱۹۲۰ء تک ترقی پاکر سپرنٹنڈنٹ

ہو گئے تھے انکو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے ساتھہ رکھا گیا جس کا تقرر اسی سال ہوا تہا؟

ج قاعدہ یہ ہے کہ تمام افسران کا خواہ وہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہوں یا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے درجہ کی ترقی پر نام فہرست مین ان لوگون کے بعد آتا ہی جو اپنی اصلی جگہ پر اس سے قبل ترقی پا چکے ہین۔ جب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹون کو اس درجہ پر ترقی دینا اولاً شروع ہوا تہا تو یہ قرار پایا تھا کہ سنہ ۱۹۰۶ء کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جنکو ابھی تک ترقی نہین دی گئی ہی وہ ترقی پر ان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹون کے ساتھہ جنکو ابھی ترقی ملی ہے رکھے جاوینگے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ دس سال کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ داسوقت بھرتی کئے گئے تھے۔ جبکہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا درجہ کہلا بھی نہ تہا اور اس خیال سے کہ اس محکمہ کے اعلیٰ عہدہ صرف انہین کے لئے کہلے ہوئے ہین۔ جبکہ سنہ ۱۹۰۶ء کے تمام اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو ترقی دیدی گئی تو معمولی قاعدہ پر عملدرآمد ہونے لگا

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت بتائیگی کہ سنہ ۱۹۰۶ء و سنہ ۱۹۰۸ء کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سنہ ۱۹۱۱ء کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹون کے ماتحت کیون رکھے گئے ہین اور جن کا تقرر بطور سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ہوگیا ہے (۲) کیا اس معاملہ مین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹون نے کچھہ رجوعات کی تھین (۳) کیا گورمنٹ اس بات سے آگاہ ہی کہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹون نے جو جگہ لے لی ہین اس سے انڈین افسران کے سپرنٹنڈنٹ کے سلکیشن گریڈ مین پہونچنے سے باز رکہین گی اور ڈپٹی انسپکٹر کی جگہ بھی نہ ملیگی

ج آنریبل ممبر کو ۷۹ سوال کے پہلے نمبر کا حوالہ دیا جاتا ہے (۲) نہین (۳) نہین اس معنون مین اور لوگون نے نہیں لئے ہن۔

س یورپین اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی کتنی تعداد ہے جو بلحاظ مدت خدمت کے ان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سے کم ہیں جن کو اس سال سپرنٹنڈنٹ بنایا گیا ہے؟

ج جب خان بہادر سید محمد تقی سنہ ۱۹۲۴ء سپرنٹنڈنٹ پولیس ہوئے تھے تو اسوقت چالیس یورپین اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی مدت ملازمت درج گزٹ انسے کم تھی

بابت پولیس اسوسیئشن ممالک متحدہ

س (۱) صوبہ کی پولیس انجمن کے باقاعدہ مانے جانے کی درخواست کب گذری تھی (۲) یہ اب تک منظور کیوں نہیں کی گئی (۳) اب تک کتنی سرکاری نوکروں کی انجمنیں منظور ہو چکی ہیں؟

ج (۱) کوئی درخواست نہیں گذری (۲) آنریبل ممبر کو سوال نمبر ۱۳ کا حوالہ دیا جاتا ہے (۳) ایک فہرست فراہم کیجاتی ہے۔

س کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ کی پولیس انجمن کے ممبران کو جو حضور گورنر بہادر کو ایک اڈریس پیش کرنا چاہتے تھے اس بنا پر اجازت نہیں دی گئی کہ جبتک وہ انجمن سرکاری طور سے منظور شدہ نہ ہو صاحب گورنر بہادر کوئی ایڈرس منظور نہیں کر سکتے۔

پولیس کار خاص

۱۳ - مارچ سنہ ۲۵ء

س کیا گورنمنٹ ازراہ عنایت ٹریننگ کی تو پولیس کار خاص کا کل صرفہ بتائیگی؟

ج نومبر سنہ ۱۹۲۲ء لغایتہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء کل صرفہ ۸۱۷۸۲ روپیہ تھا سنہ ۱۹۲۴ء کا صرفہ معلوم نہیں

س کیا گورنمنٹ بجنور، مراد آباد اور نینی تال کے اضلاع میں مسٹر نیگ کے گرفتار کردہ بھانتو وغیرہ بھانتو کی تعداد اور نیز اُن اشخاص کی تعداد جو عدالت اسپیشل مجسٹریٹ میں پیش ہو کر مجرم قرار دیئے گئے بتائیگی؟

ج آنریبل ممبر کو ڈکیتی پولیس خاص کی رپورٹ سنہ ۱۹۲۱ع کا جسکی کاپی ہر ممبر کو دی گئی ہے حوالہ دیا جاتا ہے۔

س کیا گورنمنٹ ان اشخاص کی تعداد بتائے گی جو جیل میں رکھے گئے اور مجسٹریٹ کے سامنے پیش نہیں کئے گئے؟

ج تمام ماخوذ شدہ اشخاص مجسٹریٹ کی عدالت میں سماعت مقدمہ کے واسطے لائے گئے

س کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ابتک کچھ آدمی جیل میں موجود ہیں اور کوئی جرم اُنپر نہیں لگایا گیا۔ اگر ایسا ہے تو گورنمنٹ اُنکے نام مع سکونت بتائے گی؟

ج پہلے حصہ کا جواب نفی میں ہے۔ دوسرا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

س کیا پولیس کار خاص جو مسٹر نیگ نے مرتب کی تھی علیحدہ کر دی گئی؟ اگر نہیں کیگئی تو اسکے وجوہ کیا ہیں؟

ج ابھی تک علیحدہ نہیں کی گئی۔ ڈکیتی کی وجہ سے ابتک ضرورت ہے۔

س کیا گورنمنٹ نے ان صوبجات میں کوئی خاص پولیس ڈکیتی کے انسداد کے واسطے مقرر کی ہے جس کا نام ڈکیتی برانچ ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا کونسل کو اس کے صرفہ سے مطلع کرے گی جو اس کے لئے منظور کیا گیا؟

ج گورنمنٹ نے ایک عارضی فورس بنائی ہے جس کا نام اسپیشل ڈکیتی پولیس ہے جو کونسل کی منشا سے قایم کی گئی ہے اور اسکے صرف کے واسطے اپریل ۱۹۲۲ع میں ۲۱۷۵۶۴

Dec 20/12/88

روپیہ منظور کیے گئے تھے ۔

س کیا یہ امر واقعہ ہے کہ جب مسٹر ینگ نے سلطانہ اور بھانتون کے متعلق لو پیپر تیار کی تھی جو چند اشخاص شبہ پر گرفتار کر لیئے گئے تھے (۲) کیا یہ واقعہ ہے کہ وہ لوگ ایک مدت تک جیل مین رہے (۳) کیا یہ واقعہ ہے کہ مدت تک اُن پر جرم نہین لگایا گیا ؟ (۴) کیا یہ صحیح ہے کہ محض شبہ پر کل لوگ ابھی تک جیل مین ہین اور اُنپر ابھی تک کوئی فرد جرم نہین لگائی گئی ؟

ج (۱) نہیں (۲) و (۳) و (۴) پیدا نہین ہوتے ۔

س گورنمنٹ اُس مجسٹریٹ اور جج پر کیا نگرانی کرتی ہے جو بھانتون کے گروہ اور انکے متعلقین کے مقدمات کی سماعت کے لیئے خاص طور سے بھیجے گئے ہین (۲) کیا تمام مقدمات کی کارروائی موجود ہے ۔ کیا گورنمنٹ اُن بھانتون اور غیر بھانتون کی تعداد بتائے گی ۔ جنپر مختلف مقامات پر مقدمات چلائے گئے اور کیا گورنمنٹ براے مہربانی یہ بتائیگی کہ انپر کتنے مقامات پر مقدمات چلائے گئے (۳) کتنے رہا کر دیئے گئے اور کیا سزائین دی گئین ؟ کیا گورنمنٹ کے پاس ان کے ساتھ بدسلوکی کے متعلق کوئی شکایات پہونچی ہین ؟

ج (۱) اسپشل مجسٹریٹ کمشنر کمایون ڈویژن کے ماتحت کام کرتا ہے اور جس ضلع مین کام ہوتا ہے اسکے مجسٹریٹ ضلع سے تعلق رکھتا ہے اور بطور مجسٹریٹ کے وہ جوڈیشل نگرانی مین ہے ۔

(۲) و (۳) ایک بیان میز پر رکھا جاتا ہے ۔
(۴) کوئی شکایت موصول نہین ہوی ۔

باقی تقریرین آیندہ جلد ثانی مین ہدیۂ ناظرین کیجائینگی